دنیا بھر میں ـــــ بے مثل ـــ و ـــ بے نظیر ـــــ دو تر[جمے]

اور

بے شمار خوبیوں والا

قرآن مجید اردو مع تفسیر کامل

تقطیع ۲۲×۳۰ / ۴ ـــــ صفحہ کا طول ۱۵ اِنچ ـــــ عرض ۱۰ اِ[نچ]

چوب قلم تقطیع ـــــ ایک صفحہ میں ۱۱ سطریں عربی متن کی ـــــ ۲۲ سطریں اُردو ترجمہ [کی]

- ایک ترجمہ تحت اللفظ از حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی +
- دُوسرا ترجمہ با محاورہ از مولٰینا اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم +
- دونوں ترجمے مستند ہیں +
- حاشیہ پر مکمل تفسیر "سراج البیان" ہے۔ جس کے مطالعہ کے بعد آپ یہ محسوس کریں گے قرآنِ پاک دنیا کے ادب میں سب سے عمدہ اضافہ ہے +
- دیباچہ میں مضامین قدیم قوموں، انبیا کی تواریخ اور سوانح عمریاں، آداب تلاوت ا[ور] [ا]عرا[ب] سورہ وغیرہ بالتفصیل درج ہیں +
- کتابت اعلیٰ، طباعت عمدہ، ہر لفظ الگ الگ +

کاغذ اور جلد بندی کی مختلف قِسمیں جن کی تفصیل درج ذیل ھے

حوالہ	مختصر کیفیت	ہدیہ فی نسخہ
(۱) اعجاز صفت قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ ایک ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ دوسرا ترجمہ اشرف علی تھانویؒ (چوب قلم تقطیع)	کاغذ سفید رف سطور حنا شدہ ------ (بلا جلد)	------
	" " " " (مجلد پارچہ)	----
	" " " " (عمدہ جلد)	------
	کاغذ سفید گلیز سطور حنا شدہ ------ (بلا جلد)	------
	" " " " (مجلد پارچہ)	
	" " " " (مجلد عمدہ درجہ)	---
(۲) ایضاً متوسط تقطیع	صفحہ کا طول ۱۰ اِنچ، عرض ۷ ½ اِنچ	

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، کشمیری بازار، لاہور (پاکستان)

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

اخلاقِ محسنی

مصنفہ مُلا حسین واعظ کاشفی طاب اللہ ثراہ

ناشرین

ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

بسم الله الرحمن الرحیم

حضرت پادشاه علی الاطلاق عزت کلمته وجلت عظمته منشور دولت سلطان المرسلین و متمم
اخلاق المحسنین محمد النبی الامی الامین صلوات الله وسلامه علیه و آله اجمعین بطغرای غرای
وانک لعلی خلق عظیم موقع و مزین گردانید زیرا که حسن خلق نوریست از انوار حکمت الهی و سریست
(رونق ۱۲ — توقیع یافته ۱۲)
از اسرار عزت پادشاهی که بدان نور شریف چشم بصیرت منور گردد و از آن سر عزیز معرفت
حسن صفات میسر شود و از مضمون حدیث بزرگوار بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مفهوم میشود
که فائده بعثت سرور عالم صلی الله علیه وسلم تتمیم مکارم اخلاق و تکمیل محاسن اوصاف است
لاجرم زبان معجز بیان آن حضرت بکلمه تخلقوا باخلاق الله ناطق شد و تا امت عالی نهمت
دانند که تحقق بدین تخلق امریست لازم و ارتقا بدین درجه علیا فرضیست متحتم و اول چیزیکه
در میزان قیامت سنجیده شود اخلاق حسنه باشد بعد از آن اعمال حسنه و در حدیث آمده که بدرستی
که مومن بواسطه خلق نیکو درمی یابد درجه کسانیرا که قائم اللیل و صائم الدهر باشند و حکما
گفته اند که تهذیب اخلاق راهیست روشن که جنت بانتهاج و آن منهاج
(رفتن ۱۲)

مطلب یہ کلمہ اسکا اور بڑی ہی عظمت اسکی ۱۲ درود و سلام بھیجے خدا اسپر اور اسکی اولاد سب پر ۱۲ البتہ تو بڑے خلق پر ہے ۱۲ ہم بھیجا گیا ہوں میں کہ پوری کروں خوبیاں اخلاق کی ۱۲ عادت کرو اخلاق پر خدا کی ۱۲ رات بھر کے جاگنے والے اور ہمیشہ کے روزہ رکھنے والے

بسر منزل شرف سروری نتوان رسید و جز بسلوک آن طریق رخت از بادیه حیوانیت بدار الملک انسانیت نتوان

مثنوی

هر که در و سیرت نیکو بود	آدمی از آدمیان او بود
نیکی مردم نه نکو روئیست	خوی نکو مایهٔ نیکوئیست

و اخلاق ستوده و اوصاف پسندیده از همه افراد آدمیان زیبا و مستحسن می نماید خصوص از جماعتی که بحکم و رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَ یَخْتَارُ زمام اختیار بقبضهٔ اقتدار ایشان باز داده و بمفتاح عنایت بیغایت تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ ابواب سلطنت بر روی ایشان کشاده

بیت

خوبی اخلاق کان دنیا و دین را زیورست	یا فقیری خوش بود یا پادشاهی خوشترست

والحمد لله که حضرت پادشاه دین پناه مظهر انوار السلطان ظل الله دارای جمشید فر فریدون خورشید منظر صاحبقران اسکندر مکان مرکز دائرهٔ امن و امان مُمَهِّدُ قواعد السلطنة الباهرة مُشَیِّدُ معاقد الخلافة الزاهرة

مثنوی

ابو الغازی آن شاه صاحبقران	که داد است دوران بدستش عنان
جهاندار جم قدر گیتی پناه	که خورشید ملک است و ظل اله
معز الوری مالک الخافقین	شهنشاه آفاق سلطان حسین

خلد الله تعالی ظلال خلافته و ابد نوال عاطفته و رافته بین الانام الی قیام الساعة و

ا؎ اور تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور چن لیتا ہے ۲؎ تو دیتا ہی ملک جسکو چاہتا ہی ۳؎ پادشاہ سایہ خدا کا ہی ۴؎ قواعد سلطنت کے چلانے والے اور خلافت روشن کے کاموں کو استوار کرنے والے ۵؎ عزت دینے والا خلق کا بادشاہ دونوں طرف یعنی مشرق و مغرب کا ۶؎ ہمیشہ رکھے اللہ تعالی سایہ خلافت اسکا اور ہمیشہ رکھے بخشش اور مہربانی اسکی خلق کے درمیان قیامت

[illegible]

ساعۃِ القیام و اولاد امجاد کامگار نامدار آن حضرت که هر یک مهر سپهر دولت و جهانبانی و ستیارهٔ اوج سلطنت و کشورستانی اند و از اخلاق سنیۂ و اوصاف رضیۂ مرضیہ بقسمے اجزل و سہمے اشمل بهرہ یافتہ اند و عنان عاطفت عالی بصوب الکتاب محامد و معالی تافتہ فرد

خوب پسندیدہ ۱۲ روشن ۱۲ خوب و پسندیدہ ۱۲ ۵ بزرگ ۱۲ حصہ ۱۲ طرف ۱۲

هر یکی در مکارم اخلاق	شاه چون آفتاب عالمگیر

علی الخصوص حضرت شاهزادهٔ عالمیان نقاوهٔ زهرهٔ آدمیان گوهر یکتای دریای عظمت و بختیار اختر نور افزای سمای ابهت و شهریاری فراز ندهٔ اعلام دین و دولت فروزندهٔ رخسار ملک و ملت مثنوی

شاه قوی طالع و فیروز جنگ	گلبن این روزهٔ فیروزه رنگ
داغ نه ناصیهٔ سرکشان	تیغ زن تارک لشکر کشان

خلاصۃ اعاظم السلاطین زبدۃ اماجد الملوک والخواقین قطعه

بزرگان

شاه ابوالمحسن معین ملک و ملت کافتاب	در مقام احترام از زمرهٔ خدام اوست
شهسوار عرصهٔ رفعت که در میدان قدر	ابلق ایام رام رائض احکام اوست
چون نشان دل بتوقیع انابت زد رقم	لاجرم امروز منشور شرف برنام اوست

رجوع بخدا ۱۲ دوا ۱۲ نوشتہ

خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و اجرای فی بحار السلطنۃ فلکہ آوازهٔ توبه و انابت و انصاف و عدالت او باستماع اقاصی و ادانی رسیده و صیت مکارم اخلاقش در اطراف آفاق شایع گشته ع بهر طرف که نهی گوش مدح او شنوی ؛ و از جمله صورتے که موجب سرفرازی و

ف خلاصہ ہے پادشاہوں کا برگزیدہ بزرگ پادشاہوں اور خاقانوں کا ۱۲ ہمیشہ رکھے اللہ ملک اسکا اور جاری کرے سلطنت کے دریاؤں میں کشتی اس کی ۱۲ بزرگان ۱۲ اعلیٰ خسروان ۱۲

نیکنامی دنیا و سبب از دیاد کرامت و سعادت عقبی تواند بود استرضائے جانب حضرت
سلطنت پناہی ست کہ بوقتیکہ موجبات وحشت و اسباب رعب و دہشت بجہت
وقوع بعضے وقایع و حالات قائم بود وصول او بملازمت بارگاہ عالم پناہ حضرت
اعلیٰ را بغایت مستبعد می نمود مجبر داشا رتے کہ حضرت جم جاہی ظل الٰہی شرف
دریافت آن حضرت از دار الملک مرو کہ مستقر عز و جلال بود توجہ نمودہ
باندکی از خواص خادم بے دہشتی و وحشتی عازم پایہ سریر خلافت مصیر گشت و سخن جمعی
کہ در صدد ایا و امتناع بود باشد بسمع قبول اصغا نانمودہ اطاعت والد بزرگوار
رفیع المقدار را کہ بحکم اَنْ اشکر لی و لوالدیک مقترن بفرمان برداری حضرت باری
ست بر ہمہ اختیار فرمود و بعد از مدت متمادی مفارقت چون دیدہ یعقوب کنعان
کمال بنور جمال آن یوسف مصر عزت و جلال روشن شد صدائے تہنیت و ندائے مبارکباد
از ہر گوشہ بگوش گردون رسیدن گرفت

رباعی

فیاض ازل ز فیض بے اندازہ	فرد	ان لحظہ ز مقدمش بشہر آوازہ	
شد باغ مراد ازان بشارت خرم		شد گشت امید از ان رسیدن تازہ	

چون شاہزادہ بدین صفت از سایہ اقتران سمت امتیاز یافتہ بانظار عواطف سلطانی
ملحوظ و از آثار مراحم بیکرانہ خاقانی محتظی و محظوظ گشت مژدۂ امن و امان بمسامع عالمیان
رسیدہ و نسیم بہجت و مسرت از ریاض نشاط و راحت برصحرا و رآدمیان در
زیدہ

قطعہ

ے یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا ۔۔۔ مبارکباد ۔۔۔ ویکان ۔۔۔ امتثال ۔۔۔ طاعت و نقش ۔۔۔ بہرہ مند ۔۔۔

شکر خدا کہ شام امید زمانہ را	صبح طرف ز مطلع عز و شرف دمید
ہر ناوک دعا کہ کشادند اہل راز	از بازو نیاز ہمہ بہ ہدف رسید

اصاغر و اکابر بزبان بدعای جانفزای آن سرو چمن سرفرازی کشودند و خواص و عوام بادای ثنا و آفرین آن مہر فلک عز و تمکین توجہ نمودند فقیر حقیر **حسین الکاشفی** مشہور **بحسین الواعظ** نیز مدام طواف حریم بارگاہ سدرہ اشتباہ آنحضرت لبرۃ لسعادت تقبیل انامل دریا فواضل مستسعد گشت و بعد از عرض دعا چون لمعات اخلاق رہانی کہ از صفحات احوال آن زبدۂ نوع انسانی لامع و ساطع بود بہ نظر تحقیق و تدقیق مشاہدہ نمود خواست کہ بطریق دعاگوئی و دولتخواہی دو کلمہ از اخلاق ستودہ و اوصاف حمیدہ ملازمان آنحضرت بر ورق بیان مسطور گرداند تا دستور العمل اولاد سلاطین و ابنای خواقین باشد پس بتحریر این رسالہ کہ بہ **اخلاق محسنی** مسمیٰ گشتہ اقدام نمود والتوفیق من الملک المعبود و قبل از شروع بموقف عرض میرساند کہ چون آدمیان مدنی بالطبع اند یعنی ایشان را از اجتماع و ایتلاف ناگزیر است و چارہ بنیت و امزجہ و طبائع مختلف اند ہر مزاجی را اقتضاے و ہر طبعے را بقتضائیت پس در میان ایشان قانونے باید کہ بران قانون با یکدیگر معاشرت کنند بطریقے کہ بر ہیچکس حیفے نرود و آن قانون شریعت است کہ تعیین اوضاع آن بروحی الٰہی باشد و واضع آنرا پیغامبر گویند و چون پیغامبر قانونے و قاعدۂ بنہد کسی باید کہ آن قانون را بقدرت و شوکت خود محافظت نماید و نگذارد کہ کسے

(حواشی بین السطور: فقیدۂ الگرد پھرنا ۱۲ — چومنا ۱۲ — انگلیاں ۱۲ — روشنیاں ۱۲ — درخشاں ۱۲ — پہنچتی ۱۲ — شروع ۱۲ — کھڑے ہونے کی جگہ ۱۲ — الفت کرنا ۱۲ — خواہش ۱۲ — جور ۱۲ — اطوار ۱۲)

۱ گرد اگرد گھومنا ۱۲ ۲ اور توفیق بادشاہ معبود کی طرف سے ہو ۱۲ ۳ مدنی الطبع اسے کہتے ہیں کہ اسباب معیشت میں اور دل کا محتاج ہوا ۱۲

از حدود آن تجاوز کند و این کس را پادشاه خوانند. پس درجه پادشاہی نبوت ست چه
نبی واضع شریعت ست و پادشاہ حامی و حافظ آن و ازینجا گفته اند الملک[1] والدین
توامان درین معنی واقع شده نظم

نزد خرد شاہی و پیغمبری	چون دو نگینند و یک انگشتری
گفته آنہاست که آزاده اند	کاین دو زیک اصل و نسب زاده اند

لہذا حق سبحانه تعالی بعد از امر بطاعت خود و اطاعت پیغمبر خود بفرمان برداری ملوک
و سلاطین فرمود که اَطِیْعُوا[2] اللہ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پس پادشاه باید که متخلق خوگر[12]
باخلاق صاحب شریعت باشد تا حفظ حدود شرع بشرائط آن تواند کرد و دیگر
باید که تامل فرماید که چون حق تعالیٰ درباره وے اینچنین کرامتی ارزانی داشته او را
بر طائفه از بندگان خود حاکم ساخته و رایت عظمت او را در ساحت تعزمن تشاء[3] بر میدان[12]
افراخته و ارادت ازلی افسر اختیار بر فرق اقتدار او نهاده و مشیت لم یزلی زمام امر و نهی
جمعی از آفریدگان بقبضه تصرف او باز داده ہر آئینه باید که ذات عالی خود را بصفات
ستوده و سمات پسندیده موسوم و موصوف گرداند و پادشاہ را رعایت چہل صفت لازم
ست که بعضے ازان میان وے و حق سبحانه و تعالیٰ باشد و بعضے میان وے
و خلق و این چہل صفت در چہل باب آورده شد بعبارت فارسی خالی از
تکلف منشیان و تصلف[4] مترسلان و در سر باب از روایات و حکایات آنچه
وقت اقتضا فرموده زبان بدان مسامحت[5] نمود رقم ثبت یافت

جهنڈا[12] خواہش[12] تقدیم[12] مہار[12] بعضے[12] لمبی عبارت[12] آسانی[12] لکھنا[12] نقش[12]

[1] پادشاہی اور دین دو بچے ایک پیٹ کے ہیں[12] [2] فرمانبرداری کرو خدا کی اور حکم مانو پیغمبر کا اور حاکموں کا
کہ تم میں سے ہیں[12] [3] عزت دیتا ہے تو جسے چاہے[12] [4] لاف زنی[12]

و من الله الاعانة والتوفیق

۱۲ اور خدا کی طرف سے مدد اور توفیق ہے

باب اول در عبادت

و آن پرستش حق سبحانه تعالی باشد باداے فرائض و واجبات و ترک قبائح و

فرمان برداری

محرمات والقیاد، اوامر و نواہی و اتباع سنن حضرت رسالت پناہی و مقرر ست کہ عبادت حق سبحانہ و تعالے در دنیا واسطہ سلامت ست و در عقبے رابطہ نجات و کرامت بیت

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت ست	پیرایۂ کرامت عقبیٰ عبادت ست

پس پادشاہ باید کہ صفحۂ احوال خود را برقم عبادت بیاراید تا خداوند تعالے بدہد اورا انچہ در دنیا و آخرت شاید بکار آید و فرمان برداری خدائے بر حسب فرماندہی خود لازم باید شناخت و روزہا بکار مردم و شبہا بکار خود باید پرداخت آوردہ اند کہ حضرت مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ در زمان خلافت روزہا بساختن مہمات خلائق مشغول بودی و شبہا بعبادت و طاعت خالق اشتغال نمودی گفتند اے امیر چرا این ہمہ رنج و محنت بر خود روا میداری نہ بروز آسایشے و نہ بشب آرام فرمود کہ اگر در روز بیاسایم رعیت ضائع ماند و اگر در شب بیارامم فردائے قیامت من ضائع مانم پس روز ہم مردم می سازم و شب بکار حق می پردازم یکی از سلاطین ہرات از شاہ سبحان قدس سرہ التماس نمود کہ مرا وصیتے کن شاہ گفت اگر نجات دنیا و درجات آخرت میخواہی شبہا بدرگاہ الٰہی داد گدائی میدہ و روزہا در بارگاہ خود بداد گدایان میرس قطعہ

چون بندگان حق ہمہ فرمان برند	تو نیز بندگی کن و فرمانِ حق ببر
ہر پادشہ کہ خدمت حق را کمر ببست	بندند خلق ہم زئے خدمتش کمر

سلہ خوش مرہبا اللہ ان دسے ۱۲ سے پاک کیا جائے راد ان کا ۱۲

وچون خوئی رعیت تابع خوئی بادشاه است که اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِهِم[۱] پس هرگاه بادشاه میل طاعت وعبادت کند رعیت نیز بدان کار راغب ومائل شود وبرکات عبادات رعایا نیز بروزگار او واصل[۲] ومتواصل[۳] گردد

باب دوم در اخلاص

وآن پاک ساختن عمل ست از ریا[۴] وغرض وسائر علل[۵] وراست کردن نیت باخدای عزوجل بیت

هرکه باخلاص قدم میزند	عیسیٔ وقتست که دم میزند

پس باید در هر کارے که سازد نیت او طلب خوشنودی حق سبحانه باشد نفس خود را دران دخل ندهد که غرضهای نفسانی عملهای حقانی را تباه کند آورده اند که یکے از خلفائے خراسان فرموده اند تا بے ادبی را در موقف سیاست داشته تا زیانه میزدند آن شخص در اثنای آن حال زبان وقاحت (یاوے وخدمت ۱۲) بکشاد وخلیفه را دشنام داد خلیفه امر کرد تا دست (یعنی خدام ۱۲) از و باز داشتند واورا آزاد کردند یکے از خواص بارگاه خلافت پرسید در محلے که تادیب آن شوخ چشم بے شرم زیادت بایستے سبب بخشیدن وآزاد کردن چه بود خلیفه گفت من اورا برائے خدا ادب میکردم چون مرا ناسزا گفت نفس من ازان متغیر ومتاثر شد ودر صدد انتقام آمد (انتہا پر ۱۲) نخواستم که در کار حق سبحانه نفس را دخل دهم که این صورت از شیوهٔ (پہلے ۱۲) اخلاص دور ست وصاحب عمل غرض آمیز از فضیلت (بہت اینا ۱۲) ثواب محروم ومهجور

نظم

---

۱ آدمی اپنے بادشاہ کی راہ پر ہے ۱۲ ۲ پہونچنے والے ۱۲ ۳ ہمیشہ پہونچنے والے ۱۲ ۴ دکھلانے کو کام کرنا ۱۲
۵ ج علت ۱۲

او نخست آتش من تیز شد	کار الٰہی غرض آمیز شد
داعیۂ نفس چو بنمود رو	معنی اخلاص نماند اندرو
کار کز اخلاص نشد بہرہ ور	ترک چنان کار سزاوارتر

باب سوم در دعا

و آن عرض نیاز ست بدرگاه الٰہی و درخواستن مرادات از فیض و فضل نامتناہی و ہر صاحب دولتے را کہ کلید دعا بدست آمد ہر آئینہ بوعدۂ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ در اجابت بروئے وے کشادہ میشود و دعا یا برائے تحصیل منفعت ست یا برائے دفع مضرت و سلاطین را از ہر دو نوع چارہ نیست یکے جر منافع کہ نظام ملک و قوام سلطنت ست ہر آئینہ آنرا ابزار بے دنیا ناز حضرت غنی کارساز درخواست باید نمود تا بفراغت بر سریر ابہت متمکن تواند بود **بیت**

بر مسند تا نہ کے نشیند بمراد	آن کس کہ رہِ نیاز بر دل نکشاد

دوم دفع مکارہ و مضار کہ آن ہجوم خصم و غلبۂ دشمن باشد یا بلاہائے دیگر چون آلام و اسقام و آن نیز جز بتضرع و بکا و زاری و دعا مندفع نگردد چنانچہ حضرت مولوی رومی قدس سرہ در مثنوی فرمودہ **نظم**

ای کہ خواہی کز بلا جان و آخری	جان خود را در تضرع آوری
با تضرع باش تا شادان شوی	گریہ کن تا بے دہان خندان شوی
کین تضرع را بحق قدر ہاست	وان بہا کا نجاست زاری را کجاست

ای خوشا چشمے کہ آن گریان اوست	وی همایون دل کہ آن بریان اوست
آخر ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

در اخبار آمدہ کہ دعاے پادشاہ عادل مستجاب ست ہر تیر دعا کہ سلطان عدالت شعار بر کمان امکان نہادہ بشست درست اخلاص بکشاید بیشک بہ ہدف اجابت ونشانہ استجابت میرسد آوردہ اند کہ در شہرے از بلادِ اسلام چند شبانہ روز متصل باران بارید بمثابہ کہ کارہا بر مردمان دشوار شدہ وراہ آمد وشد فروبستہ گشت منزلہا روی بویرانی نہاد وو غدغہ در خاطر خرد و بزرگ افتاد جمعے از اہل تنجیم میگفتند کہ از نظرات فلکی استدلال میتوان کرد کہ تمام این شہر بواسطہ کثرت آب خراب خواہد شد مردم دل از خان و مان بر داشتند و جزع و فزع در خلائق افتاد چون کار از حد گذشت وطاقت طاق شد رجوع بسلطان کردند او مرد عادل وپاکیزہ سیرت بود اہل شہر را تسلی داد وخود بخلوت در آمد وروے نیاز بر خاک نہادہ گفت بار خدایا ہمہ خلق بر خرابی این شہر اتفاق کردہ اند تو قادری کہ تصور ایشان را باطل کنی وآثار قدرت خود بخلاف آنچہ در خیالہا میگذرد ظاہر گردانی فی الحال باران منقطع شد وآفتاب بر آمد واین دلیل روشن ست کہ چون پادشاہ پاک اعتقاد بود و دل او با رعیت راست باشد ہر دعا کہ در بارہ خود وایشان کند بشرف اجابت اقتران می یابد

قطعہ

بادشاہے کہ نہاد از رہِ لطف	بر سرت افسر شاہنشاہی
ہر چہ میخواہی از و خواہ کہ او	دہدت ہر چہ از وے خواہی

باب چهارم در شکر

وآن سپاس وستایش باشد مر منعم را با نعام او و چون نعمت سلطنت بزرگ ترین نعمتهاست پس سلطان باید که بشکر گذاری وسپاس داری این نعمت قیام نماید وشکر هم بدل باشد و هم بزبان و هم باعضا وجوارح[1] اما شکر بدل آنست که منعم حقیقی راشناشد و داند که هر نعمتے که بدو رسیده از فیض بے غایت ولطف بے نهایت اوست اما شکر بزبان آنست که پیوسته حق را یاد کند و کلمه الحمد لله بسیار گوید که گفتن این کلمه وفاست بشکر نعمت اما شکر بجوارح آنست که قوت آن نعمت را در طاعت منعم صرف کند و هر عضوے را از اعضا بطاعتے که بدان عضو مخصوص ست مشغول گرداند مثلاً طاعتِ چشم آنست که نظر در مخلوقات بعبرت کند و در علما وصلحا بنظر عزت بنگرد و در ضعفا وزیر دستان بشفقت نگاه کند وطاعت گوش استماع کلام الٰهی واخبار[2] حضرت نبوی علیه الصلوٰة والسلام وقصص اکابر دین وپند[3] ونصائح مشائخ واهل یقین ست وطاعت دست احسان با فقیران ومحتاجان وطاعت پاے رفتن بمساجد ومعابد ومزارات اولیا وتفقد درویشان خالص وگوشه نشینان بے طمع وزیارت علما وعلیٰ هذا القیاس[4] وچون بحکم لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ[5] شکر گزاری سبب زیادتی نعمت ست حق سبحانه ملک ومال وجاه وجلال او را زیادت گرداند بیت

[1] بمعنے دست وپا وزبان ودیگر اعضائے آدمی وجانوران شکاری ۱۲ [2] پند پذیری ۱۲ [3] حدیث ۱۲ [4] انپر درود وسلام ۱۲ [5] مقرر اگر شکر کروگے تم زیادہ دوں گا میں تم کو ۱۲

شکر سوی شہر سعادت برد	ہر کہ کند شکر زیادت برد

آوردہ اند کہ سلطان سنجر ماضی انار اللہ برہانہ در دیہے میگذشت خرقہ پوشی بر سر راہ او ایستادہ بود سلام کرد و سلطان چیزی میخواند سر در جنبانید و بزبان جواب وے نگفت درویش گفت اے شاہ سلام کردن سنت ست و جواب سلام بازدادن فرض من سنت بجائے آوردم تو چرا ترک فریضہ کردی سلطان از روے انصاف و صلابت اسلام عنان باز کشید و باعتذار در آمدہ فرمود کہ اے درویش بشکر گزاری مشغول بودم از جواب سلام تو غافل گشتم درویش گفت کرا شکر میگفتی گفت خدائے را کہ منعم مطلق است و ہمہ نعمتہا دادہ اوست و ہمہ عطاہا فرستادہ او **فرد**

از ماہ تا بماہی واز عرش تا بفرش	ہر ذرہ از وشدہ مستغرق نعم

درویش پرسید کہ بچہ نوع شکر میگفتی سلطان جواب داد کہ بکلمۂ الحمد للہ رب العالمین کہ شکر جمیع نعمتہا درین کلمہ مندرج ست درویش گفت اے سلطان تو طریقہ پسداری نمبدانی و وظیفۂ شکر گذاری بجاے نمی آری شکر تو باید کہ بقدر فیضان نعمت الٰہی و ترادف موہبت نامتناہی باشد کہ روزگار دولت ترا حاصل و ایام شوکت ترا شامل ست و شکر نہ ہمیں باشد کہ یک نفس عندلیب نغمہ سرائے زبان را بر گلبن الحمد للہ مترنم داری پس شکر سلاطین کہ در حضرت مالک الملک موقع قبول یابد و بمرتبہ الشاکر لیستحق المزید مترقے شود آن ست کہ بہر چہ داری شکرے کہ مناسب آن ست بجائے آری سلطان سنجر التماس نمود کہ مرا بران مطلع گردان درویش گفت شکر سلطنت

ا روشن کرے اللہ دلیل اس کی ۱۲ ۲ سب تعریف خدا کو کہ رب سارے جہان کا ہے ۱۲ ۳ شکر کرنے والا لائق زیادتی کے ہے ۱۲

عدل ست با عموم عالمیان و احسان بر جمیع آدمیان و شکر فسحت مملکت و وسعت عرصه ولایت طمع ناکرده در املاک رعیت و شکر فرمان روائی حق خدمت فرمان بران شناختن و شکر بلندی بخت و بسیاری اقبال بر افتادگان خاک مذلت واد بار رحم کردن و شکر معموری خزانه صدقات و خیرات را جهت اهل استحقاق مقرر داشتن و شکر قدرت و قوت بر عاجزان و ضعیفان بخشودن و خوشنودی کردن و شکر صحت بیماران ستم رسیده را از قانون عدل شفائے کلی ارزانی فرمودن و شکر بسیاری لشکر و سپاه آسیب ایشان از مسلمانان دور ساختن و شکر عمارتهاے عالی و باغهاے بهشت آیین مساکین و منازل رعیت را از نزول خدم و حشم معاف داشتن و خلاصه شکر گزاری آنست که در خشم و رضا جانب حق فرو نگذاری و آسائش خلق را بر آسائش خود مقدم داری **بیت**

چو آسائش خویش خواهی و بس	نیاساید اندر دیار تو کس

سلطان ذوق سخندان درویش دریافته خواست که از مرکب فرود آید و وے را زیارت کند چون درنگریست هیچ جا درویش را ندید و هیچکس از وے نشان نداد لفرمود تا این کلمات را بآب زر نوشتند و دستور العمل روزگار خود ساخت **شعر**

مقصود هر دو عالم ازان پند حاصل ست	پند حکیم صیقل آئینهٔ دل ست

باب پنجم در صبر

وآن شکیبائی باشد بر مکاره و بلیاتے که از حق تعالےٰ به بنده میرسد و صبر صفتے بغایت

مقبول و مرضی ست و منقبت صبر ہمین بس ست کہ بمضمون انّ اللہ مع الصابرین عون الٰہی در دنیا با ایشان باشد و بفحوای انّما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب مزد ایشان در عقبیٰ بسیار و بے پایان در اخبار آمدہ است کہ حق سبحانہ وحی فرستاد بحضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ السلام کہ اے داؤد تکلف نمای تا اخلاق مرا پیرایہ روزگار خود سازی و از جملہ صفات کبریای من یکے آنست کہ صبورم **بیت**

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست	تا بیابد بہ مراد خویش دست

ہر کہ در زیر باران حوادث سپر صبر در سر در روے کشد ہر چند خواہد زود تر غدنگ امید بہدف مراد برسد زیرا کہ صبر مفتاح فرج ست و در خانہ راحت جز بدین کلید نکشاید **قطعہ**

کلید در گنج مقصود صبر ست	در بستہ آن کس کہ بکشود صبر ست
چو غار اے کوہ وجود بپائی گر دوان	لہاسے کہ ہرگز نفرسود صبر ست

در کلمات ملوک ترکستان آوردہ اند کہ افراسیاب با امرای خود گفت کہ بہئیت و ہیکل مردان خود دا ہست دشوکت ایشان فریفتہ مشوید و بلافے کہ زنند و دعوے کہ کنند مغرور مگردید تا وقتیکہ ایشان را بیاز مائید بصبر و پائداری کہ اگر بہ محک صبر تمام عیار نند ایشان را بمردی و مردانگی اعتبار نمائید **بیت**

نہ بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرد صبر باید کرد

آوردہ اند کہ روزے یکی از امرایش پادشاہی البتادہ بود و شاہ با او در مہمے مشاورت میفرمود و قصارا کژدمے در پیراہن وے افتادہ بود و ہر ساعت او را نیشے میزد

ف برزدو

۱ے البتہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہی ۱۲ ۲ے بورا ہی دیے جاویں گے صبر کرنیوالے اجر اپنا بیحساب ۱۲ ۳ے ہمارے نبی اور انپر سلام ۱۲ ۴ے تیر باران باضافت مقلوب اے باران تیر یعنی ہیم رکتن سہام کثرت ۱۲ ۵ے کشا یش ۱۲ ۶ے یعنی لیپار جلد ۱۲ یعنے کامل ۱۲

و به نیش زهرآلود خود رنج و مشقت بهم میرسانید چندانکه نیش کژدم از کار هفتاد دهر زهرے
که داشت بکار برد و آن امیر مطلقاً در آن مشاورت قطع سخن و تغییر احوال خود نکرد و نخلش از
قانون عقل و قاعدهٔ حکمت تا انحراف نیافت تا بخانهٔ خود آمد و آن کژدم را از جامهٔ خود بیرون
کرد این خبر بپادشاه رسید متعجب شد و متحیر گشت (بھرنا) چون روز دیگر آن امیر بملازمت آمد
سلطان فرمود که دفع ضرر از نفس واجب ست تو چرا دیروز آزار و رنج کژدم را از خود مندفع
نساختی جواب داد که من آن نیم که شرف مکالمهٔ چون تو پادشاهی را بسبب الم زهر کژدمی (بچھو) قطع
کنم و اگر امروز در مجلس بزم بر نیش کژدمی (بچھو) صبر نتوانم کرد فردا در معرکهٔ رزم بر تیغ زهرآب
دادهٔ دشمن چگونه صبر توانم کرد بادشاه را سخن او خوش آمد و مرتبه درتبهٔ او را بلند تر
گردانید و بدان مقدار صبر که کرد بمراد و مقصود کلی رسید **بیت**

گرت[1] چو نوح نبی هست صبر بر طوفان	بلا بگردد و کار هزار ساله بر آمد

باب ششم در رضا

و آن خوشنودی باشد بهرچه از قضای خداوند سبحانه به بنده رسد و بباید دانست که تیر
قضا را هیچ سپرے شایسته تر از رضا نیست هر که سر بر آستانهٔ رضا و تسلیم نهاد زود بر
صدر مسند سروری و سرفرازی تواند نشست قول او تعالی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ[2] مؤید
این حال ست و منقولست اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ[3] مؤکد این مقال **شعر**

تقدیر چو سابق ست تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود

آورده اند که یکے از انبیاے کرام علی نبینا و علیه السلام در مناجات خویش

[1] از بحر مجتث مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن [2] خوش ہوا اللہ ان سے اور خوش ہوئے وہ اللہ سے [3] راضی رہنا قضا سے بڑا دروازہ خدا کا ہے ۱۲

میگفت الہی راہ نمائے مرا بعلمے کہ سبب خوشنودئ تو باشد خطاب رسید کہ خوشنودی من از تو موقوف ست بخوشنودی تو از قضائے من چون تو از قضائے من راضی باشی من ہم از تو راضی باشم **بیت**

ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ ے یابد از رضائے خدا

دلی کہ بنور رضا روشن شد از مقدّرات الہی روئے نہ پیچد و با مقتضیات قضا الفت گیرد و ہر چہ از اقتضائے قدر بدو رسد بخوشدلی و رغبت تمام در پذیرد و ہر آئینہ بدین سبب اندوہ و ملال پیرامن خاطر او نگردد و ہموارہ شاد کام و خوشدل گذراند **نظم**

ہر عزیزے کہ با رضا خو کرد	فرح و عیش روے با او کرد
خوش در آمیز از صفائے ضمیر	با قضا و قدر چو شکر و شیر

باب ہفتم در توکّل

و آن دل برداشتن ست از اسباب و بحضرت مسبّب الاسباب توجہ نمودن و کفایت کارہائے خود را از حق سبحانہ طلبیدن و ہر کہ کار خود بخدائے تعالیٰ تفویض نماید و در ہر چہ پیش آید اعتماد بر کرم الہی کند ہمہ کارہائے او بر وفق دلخواہ ساختہ و پرداختہ گردد **مصرع**

توبا خدائے خود انداز کار و دل خوش دار ؛ و پادشاہ را لازم ست کہ در ہمہ حال رسم توکل فرو نگذارد و تا عنایت الہی کارہائے او را چنانچہ باید و شاید بر آوردہ گرداند آوردہ اند کہ روزے پادشاہے از عالمے پرسید کہ تقرب مرتبت اہل ایمان در چند چیز ست گفت در دو چیز یکے ورادائے نماز و یکے توکل بر کرم کارساز حقیقی پادشاہ بنائے کار خود برین دو چیز نہاد و این دو خصلت را عادت کرد ناگاہ او را دشمنی پدید آمد و با لشکر گران و سپاہ بے پایان روے بدار الملک

وی آورد او نیز با سپاہی کہ داشت متوجہ خصم شد چون نزدیک یکدیگر رسیدند و مہم بر حرب قرار گرفت شبی کہ فردای روز آن مصاف مقرر بود آن بادشاہ ہمہ شب نماز میگزارد یکی از ارکان دولت گفت ای ملک بیاساے کہ فردا روز مصاف ست گفت من امشب کار خود میکنم و فردا کار ما بدست خداست ہرچہ خواہد بکند مرا بآن ہیچ کاری نیست گفت پس تہیۂ باسباب حرب کن و معرکۂ قتال را آمادہ باش گفت زرہ توکل پوشیدہ ام و کار خود را بلطف و کرم پروردگار باز گذاشتہ **فرد**

ما کار خویش را بخدا وند کارساز	بگذاشتیم تا کرم او چہا کند

علی الصباح کہ مصاف راست شد و ہر دو لشکر در برابر یکدیگر صف کشیدند۔ مدد الٰہی از عرصہ و انزل جنوداً لم تروہا در رسید **شعر**

لشکر تائید حق از ملک غیب آمد برون	رایت اعدائے او فی الفور گشتہ سرنگون

فی الحال کہ چشم سپاہ خصم بہ چتر و رایت بادشاہ با توکل افتاد عنان اختیار از قبضہ اقتدار ایشان بیرون رفتہ و ہیبتے و صلابتے در دل ایشان پدید شد کہ ہزیمت را غنیمت شمردند و بے آنکہ حربے واقع شود و کارزارے دست دہد روے بگریز نہادند۔ و از شر دشمن خلاص شد **بیت**

صبح ظفر از مشرق امید بر آمد	اصحاب غرض را شب سود البر آید

باب ہشتم در حیا

وآن خصلتے شریف و سیرتے مقبول ست و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

سا ے نہ ائی ۱۲ ۲ سہ ۱۲ صف آرائی ۱۲ ۳ سہ آمادگی ۱۲ ۴ سہ اور اتارے لشکر کہ نہ دیکھا تم نے ان کو ۱۲ ۵ سہ بھاگنا ۱۲

بیگذ ف | چہ میکند

حیا را شاخی از درخت ایمان گفته که اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ وحیا از شرائط نظم عالم ست اگر صفت شرم از میان برافتد وهیچکس شرم نبارند مناظم جهان خلل پذیرد و مصالح خلائق از یکدیگر فرو ریزد اما صفت حیا نمیگذارد که هر کس هر چه خواهد بکند بیت

صف شکن قلب مناهی حیاست	راهزن خیل ملاهی حیاست

پس معلوم شد که خاص وعام را از حیا فائده تمام ست وبی تاب آفتاب حیا ثمرات اخلاق نارسیده وخام شعر

گر حیا نبود برافتد رسم عصمت از میان	در حجاب درمیان ست از تقاضای حیاست

و یکی از اقسام حیا حیای عنایت ست یعنی گنهگار از کردار خود شرم دارد چنانچه حضرت آدم صفی علی نبینا وعلیه السلام چون در بهشت گندم تناول نمود ولباسهای که پوشیده بود از تن او فرو ریخت از بچپ وراست میگریخت ودر پس هر درخت پنهان می شد خطاب رسید که ای آدم از منمیگریزی گفت نی بار خدایا از تو چگونه گریزم وکجا توان گریخت اما از خطای خود شرم میدارم مصرع که گر گناه ببخشند شرمساری هست ٭ قسمی دیگر حیای کرم ست که کریم شرم دارد که خواهنده از درگاه او نجل باز گردد ودر حدیث آمده که حضرت حق سبحانه وتعالی بصفت حیا کرم موصوف ست چون یکی از بندگان هر دو دست خود را در دعا بحضرت او رفع کند شرم دارد که دستهای او را از فضل ورحمت خود تهی باز گرداند بلکه نقد مراد بر کف آرزوی وی نهد بیت

محال ست اگر سر برین در نهی	که باز آیدت دست حاجت تهی

۱ شرم ایک شاخ ہے ایمان سے ۱۲ ۲ لشکر ۱۲ ۳ کچا ۱۲ ۴ بچانا برائی سے ۱۲ ۵ برگزیدہ ۱۲ ۶ ہمارے نبی پہ اور ان پہ سلام ۱۲

ونہایت کرم آنست کہ سائل را از نزد خود شرمسار و منفعل باز نگرداند چنانچہ در اخبار آمدہ کہ در عہد مامون خلیفہ اعرابی بود کہ در شورہ زاری نشو و نما یافتہ و جز آب شور و تلخ ندیدہ و نچشیدہ **بیت**

مرغی کہ خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال

وقتی در قبیلہ اعرابی قحط افتاد و بضرورت جہت تحصیل توشہ از وطن مالوف[۱] و مسکن معہود[۲] بیرون آمدہ چون از شورستان در گذشت گذرش بر موضعے افتاد کہ خاک پاکش صالح زراعت بود و غدیرے دید کہ مقدار آب باران درو جمع شدہ[۳] و ہبوب[۴] ریاح خس وخاشاک از و دور ساختہ آبے در غایت صفا و لطافت[۵] بنظروے در آمد عرب ہیچ بار آب بر روئے زمین ندیدہ بود متعجب شدہ و پیش آمدہ و قدرے ازان آب چشیدہ در مذاقش بسے شیرین و خوشگوار نمود با خود گفت کہ من شنیدہ ام کہ حق سبحانہ و تعالے در بہشت آبے دارد شیرین کہ طعم آن ہرگز متغیر نگردد چنانچہ در قرآن آمدہ فیہا انہار من ماء غیر آسن[۶] اگر غلط نکنم حق تعالے بر فقر و فاقہ من بخشودہ و بمزد گرسنگی و بیچارگی من این آب از بہشت بدنیا فرستادہ حالا مصلحت در آنست کہ قدرے ازین آب بر داشتہ نزد خلیفہ روزگار ببرم و داد ہر آئینہ در مقابلہ این خدمت دربارۂ من احسانے فرماید و من و اہل بیت من ببرکت انعام خلیفہ از بلائے قحط باز رہیم پس مشکے کہ ہمراہ داشت ازان آب پر ساختہ را بغداد پیش گرفت و روئے بدار الخلافت نہاد ہنوز میان اعرابی و بغداد مسافتے ماندہ بود کہ

---

۱ الفت ۲ جمع شدہ ۳ معین ۴ ہوا کا چلنا ۵ جمع یہ تنہا ۵ پاکیزگی ۶ بہشت میں ایسی نہریں ہیں کہ جن کا پانی نہیں بگڑتا۔

خبر گیر ہرگز جین

کوکبۂ حشمت و دبدبۂ عظمت مامون برسید اعرابی معلوم کرد کہ این خلیفہ است و عزم شکار دارد فی الحال برسر راہ آمد و زبان بدعاگوئی و ثناخوانی بکشاد مامون ہم متوجہ شدہ پرسید کہ اے اعرابی از کجامی آئی گفت از فلان بادیہ کہ اہل آن بغصہ قحط وبلای غلا درماندہ اند گفت بکجامیروی گفت بدرگاہ تو آمدہ ام و دست تہی نیستم بلکہ تحفہ دارم و ہدیہ آوردہ ام کہ دست آرزوے ہیچکس در دنیا بدامن وصال او نرسیدہ و دیدہ تمنائے ہیچ مخلوق جلوہ جمال او مشاہدہ نکردہ خلیفہ متعجب شد و گفت بیار تا چہ داری اعرابی مشک پیش آوردہ و گفت ہٰذا مَاءُ الْجَنَّۃِ این آب بہشت است کہ درین عالم کسے ندیدہ و نچشیدہ بیت

آب مگو شیرۂ شاخ نبات	در مزہ ہمشیرۂ آب حیات

مامون رکابدار را فرمود تا قدحے ازان آب بزودی آورد آبے دید متغیر اللون و کریہ الرائحہ و در صحبت مشک اعرابی در روے اثر کردہ و رنگ و بوی آن تغیرے عجب یافتہ خلیفہ قدری ازان بچشید و بفراست دریافت کہ صورت واقعہ چیست شرم کرم رخصت نداد پردہ از روے کار وی بردارد گفت ای اعرابی راست گفتی این عجب آبی لطیف و شربتی عزیز است این را ہر کس نتوان داد پس رکابدار را فرمود تا قدح آب را در مطہرہ خاصہ بریخت و مشک را در زاویہ انداختند و در محافظت آن آب مبالغہ زیادہ از حد نمود پس روئے باعرابی کرد کہ با وجہ العرب بنزدیک ما پسندیدہ و تحفہ زیبا کہ آوردہ بگو کہ حاجت تو چیست و چہ مدعا داری گفت یا خلیفۃ المسلمین مردم من از فاقہ و بینوائی در معرض تلف اند امید بفضل خدا و کرم تو دارم خلیفہ فرمود تا

گوشہ

لہ قحط گرانی ۱۲ ؎ یہ پانی جنت کا ہے ۱۲ ؎ بدلا ہوا رنگ ۱۲ ؎ بدبو ۱۲ ؎ چکناٸی ۱۲ ؎ یعنی برتن پانی کا ۱۲

ہزار دینار بدو دادند و گفت ای اعرابی این زر ہارا بگیر واز ہمین جا باز گرد و روی بوطن خود نہ اعرابی زر گرفتہ فی الفور باز گشت یکی از خواص پرسید کہ حکمت درین چہ بود کہ ازین آب کسی را نچشانیدی واعرابی را از ہمین موضع باز گردانیدی مامون فرمود کہ آن آب بود ناخوش بد طعم اما بہ نسبت آبی کہ اعرابی بدان پرورش یافتہ بود او را آب بہشت می نمود شایستی کہ چون یکے از شما قدرے ازان آب بخوردی ولب[۱] بسر کارہ نارسیدہ اعرابی را بران کار ملامت کردی وطعنہ زدے وآن بیچارہ منفعل شدے و اگر او را از ہمین جا باز نگردانیدمے شاید پیشتر رفتے وآب دجلہ[۳] را بدیدے وازان آب عذب[۴] و لطیف بچشیدے از کردۂ وآوردۂ خود خجالت[۵] زدہ گشتے ما شرم داشتیم کہ یکی نزد ما آید و بوسیلہ از کرم ما توقع نماید وگرد خجالت بر صفحۂ احوال او نشستہ باز گردد **شعر**

سخی را شرم می آید کہ سائل	تخجل[۶]	از در گہ او باز گردد	

قسمی دیگر حیای ادبست یعنی بآنکہ عملی باشد کہ بحسب شرع وعقل ارتکاب آن ممنوع نبود حیاے ادب او را ازان اشتغال مانع شود چنانچہ نوشیروان در خانہ کہ گل نرگس بودی با زنان وکنیزکان خود مباشرت نکردی وگفتی کہ گل نرگس بچشمہائی نگرندہ میماند وبحقیقت این صورت کہ از نوشیروان واقع شدہ حیا نیست زیرا کہ حیا آنست کہ ناشی[۷] از ایمان باشد واو آتش پرست بودہ بلکہ این صورت ادبیست کہ رعایت میکرد وچون ملوک اسلام مثل این صورتی مرعی دارند آن حیائی ادب کل باشد **نظم**

دل کہ پر از وصف حیا مے شود	آئینۂ نورِ خدا مے شود		

لـ ہونٹ کنارہ ۲ـ باضافت و فتح سین و تخفیف راء یا بالکسر و تشدید راء ۳ـ نام نہر بغداد ۱۲ ۴ـ شیرین ۱۲ ۵ـ شرمندگی ۶ـ شرمندہ ۱۲ ۷ـ پیدا ہونے والی ۱۲

دیدهٔ بے شرم پسندیدہ نیست	در نظر عقل نحود آن دیدہ نیست

باب نہم در عفت

وآن احتراز باشد از ارتکاب محرمات خصوصاً از شہوت حرام واین از جملهٔ مکارم اخلاق ست وبزرگان گفته اند آدمی دو نسبت دارد یکے با ملائکہ کہ بدان نسبت مائل است بعلم وعمل وزہد وتقویٰ ودیگرے با بہائم کہ بآن مناسبت حریص ست باکل وشرب ووقاع وشرط عقل آنست کہ تامیتواند نسبت ملکی را قوت دہد وبجانب نسبت بہیمی میل ننماید بیت

کھانا۔ پینا۔ جماع

از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم	بگذر از حیّظ بہائم کز ملائک بگذری

حصہ

پس ہرگاہ کہ حرص خوردن مستولی شود آدمی میان حلال وحرام فرق نکند ہمچنین بوقت غلبهٔ شہوت نیز میان نکاح وسفاح امتیاز ننماید پس عفت عبارت ازان ست کہ بوقت آنکہ شہوت غالب گردد عنان نفس باز کشیدہ دامن ہمت را از لوث حرام پاک دارد وجز بوجہ شرع بدین صورت اقدام ننماید ونظر از عملہاے ناشائیست فرو بندد تا درہاے خیر وصلاح وفیروزی وفلاح بروی کشادہ گردد وچون بادشاہ بصفت عفت آراستہ باشد ہر آینہ ظلم وفسق وفجور از عرصهٔ مملکت او دور شود وغائلہ عار وبدنامی بزن وفرزند مردم نرسد نظم

غالب ۱۲ ۔ زنا ۱۲ ۔ باگ ۱۲ ۔ آلودگی ۱۲ ۔ پارسائی ۱۲ ۔ آمیزش ۱۲

عفت آنجا کہ رایت افرازد	دل وودین را تمام بنوازد
نفس از وی نیک خوار زار شود	روح مقبول کردگار شود

الحمد للہ والمنہ کہ این شاہزادهٔ کامگار عالی مقدار کہ از بخت ودولت برخوردار باد فرد

سلہ دلیری کرنا ۱۲ سلہ جمع کہیمہ چارپایہ ۱۲ سلہ شکر خدا کا اور احسان ۱۲

روی خوب ست و کمال ہنر و دامن پاک | لاجرم ہمت پاکان دو عالم باا وست

باب دہم در ادب

وآن صیانت نفس ست از قول ناپسندیدہ و فعل ناستودہ و خود را و مردم را در پایۂ حرمت نگاہداشتن و آبروے خود را و دیگران را نار یختن و حقیقت ادب آنست کہ در جمیع احوال متابعت حضرت رسالت پناہ علیہ صلوات اللہ نمانید کہ ادیب کامل اوست چہ در مکتب خانہ اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَادِیْبِی[1] کسے مانند او مؤدب و مہذب نشدہ **نظم**

ادب آموز زان ادیب کہ او	ادب از حضرت خدا آموخت
ہر کسی خوان سبق کہ در ہمہ حال	سبق از لوح کبریا آموخت

وادب از ہمہ کس نیکو می نماید خصوصاً از ملوک جہاندار و سلاطین بزرگوار چہ ہر گاہ کہ ایشان بر جادہ ادب استقامت ورزند ملازمان ایشان را نیز رعایت ادب لازم باشد و بدین واسطہ رعایا ہم نتوانند کہ از طریق ادب انحراف ورزند پس امور مملکت منتظم گردد و مصالح اہل عالم بر وفق حکمت مہیا شود فی المثنوی المعنوی **نظم**

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم گشت از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
از ادب پر نور گشت است این فلک	وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

واکابر گفتہ اند بہترین سرمایہ وخوشترین پیرایہ مر اولاد آدم را تخصیص پادشاہان عالم را ادب ست در اخبار آمدہ کہ سلطان مصر با پادشاہ روم طرح مواصلت

[1] اللہ پر ہوں رحمتیں خدا کی [2] ادب سکھایا مجھے میرے رب نے سو اچھی طرح ادب سکھایا۔

انداختہ دختر او را از بہر پسر خود خطبہ کردہ ہم دختر خود را در عقد پسر دے در آورد و سبب این وصلت رسل و رسائل از جانبین متواصل گشت و باتفاق این دو صاحب دولت ہر دو مملکت با یکدیگر آراستگی پذیرفت و در امور کلی و جزئی مراجعت برائے یکدیگر نمودندے و بے مشورت و تدبیر ہم دیگر ہیچ مہم شروع نہ فرمودے روزے ملک عرب مصر بقیصر روم پیغام فرستاد کہ پسران زبدۂ حیات و عمدۂ زندگانی اند نام ما بعد از وفات جز بحیات ایشان باقی نمے ماند **بیت**

زندہ است کسے کہ در دیارش	ماند خلفے بیادگارش

پس ہمت بر انتظام حال و فراغ بال ایشان مصروف باید داشت و عنان عنایت بصوب جمعیت و وسعت معیشت ایشان معطوف باید ساخت و من بجہت پسر خود چندین ذخائر و نفائس و بردہ و ستور و ضیاع و عقار مہیا کردہ ام از ان طرف رائے جہان آرائے آن حضرت در حسن اہتمام بحال پسر خود چہ اقتضا فرمودہ است چون این پیغام بسمع قیصر رسید تبسمے فرمود و گفت مال یار بیوفا و محبوب ناپائدار است از رو حساب بے نباید گرفت و بر متاع فانی دنیائے دنی فریفتہ نباید شد من پسر خود را بحلیۂ ادب بیار استہ ام و غنچۂ نہال مکارم اخلاق بدانش او ذخیرہ نہادہ ام مال در معرض فنا و زوال ست و ادب ایمن از تغیر و انتقال چون این خبر بملک عرب رسید گفت راست میگوید کہ بزرگان گفتہ اند الادب خیر من الذہب **نظم**

ادب بہتر از گنج قارون بود	فزون تر ز ملک فریدون بود

حواشی: طرف ۱۲ — جمع ذخیرہ ۱۲ — اسپ ۱۲ — زمین ۱۲ — زمین وغیرہ ۱۲ — فرومایہ ۱۲

سلہ خواستگاری کا پیام ۱۲ سلہ ادب سونے سے بہتر ہے ۱۲

بزرگان نکردند پروای مال ... که اموال راهست رو در زوال

عنان سوی علم و ادب تافتند ... که نام نکو از ادب یافتند

باب یازدهم در علو همت

در خبر آمده است که اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْهِمَمِ حق سبحانه و تعالی مردم بلند همت را دوست میدارد و اعمال بزرگ را به نظر قبول مشرف می سازد و رفعت ارجمند با همت بلند پیوندی دارد که جدائی ایشان از یکدیگر محال ست **نظم**

مرغ همت چو بال بگشاید ... عزو اقبال آشیان باشد

پیش چوگان همت عالی ... کمترین گوی آسمان باشد

سلاطین را همت عالی پیشکاری ست کافی و مددگاری ست وافی هر کرا از ایشان همت پیشتر ست بقدوم شوکت از دیگران پیشتر ست **بیت**

همت بلند دار که نزد خدا و خلق ... باشد بقدر همت تو اعتبار تو

یعقوب لیث را در عهد جوانی یکی از پیران قبیله گفت که به خاطرم از طرف تو نگرانی است چه درین سن که تو هستی هنگام استیلای شهوت است و غلبه نهمت دست پیمانی راست اکنون تا از برای تو کریمه از خانواده بزرگ بخواهم گفت عروسی که من خوش کرده ام دست پیمان او آماده است پیر گفت آن را بر من عرض کن تا به بینم که چیست و از عروس نشان ده که کیست یعقوب بخانه در آمد و شمشیری بیرون آورد و گفت من عروس ممالک شرق و غرب را خطبه خواهم کرد و چون دست پیمان

سله لطافت این که روی اموال الف ست و آن اندرون لفظ زوال ست ۱۲ سله مقرر خدا دوست رکھتا ہے بلند ہمتوں کو ۱۲ مترجم سله حاجت دنیا از وہمت خواستن ۱۲

من این تیغ جوهردار و این شمشیر جوشن گذارست **بیت**

بابخت نیک هیچ کسے راستیز نیست	مهر عروس ملک به از تیغ تیز نیست

وہم درین معنی گفتہ اند **فرد**

عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت	کہ اول از گہر تیغ داد کابینش

و در ہمین معنی این بیت مشہورست **فرد**

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

آوردہ اند کہ دران ایام کہ اسکندر میخواست کہ رایت جہانگیری از سرحد روم بر عزیمت ضبط ممالک عرب و عجم برافرازد و رکاب ہمایون بجہت تسخیر بر و بحر عالم حرکت دہد بغایت اندیشہ ناک و ملول خاطر بود ارسطاطالیس حکیم کہ وزیر آن حضرت بود چون علامت فکرت و نشان حیرت بر جبہہ حال و ناصیۂ احوال او ظاہر دید گفت اے شاہجہان ہمہ اسباب دولت مہیا و آمادہ و خدم و حشم در موقف بندگی و فرمانبرداری استادہ خزانہ معمور و مملکت موفور بخت بصفت استدامت آراستہ و نہال دولت بشرف استقامت پیراستہ و اقبال کمر موافقت بستہ و جاہ و جلال بر آستانۂ عالی بخدمتگاری نشستہ توزع ضمیر انور و تفرق خاطر از بہر را سبب چیست اسکندر جواب داد کہ تامل میکنم کہ عرصہ جہان بغایت محقرست و ساحت ممالک ہفت اقلیم بسیار مختصر شرم میدارم از برائے این مقدار ملک سوار شدن و توجہ بتصرف و تسخیر آن نمودن **قطعہ**

گرا آن نکند طول و عرض ہفت اقلیم	کہ من بہ نیت تسخیر آن سوار شوم

(حاشیہ: زند ۔ گفت ۔ پائیدار ۱۲ ۔ پریشان ۱۲ ۔ پریشان ۱۲ ۔ رفتن ۱۲)

لہ کابین بکسر بائے موحدہ دیبائے بالمعروف آنرا کہ ہنگام نکاح بذمہ مرد مقرر کنند و بعربی آنرا مہر گویند و بعضے گویند کہ بمعنے مہر موجل استعمال یافتہ ۱۲

هزار عالم ازین گر بود کم ست هنوز	که من بغرض تصرف بدان دیار شوم

ارسطو فرمود که شک نیست که ایالت و حکومت این مایه جهان نه لائق همت بلند و نه در خور نهمت ارجمند تست عرصه مملکت ابدی را بآن ضم کن تا همچنانچه بضرب تیغ جهان سوز ساحت سرای فانی را در قید ضبط می آری ببرکت عدل عالم افروز ملک سعادت باقی هم در قبضه استحقاق آید تا این نقصان ببرکت آن کمال تلافی پذیرد و این اندک بزیب آن بسیار رونق گیرد نظم

ملک عقبیٰ خواه کان خرم بود	ذرهٔ زان ملک صد عالم بود
جهد کن تا در میان این نشست	عرصه آن عالمت آید بدست

اسکندر بدین سخن تسلی یافته بر حکیم آفرین فراوان کرد و امروز شاهباز عقل بر کاملے در هوائے ثنائے اسکندر جهت آن پرواز میکند که همائے همتش باستخوان ریزهٔ دنیا سر فرو د نیاورده بیت

تو باز ساعد شاهی باستخوان منگر	همائے همت خود را بلند ده پرواز

باب دوازدهم در عزم

و آن پیشتر و قوافل مرادات و کفایت کننده امور و مهمات ست هیچکس را از سلاطین بے مدد عزم درست زمام تسخیر ممالک بقبضهٔ اقتدار در نیامده و بے آنکه پوئی سعی بلیغ بسر یه شهر یاری و مسند جهانداری نرسیده بیت

بے عزم درست وسعی کامل	کس را نه شود مراد حاصل

و عزیمت درست آنست که چون بقصد کاری کمر بندد و بساختن مهمے اشتغال نماید

بمنع ہیچ مانعی ممتنع نگردد و تصور و فتور بعزم خود راه ندہد از حکیمی پرسیدند که عزم ملوک در چه محل نیکو می نماید و در چه وقت بکار می آید فرمود که در دفع اعادی مملکت بغایت پسندیده است چه ہرگاه که پادشاه از روی توکل فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰہِ پای عزیمت در رکاب توکل آرد ہر آئینه لشکر فتح و ظفر در واسطه باستقبال او متوجه می شوند زیرا که عزم درست نشانهٔ غلبه و نصرت ست بیت

شه چو بعزم درست پای کند در رکاب	دل شکند خصم را وز کفش افتد عنان

آورده اند که یکی از ملوک بخوردن گل عادت کرده چنانکه حکما و اطبا منع میکردند و مضرت آن را باز می نمودند از آن کار باز نمی آمد روزی یکی از اہل الله بدیدن وی آمده او را بغایت نزار و نزار یافت رخسارهٔ ارغوانی او را زعفرانی دیده و تن باتاب و توان او را در بند ناتوانی گرفتار یافت صورت حال استفسار نمود سلطان حقیقت واقعه باز گفت که مرا از جهت خوردن گل پای جرئت در گل ست و دست حسرت بر دل درویش فرمود که چون میدانی که این ضرر بتو میرسد چرا ترک آن نمی کنی گفت چندانکه جهد می نمایم با خود بس نمی آیم درویش گفت این عزیمه من عزمات الملوک کجاست آن عزم که پادشاه را می باشد که ہیچ نوع ایشان را از آن باز نمی تواند داشت سلطان چون این سخن بشنید متاثر شد و عزم کرد به آنکه دیگر گل نخورد و ببرکت آن عزیمت از آن مهلکه خلاص یافت قطعه

عنان عزم بهر جانبی که برتابی	مکن بدست تهدد و عنان خود را شست

سلہ پھرجب قصد کیا تو نے تو خدا پر بھروسہ کر ۱۲ سلہ یہاں سے عزم بادشاہوں کے عزموں سے ہے ۱۲

هر آنکه پای طلب در طریق عزم نهاد	به تختگاه بزرگی رسد بگام بخت
گر کسی بمنزل مقصود ره نمی یابد	مگر بسعی تمام و دگر بعزم درست

باب سیزدهم در جدّ و جهد

جدّ سعی کردن ست در تحصیل مطالب و جهد رنج بردن ست در اکتساب مقاصد و مآرب و جدّ و جهد از اخلاق ملوک جهانگیر و سلاطین کشورستان ست و این صفت تابع همت می باشد هر چند همت عالی تر بود جدّ و جهد در طلب مقصود (حاجات) پیشتر واقع میشود و باید که مرد بلند همت از تحمل محنت و مشقت نترسد چه حال از دو منفال بیرون نیست اگر بجهد دامن مقصود بدست آید فهو المراد و اگر در حجاب توقف بماند عذر او نزد عقلا واضح ست و علو همت او در طلب مفاخر و مآثر (بزرگیها) به همه ضمائر هویدا و لائح (چمکنده) بیت

در طلب میکوشم از یابم زهے بخت بلند	در نیابم عذر من افتد بزرگان را پسند

در امثال حکمای هند مذکور ست که مورے کمر جهد بر بسته بود و از توده خاکی که نقل آن آدمیان را بتکلف میسر شدی ذره ذره (ذرّه) می برد و بطرف دیگر می ریخت مرغے بر وے گذر کرد شخصے دید ضعیف و نحیف (لاغر) که بنشاط تمام دست و پائے میزند و در نقل کردن آن خاک جدی تمام و جهدی مالا کلام بجای می آورد گفت اے ضعیف بنیه (بنیاد) و نحیف پیکر این چه کارست که پیش گرفته و این چه مهم ست که در آن خوض (گھسنا) کرده مور گفت مرا یکے از قوم خود نظر بیست (یعنی عشق) و چون طلب وصال او کردم او این شرط پیش آورد که اگر سر وصل ما داری قدم در نه و این توده خاک را از این رهگذر بر دار حالا مستعد این کار شده ام و میخواهم که بدان شرط اقدام نموده از عهده عهد بیرون آیم

مور گفت این گمان که می بری بقدر آرزوے تو نیست و این گمان که میکشی بقوت بازوے تو نے مور گفت من عزم این کار کرده ام و قدم جد و جهد پیش نهاده اگر پیش برم فهو المراد و الا معذور م خواهند داشت **نظم**

من طریق سعی مے آرام بحب	لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
دامنِ مقصود اگر آرام بکف	از غم و اندوه مانم بر طرف
ور نشد از جهد من کارے بکام	من وران معذور باشم والسلام

افریدون را در مبادی ایام سلطنت که ریاحین دولت در ریاض سعادت دمیدن گرفت و ریاح شادمانی از مهب کامرانی وزیدن اندیشه تسخیر بعضے از ممالک که در تصرف جمعی از متغلبان بود پدید آمد **فرد**

کفاف نفس اگرچه اندکی ست ولے	جهان به تیغ گرفتن ز همتِ عالی

این معنی را بارکان دولت مشاورت کرد جمعے گفتند اے ملک ملکے داری آراسته و مبالغی تحمل و خواسته بے ضرورت غبار فتنه انگیختن و آتش تشویر بر افروختن صواب نمی نماید از آنچه هست تمتعے بر دار و ارتکاب مخاطر فرو گذار **فرد**

در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانے پدید

افریدون گفت قناعت مقتضاے طبائع بهائم سر افگنده است و نشستن در کنجی از اقتضاے دنائت همت عجائز از کار و امانده فرصت وقت را که چون خیال سحاب گذرنده است غنیمت باید شمرد و حصول آمال از رکوب اهوال اندیشه نباید کرد **قطعه**

کمرِ سلطنت نباید لبست	هر که از غبت تن آسانی ست

ازمشقت کجا بیاساید	هرکه اهمت جهانبانی ست

آورده اند که ملکے پسر خود را بحرب خصمی فرستاده بود خبر آوردند که ملکزاده گاه گاهی در راهِ ذره از بر خود بیرون میکند و دو شب در یک منزل خیمهٔ اقامت میزند پدر بدو نوشت اے پسر حق تعالیٰ که عزت را آفرید کلفت و مشقت را بآن همقرین ساخت و مذلت را که خلق کرد آرام و راحت را با و رفیق گردانید انگه عزت را بملوک داد و مذلت را برعایا خط پادشاه عز مملکت ست و قسم رعیت امن و امان و استراحت و این هر دو بخش یکجا جمع نشود لاجرم باید که آسائش را وداع کند و راحت را با رعیت گذارد و اگر چنین نمیکند باستراحت در می باید ساخت و از ملک اعراض میباید نمود **فرد**

لذت شاهی تر البس راحت دیگر مجوی	با وجودِ سلطنت سرمایهٔ دیگر مخواه

یعقوب لیث در بدایت حال خود را در مهالک افگندی و خطرہای کلی را ارتکاب کردی و از آسائش نفس بر طرف بودی و از کشیدن مشقتها یک نفس نیاسودی او را گفتند تو مرد رویگری گری ترا ازاہا ارث برا این همه جفا کشیدن و خود را در غرقابه هلاک افگندن چیست گفت مراد رنج می آید عمر عزیز خود را در اصلاح روئین و مس صرف کردن و روی توجه به بیشه که در ان شریک بسیار باشند آوردن جد من دران ست و جهد من برای آنکه خود را بمرتبه رسانم که از ابنای جنس من کسے با من شریک نباشد گفتند این شیے ست بغایت صعب و کاری ست بسیار مشکل گفت من دانسته ام که شربت مرگ چشید نبیست و بار فنا و فوات کشید نی آنکه در کار بلند تلف شوم به که در کار پست بمیرم لاجرم بدین جد و جهد رسید بدان منصب که رسید **مثنوی**

می باش بجد و جهد در کار	دامان طلب ز دست مگذار
هر چیز که دل بران گراید	گر جهد کنی بدست آید

و چنانچه بجد و جهد بنائے بزرگی تمہید می یابد بضد این صفت که بطالت و کسالت است اساس شوکت و دولت درهم می شکنند یکے را از آل طاهر سوال کردند که سبب زوال ایالت و انتقال دولت شما چه بود جواب داد که شراب شب و خواب بامداد یعنی از کاهلی کار ملک بپر داختیم و از کسالت رسم جلادت بر انداختیم لاجرم سفینه اختیار ما در گرداب زوال غرقه گشت و کشتی امید ما بساحل مراد نرسید شعر

بنائے دولت خویش آن کسی خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند

باب چهاردهم در ثبات و استقامت

و آن پائداری باشد در کفایت مهمات و مداومت بر دفع مکاره و بلیات و فی الحقیقه ثبات مثمر میامن و برکات است و منتج فوائد و فلاح و نجات و هیچ زمره را از طوائف خلق بصفت ثبات آن و ابستگی نیست که ملوک را چه تا ثبات پادشاه بر رعایت فرمانبرداران و دفع و قمع متمردان و بدکرداران نزدیک خاص و عام روشن نگردد و حشم و خدم سر به خط اطاعت او ننهند و اهل بغی و فساد از مواد عصیان و عناد احتراز ننمایند پس ملک را به ثبات استظهار است و ملوک را از و استمداد و استبشار بیت

هر سر که یافت افسرے از گوهر ثبات	در اقتدار بگذرد از چرخ تا ثبات[1]

حکیمے گفته است هر که خواهد که اساس سلطنت او از انهدام ایمن باشد باید که بنای کار خود بر ثبات و وقار نهد فرد

Interlinear glosses: کسالت — سستی ۱۲؛ درهم می شکنند — آراستگی ۱۲؛ بطالت — بیکاری ۱۲؛ ایالت — بنا ۱۲؛ کار ملک — سرداری ۱۲؛ جلادت — دلیری ۱۲؛ مکاره — مهم را بستن ۱۲؛ منتج — نتیجه دهنده ۱۲؛ فلاح — رستگاری ۱۲؛ متمردان — سرکشان ۱۲؛ بدکرداران — بدکنندگان ۱۲؛ استمداد — تابی ۱۲؛ استظهار — اسباب ۱۲؛ استبشار — طلب ... ۱۲؛ چیز (margin) — ۱۲.

[1] ثبات بمعنی ثابت ستاره … (margin note, partly illegible) ۱۲

بنای کار بہ بر ثبات دائمن باش	کہ ہر بنا کہ بر اصل است پایدار بود

مرد ثابت قدم آنست کہ از راہ وروش خود بہ غلغلۂ ہیچ موسوس روی برنگرداند واز رسم وطریق خود بوسوسہ ہیچ مہوس انحراف نورزد کہ مدد رفیق نجات جز بطریق.

ثبات روی نمی نماید چنانکہ حکیم الہٰی میفرماید **نظم**

در تہ دُرّہ نجات مدان	دین ہیچ خصلت بہ از ثبات مدان
میل داری بہ رفعت درجات	در معالی ثبات ورز ثبات

ونشانۂ ثبات دو چیز ست یکی آنکہ در ہر کاری کہ شروع مینماید اتمام آن بر ذمۂ اہتمام لازم داند آوردہ اند کہ قیصر روم از نوشیروان پرسید کہ بقاے پادشاہی در چیست گفت من ہرگز کار بیہودہ نفرمایم و ہر مہمے کہ بدان امر کنم باتمام رسانم قیصر فرمود کہ ہمہ حکماۓ یونان ہم ہمین گفتہ اند **نظم**

ہر طرح کہ افگنی چو مردان	جہدے بکن و تمام گردان
یعنی علمے کہ بر فرازی	باید کہ دگر نگون نسازی

وعلامت دوم آنست کہ سخنے کہ بر زبان او جاری شود بنقیض آن تا ممکن باشد تکلم نکند چنانچہ در تاریخ مذکورست کہ سلطان رضی روزے از میدان غزنین میگذشت حمالے را دید سنگے گران بر دوش نہادہ بجہت عمارت او می بردو در بردن آن سنگ رنج بسیار میکشد سلطان چون مشقت او مشاہدہ کرد از روے رافت جبلی وعاطفت فطری کہ داشت فرمود کہ اے حمال این سنگ را بنہ حمال آن سنگ را در میان میدان بیند اخت مدتی آن سنگ دران میدان بود و اسپان چون آنجا

می رسید بد چشمی میکردند و می رمیدند جمعے از خواص بوقت فرصت آن حال بعرض سلطان رسانیدند که فلان روز حمّالے بنا بر امر عالی و فرمان همایون سنگے که بر پشت داشت درمیان میدان بینداخت و اسپان ازان را بکلفت میگذرند و کسے غیر آن حمال آن سنگ را بر نمیتواند گرفت اگر حکم شود آن سنگ را ازآنجا بردارند و راه را خالی سازند مناسب می نماید سلطان فرمود که بزبان ما گذشته است که آنرا بینداز اگر الحال بگویم که بردار مردم آنرا بر بے ثباتی حرف ما حمل کنند گو آن سنگ همانجا باشد نقل است که آن سنگ تا آخر عمر سلطان دران میدان افتاده بود بعد از وفات او نیز جهت مراعات سخن او هیچکس از اولاد او آن سنگ را از میدان بر نداشته **قطعه**

سخن شاه شاه هر سخن است	بهمه حال پاس باید داشت
تا نگردد نقیض آن ظاهر	باید آن را بلوح دل بنگاشت

باب پانزدهم در عدالت

عدل شحنه ایست ملک آرای و لمعه ایست نور افزائے و ظلمت زدائے و حق سبحانه وتعالے بندگان را بدین صفت میفرماید اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ عدل آنست که داد مظلومان دهند و احسان آنکه مرهم راحت بر جراحت مجروحان نهند و در خبر آمده که یک ساعت عدل پادشاه در پله میزان طاعت راجح ترست از عبادت شصت ساله زیرا که نتیجه عبادت جز بعامل نرسد و فایده عدل بخاص و عام و خُرد و بزرگ واصل گردد و مناهج ارباب دین و دولت و مصالح اصحاب ملک و ملت ببرکت آن قائم و منتظم شود و ثواب عدل از حد حساب افزون ست

حاشیه: یعنی زهر ریختے تھے۔۱۲ — خلاف۔۱۲ — حاجت روا شباب۔۱۲

حاشیه: له ترجمہ اشعر شرح کلام الملوک ملوک الکلام ۱۲ — له بیشک اللہ حکم کرتا ہے عدل و احسان کا ۱۲

و از حیز قیاس بیرون آورده‌اند که یکے از سلاطین را داعیہ آن شد کہ حج خانہ مقدا گزارد
خواہش ۱۲

و بقدم حرمت طواف حریم عزت بجائے آرد و بمزید صفا و اجابت دعا از اشباہ
منتہی ہمسر

و اکفا ممتاز و سرفراز گردد **بیت**

ہست طواف حرم کردگار	در دو جہان واسطۂ اقتدار

اشراف مملکت و ارکان دولت بموقف عرض رسانیدند کہ اے ملک شرط ادائے حج امنیت طریق ست و سلاطین اد شمن بسیار باشد اگر با خیل و حشم عزیمت نمائی تہیہ الیشان درین راہ دور دراز تعذری تمام دارد و اگر باندک ملازمی توجہ فرمائی خطرات کلی متصورست و دیگر سلطان در بلد حکم جان دارد در جسد وقتیکہ سایۂ دولت آنحضرت از مفارق رعایا دور شود ہرج و مرج در
سرہا ۱۲

ملک پدید آید و از مالم مہام خواص و عوام از سلک انتظام بیرون رود سلطان فرمود کہ چون این سفر میسر نمیشود پس چون کنم کہ ثواب حج دریابم و از میمنت این طاعت بہرہ مند گردم گفتند درین ولایت درویشی ست کہ مدتہا مجاورت حرم کردہ و شصت حج باشرائط آن بجاے آوردہ حالا در گوشۂ عزلت نشستہ است و در آمد و شد بر خلق بستہ **بیت**

گشتہ ز غوغاے خلائق ستوہ	پاے کشیدہ ست بدامانِ کوہ

شاید کہ ثواب حجے از و توان خرید و از مثوبت آن بحظے کامل توان رسید پادشاہ
ثواب ۱۲ بہرہ ۱۲

از صدق عقیدتی کہ با اہل اللہ داشت بخدمت درویش رفت و در اثناے سخن فرمود

سلہ از تواں لیست در محلی گویند کہ جمے ناموافق ؛ بے اتفاق برخلاف ہم کارے کنند دہر کہ آنچہ از دست آید کنند ۱۲

که مرا از روی رنج از ضمیر سر برزده است و ارکان ملک و ملت صلاح در توقف آن می بینند

و استماع افتاد که ثواب رنج بسیار است چه شود که ثواب یک رنج بمن فروشی تا تو بنوائی رسی و

من بثوابی [توشه ۱۲] درویش گفت من ثواب همه جهادها بتو میفروشم پادشاه پرسید که هر رنج بچند

میفروشی گفت هر گامی که برداشته ام ذره ذره چه تمام دنیا و هر چه در دنیاست سلطان گفت

از دنیا و متاع دنیا مقدار اندکی بیش در تصرف من نیست و این بهای یک قدم نمی شاید

پس رنج چگونه توانم خرید و بدین نقدینه بهای همه جهاد در خیال چون توان گذرانید درویش

گفت شاها بهای همه جهادهای من پیش تو آسان است شاه گفت چگونه گفت چون در

قضیهٔ مظلومی عدل کنی و یک ساعت بهم داد خواهی پردازی ثواب آن بمن بخش تا من

ثواب شصت رنج بتو بخشم و هنوز صرفه [فائده ۱۲] برده باشم و درین سودا سودی فراوان بهم آورده

پس معلوم شد که سلطان را بعد از اقامت فرائض و سنن هیچ طاعت واجب تر از

اشتغال بمصالح بندگان خدا نیست و بصفت نصفت زیستن و بنظر عدالت و

حمایت در رعایا نگریستن چه اگر حمایت عدلت نباشد ارباب قوت و شوکت دمار از

ضعفای خلق برآرند و چون ضعیف حالان هلاک شوند اقویا نیز بجای نمانند چه معیشت

خلائق بیکدیگر باز بسته است و انتظام احوال مردم جز بعدل ممکن نیست **قطعه**

عدل نوریست کزو ملک منور گردد	وز نسیمش همه آفاق معطر گردد
عدل پیش آر و مراد دل درویش بجا آمد	تا ترا هر چه مرادست میسر گردد

و از فضیلت عدالت همین نکته بس که عادل محبوب همه مردمان است اگرچه از عدل او

فائده بدیشان نرسیده باشد و ظالم مبغوض [دشمن رکھا گیا ۱۲] جمیع جهانیان است اگرچه از ظلم او ضررے

بدلیشان لاحق نشده باشد و مصداق این حال و مقیاس این مقال قصه نوشیروان عادل و حجاج ظالم ست با آنکه نوشیروان کافرے بود و آتش پرست و حجاج بر فراش اسلام زاد صحابه و تابعین را دیده هرگاه که نوشیروان را یاد کنند بر وی آفرین گویند بسبب عدل او و چون ذکر حجاج گذرد بروی نفرین فرستند بواسطه ظلم او **مثنوی**

داد گری شرط جهانداری ست
دولت باقی از کم آزاری ست

مملکت از عدل شود پایدار
کار تو از عدل تو گیرد قرار

هر که درین خانه شبے داد کرد
خانه فردائے خود آباد کرد

عدل تو قندیل شب افروز تست
مونس فردائے و امروز تست

عبد اللہ طاہر روزے پسر خود را گفت که آیا دولت در خاندان ما تا بکے بماند پسر جواب داد که مادام که بساط عدل و فراش انصاف درین ایوان گسترده باشد **قطعه**

تا پائے پادشاه بود بر بساط عدل
بر فرق او نهاده بود تاج سروری

چون دست زد آستین تغلب برون کند
باشد نصیب گردن او طوق مدبری

در اخبار وارد ست که پادشاه عادل سایه لطف خدا است در زمین که پناه میگیرد بوے هر مظلومے و مقرر ست که هر که از تاب آفتاب برنجے رسد جهت استراحت پناه بسایه می برد تا رنج او براحت مبدل گردد همچنین مظلوم نیز که از تاب آفتاب ستم و حرارت شرارت ظلم بتنگ آید پناه بسایه اللہ که عبارت از پادشاه است التجا نماید تا از کلفت بیداد ظالمان ببرکت آن ظل ظلیل امن و امان آسایشے و آرامشے یابد و فی المثنوی المعنوی **نظم**

شاه عادل سایهٔ لطف حق ست
هر که دارد عدل لطف مطلق ست

خلق را در سایہ خود جاے دہ	وز شرف بر فرق گردون پای نہ

حکما گفتہ اند کہ معنی عدل سویت نگاہداشتن ست میان خلق یعنے گروہے را بر گروہے مسلط نسازد و ہر طائفہ را در پایہ او نگہدارد[برابری ۱۲] و خدام سلاطین در اصل چہار گروہ اند اول اہل شمشیر چون امرا و لشکریان والیشان بمثابہ آتش اند دوئم اہل قلم چون وزرا و کتاب و این گروہ بمثابہ ہوا اند سوم اہل معاملہ چون بازرگان و محترفات والیشان بمنزلہ آب اند چہارم اہل زراعت والیشان بمثابہ خاک اند پس ہمچنانکہ از غلبہ یکی از ارکان چہار گانہ بر دیگرے مزاج خلق تباہ شود بغلبہ یک گروہ ازین اصناف چہار گانہ مزاج ملک ہم روے بہ تباہی آرد و صلاح عالم و نظام امور بنی آدم منقطع و نام منتظم ماند **قطعہ**

ہر یکے را ز خلق مرتبہ الیست	پیش ازین دور یافتہ تعیین
گر کس از حد خویش در گذرد	فتنہا خیزد از یسار و یمین
ہر کسے را بجاے او بنشان	پس بدولت بجائے خود بنشین

دیگر از فضیلت عدل آنست کہ خاک در[۱] اجزاے سلطان عادل تصرف نمی کند آوردہ اند کہ یکے از علما در مجلس مامون حدیثے روایت کرد کہ اعضای پادشاہان عادل در قبر متفرق نمیشود و اجزاے ایشان از یکدیگر نمی ریزد مامون فرمود کہ مرا در صدق حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم شائبہ ریبے نیست اما داعیہ[خواہش ۱۲] دارم کہ لاش نوشیروان را ببینم کہ فی الواقع منظر عدل بودہ و بر زبان معجز نشان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ[آمیزشی ۱۲] کہ من متولد شدم در زمان ملک عادل پس مامون عزیمت مدائن کرد چون بدانجا رسید[ہا شہر ۱۲]

---

[۱] یعنی جسد سلطان عادل محفوظ و مصون باشد۔ ۱۲

فرمودنا دخمہ نوشیروان بکشادند وآنجا درآمدید تازہ درخاک خفتہ چنانچہ شخصے درخواب باشد وسہ انگشتری دردست داشت برنگین ہریکے پندے نوشتہ اول آنکہ بادوست ودشمن مدارا کن دوم درکارہا بے مشورت خردمندان شروع منمای سوم رعایت رعیت فرومگذار ودر روایتے دیگر آمدہ کہ لوحے از زر بالاے سرو بے آویختہ بود ودران لوح نوشتہ کہ ہرکہ خواہد کہ خداے ملک او را بزرگوار گرداند گو کہ علماے زمان خود را بزرگ گردان وہرکہ خواہد کہ ملک او بسیار شود گو صفت عدل خود را بسیار ساز مامون بفرمود تا آن پندہا را بنوشتند وآن خاک را بعطر آلودہ سرش بپوشیدند ومنقول ست کہ یکے از ندماے مامون دران مجلس اجازت سخن طلبید وبعد از رخصت فرمود کہ عدل را خاصیتے ست کہ بعد از وفات ہر خاک از کافر عادل باز میدارد اگر عادل بسعادت اسلام مستسعد باشد چہ عجب کہ در عقبے اثر آتش نیز از دارند مامون این سخن را بپسندید وفرمودنا در ذیل آن وصایا ثبت کردند **مثنوی**

عدل در دنیا نکو نامت کند	در قیامت خوب فرجامت کند
اندرین عالم معظم سازدت	چون بدان عالم رسی بنوازدت

واز جملہ ارکان سلطنت ودولت اصغاے کلام دادخواہ ست یعنی گوش بر سخن مظلومان کردن وروے عاطفت بساختن مہم ایشان آوردن واز انکہ سخن بسیار گویند ملول نباید شد وبہ تنگ نباید آمد زیراکہ پادشاہ حکم طبیب دارد ومظلوم بمثابہ بیمار ست ومریض بباید کہ تمام احوال خود را پیش طبیب باز گوید پس اگر طبیب تمام سخن بیمار گوش نکند بر حقیقت مرض وے مطلع نشود وبے اطلاع مرض وتشخیص آن علاج چگونہ توان کرد بیت

تو طبیبی و منت بیمارم	حال خود از تو چه پنهان دارم

آوردہ اند کہ روزے شخصے یکے با بزرگی حال خود باز گفت التفات نفرمود دیگر بار گفت گوش نکرد بار سوم مبالغہ نمود گفت چند درد سر میدہی گفت سر تو ٹی پس درد را کجا برم آن عزیز را سخن او خوش آمد و حاجتش روا کرد **فرد**

سر بہ آوردی بدولت ہا ہمیر دی گن بلطف	دستر س داری خدا افتادگان را دستگیر

یکے از سلاطین بزرگے را پرسید کہ میگویند ہر چیزے را زکوٰتیست زکوٰۃ سلطنت چیست جواب داد کہ زکوٰۃ پادشاہی و جہانداری آنست کہ اگر مظلومی دادخواہی نماید و منتظلمی (فریادی ۱۲) حاجت خود را عرض کند سخن او را اصغا فرمانید و با او بمدارا و مواسا سخن گویند و جواب درشت بازند ہند و از سخن گفتن با ضعفا و فقرا عار ندارند کہ مکالمہ (غمخواری ۱۲) با خرد وان از خصال بزرگان ست چہ سلیمان علی نبینا و علیہ السلام (ہمارے نبی پر اور ان پر سلام ۱۲) در موکب سلطنت با شرف نبوت سخن مور ضعیف استماع (لشکر ۱۲) فرمود **شعر**

نقر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید	سلیمان با چنان حشمت نظر ہا بود با مورش

آوردہ اند کہ پادشاہے بود در ملک چین بزیور عدل آراستہ و نہال حالش بصفت نصفت پیراستہ **بیت**

ستم را از بیان عدل را سود از د	خدا راضی و خلق خشنود از و

ناگاہ آفتے بمجلس سامعہ او راہ یافت و گرانی در گوش او پدید آمد ارکان دولت را جمع کرد و چنان زار بگریست کہ جملہ حاضران بر حال وے بگریہ آمدند از برائے تسلی او تدبیرہا انگیختند ملک فرمود کہ شما گمان می برید کہ من بر فوت حس سمع میگریم چہ میدانم کہ

عاقبت کار فتور و قصور بقوائے [جمع قوت ۱۲] و حواس راه خواهد یافت پس به بطلان چیزے ازان مرد
خردمند چگونه اندوهگین شود و گریه من برائے آنست که ناگاه مظلومے دادخواه بر در بارگاه
فریاد کند و صدائے استغاثه او بگوش من نرسد تا و محروم بازگردد و من عندالله مواخذ
باشم اما درین باب حکمے کرده ایم بفرمائید تا درین دیار ندا کنند که کسے غیر از دادخواه جامه
سرخ نپوشد تا بدان علامت بحال مظلومان اطلاع یابم و بداد ایشان برسم **بیت**

داد مظلومان بده مقصود محرومان بر آر	دین و دنیا را بدین داد و دهش معمور دار

و بسیار بوده که بیک داد که داده اند و بفریاد مظلومے که رسیده اند از عقوبت عقبی برات [حصه ۱۲]
نجات یافته اند **چنانچه در اخبار آمده** که سلطان ملک شاه سلجوقی روزے بر کناره
زنده رود [ندی کا نام ہے ۱۲] شکار میکرد زمانے جهت استراحت در مرغزارے فرود آمد از ملازمان او غلا
میکه حاجب خاص بود بدهی در آمد گاوے دید که بر کناره جوئے می چرید [چریدن ۱۲] بفرمود تا آن
گاو را گرفته بکشتند و قدرے گوشت ازان کباب کردند و آن گاو از آن عجوزه بیوه
بود که معیشت او با چهار یتیم که داشت از شیر آن گاو حاصل می شد چون ازان واقعه
خبردار شد از خود بیخبر گشت بیامد و بر سر پلے که گذرگاه سلطان از انجا بود منتظر
بنشست ناگاه کوکبه دولت ملک شاهی برسید عجوزه بر جست و عنان مرکب سلطان
بگرفت همان غلام حاجب تازیانه بر آورد و خواست که بر آن عجوزه بزند و دور بکند
سلطان گفت بگذار که مظلوم و بیچاره می نماید تا بگویم که تظلم [یعنی فریاد ۱۲] او چیست و داد او از دست
کیست پس روئے به پیرزن آورد که سخن گوے پیرزن بحکم آنکه گفته اند ع مظلوم دلیر
باشد چیره زبان عجوزه زبان بکشاد که اے پسر الپ ارسلان اگر امروز داد من

بر سوال زنده رود شاہی بعزت و جلال احدیت کہ فردا بر سر پل صراط راہ بہ گیرم و تا انصاف خود از تو نستانم دست مخاصمت از دامن تو کوتاہ نکنم نیک اندیشہ کن کہ ازین دو سر پل کدام اختیار میکنی فرد

انصاف خود داد من امروز بدہ	آخر بہ از ان بود کہ بستانند ت

سلطان از مہابت این سخن پیادہ شد و گفت زنہار اے مادر من طاقت جواب آن سر پل ندارم بگوئے تا بر تو کہ ستم کردہ است تا داد تو از و بستانم پیرزن گفت اے ملک ہمین غلام کہ بحضور تو تازیانۂ عقوبت بر سر من کشید چشمۂ عیش مرا مکدر ساختہ است و گاوے کہ معیشت من و یتیمان من از شیرش مہیا بودے بکشت و کباب کرد ملک شاہ بفرمود تا غلام را سیاست کردند و عوض یک مادہ گاؤ ہفتاد مادہ گاؤ از حلال ترو جہے بدو دادند و بعد از چند گاہ کہ سلطان وفات یافت پیرزن ہنوز در قید حیات بود نیم شبے بر سر قبر وے آمد و روے نیاز بقبلۂ دعا آوردہ گفت الٰہی این بندۂ تو کہ درین خاک ست وقتیکہ من درماندہ بودم دست من بگرفت حالا او درماندہ است تو بکرم دستگیری او کن چون من بیچارہ بودم او آن وقت با عاجزی مخلوقیت خویش بر من بخشود این زمان او بیچارہ است تو با قوت خالقیت خود ببخشاے یکی از جملۂ عباد ملک شاہ را بخواب دید پرسید کہ خداے تعالیٰ با تو چہ کرد فرمود اگر دعای آن پیرزن دستگیر من نہ شدے از چنگال عقاب خلاص ممکن نبودے نظم

گفت کہ بد رہگذر آن گند پیر	گر بد عایم نہ شدی دستگیر
بے نظر مرحمت پادشاہ	حال من غم زدہ بودے تباہ

داد من او را بد عباره نمود		فیضِ وعا‌ئیش درِ رحمت کشود

رکن دیگر محافظت حکم الٰہی ست یعنی دادی که دہد باید که موافق ومطابق احکام شرع باشد ودر خشم و رضا جانب حق فرو نگذارد که حکم او بالای ہمہ حکمہاست ہر که سر از حکم حق نہ پیچد ہیچکس نتواند که سر از حکم او پیچد **بیت**

ہر جاکہ پادشاہ وسلاطین و سرورلیست		محکوم آستان درِ کبریای اوست

نقل ست که در ایام خلافت مامون کسے گناہے کردہ بود واز ان شہر فرار نمودہ برادر او را گرفتہ پیش مامون حاضر کردند مامون حکم کرد که برادر خود را حاضر کند وگرنہ او را العوض برادرش بقتل رسانند آن شخص گفت اے خلیفہ اگر عامل تو خواہد که مرا بکشد و تو حکم فرستی که فلان را بگذار آن عامل مرا بگذارد یا نے گفت ملی بگذارد وگفت پس من حکم آوردہ ام از پادشاہی که تو بعنایت او حاکمی که مرا بگذاری گفت نشان او کو گفت نشان آن این ست که خدائے تعالیٰ جل جلالہ فرماید که وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی ہیچکس را بگناہ دیگرے مگیرد مامون متاثر شد وبگریست وگفت او را بگذارید که حکم محکم ونشانی مبرم آوردہ است اَلَا لَہُ الْحُکْمُ وَہُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ **قطعہ**

حکمے که آن ز بارگہ کبریا بود		بالا تر از مقول چون وچرا بود
حکمے که صادر ست ز دیوان لم یزل		کجو زہرہ مخالفت آن کرا بود

آوردہ اند که عمرو لیث یکی را بہ سخن صاحب غرضی محبوس ساخت مادر آن کس عرضہ داشتے نوشتہ بر سر راہ عمرو بایستاد چون عمرو برسید پیر زن بہ تعجیل کاغذ باز میکرد که

سے اور نہیں اٹھانا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا گناہ ۱۲ سے آگاہ ہو کہ اسی کا حکم ہے اور وہ اچھا حاکم ہے ۱۲

بدست عمرو بدہ مرکب عمر تند بود در رسید عمرو متغیر شد و بفرمود تا آن ضعیفہ را دور کردند لا از آنجا درگذشت باز عجوزہ بر سر راہ آمد و بایستاد تا عمرو باز گشت دیگر بار پیش آمد و تظلم نمود عمرو پرسید کہ این عجوزہ چہ کس ست گفتند مادر فلان محبوس ست عمرو از و متغیر بود روے بگردانید و بدو ملتفت نشد پیرزن گفت اے ملک حکم تو در بارۂ پسر بیگناہ من چیست گفت آنکہ او را صد چوب بزنند و رویش سیاہ کنند و گرد شہر بگردانید و ندا کنند کہ ہر کہ در حضرت سلطان عاصی شود سزائے وے اینست پیرزن گفت اے ملک این حکم تو میکنی گفت آری من این حکم میکنم پیرزن گفت پس حکم خدا کجا باشد کہ ہر حکم کہ تو خواہی کنی از ہیبت این سخن لرزہ بر عمرو افتاد و بیہوش شد چون با خود آمد بفرمود تا محبوس را از زندان بیرون آوردند و خلعت خاص بدو پوشانیدہ بر مرکب خاصہ سوار کردند و گفت او را در شہر و بازار بگردانید و منادی کنید کہ ہر حکم کہ خدا کند عمرو لیث کہ باشد خلاف آن در خاطر گذراند **فرد**

او حاکم ست و ما ہمہ محکوم حکم او ۔۔۔ ما را چہ اعتبار بود حکم حکم اوست

رکنے دیگر خلوص نیت ست در باب رعیت و بہ نیک خواہی ایشان مائل بودن چہ نیت پادشاہ را درین باب اثری تمام ست اگر نیت عدل کند برکت و جمعیت نتیجہ دہد و اگر نعوذ باللہ بخلاف این باشد برکت از محصول برود و عقدۂ جمعیت رعیت گسیختہ گردد شیخ مصلح الدین سعدی روح اللہ روحہ این معنی را در سلک نظم کشیدہ **مثنوی**

دران کوش تا ہر چہ نیت کنی ۔۔۔ نظر در صلاح رعیت کنی

کہ سلطان اگر نیتِ بد کند ۔۔۔ مہمے جہانے بہم بر زند

آوردہ اند کہ پادشاہ کیقباد روزے در شکار از لشکر جدا افتاد ہوا گرم شد و از تشنگی
بے طاقت گشتہ ہر طرف می نگریست و سایہ و سرچشمہ می طلبید از دور سیاہی بنظرش در
آمد مرکب بدان طرف راند خیمۂ کہنہ دید درمیان بادیہ زدہ و پیر زنے با دختر خود در سایہ
آن نشستہ چون قباد برسید آن زن از خیمہ بیرون دوید و عنانش گرفتہ نمود آورد
و ما حضرے کہ داشت حاضر کرد قباد طعامے خورد و آبے بیاشامید خواب برو غلبہ کرد لحظہ
بیارامید چون از خواب در آمد بیگاہ شدہ بود شب ہمانجا اقامت نمود بعد نماز شام
گاوے از صحرا بیامد و دختر کے آن زال ہنگام شام گاو را بدوشید شیر بسیار حاصل شد چنانچہ
قباد را عجب آمد و با خود گفت این جماعت بجہت آن در صحرا نشستہ اند تا کسے بر سر
ایشان اطلاع نیابد ہر روز چندین شیر از گاوے میگیرند اگر در ہفتہ یک روز بسلطان
دہند مال ایشان را خللے نمیرسد و خزانہ را توفیرے میشود نیت کرد کہ چون بدار الملک
برسد آن مواضع را بر رعیت نہد چون صباح شد دخترک گاو را گرفت و بدوشید
اندکے شیر حاصل شد فریاد بر آوردہ پیش مادر دوید کہ اے مادر گاو ما امروز شیر کم داد
مادرش گفت عجب نبود کہ شاید پادشاہ ما نیت ظلم کردہ است قباد ازین معنی تعجب نمود
و گفت از چہ دانستی گفت ہر بامداد گاو ما بسیار شیر دادے امروز اندک شیر حاصل شد ہرگاہ
کہ پادشاہ نیت خود راہد کند حق سبحانہ برکت بردارد قباد گفت راست گفتی و آن نیت از
دل بیرون کرد و دخترک را گفت اکنون باز برو و بر سر گاو نشو لیس دختر برخاست و دیگر
بار گاو را بدوشید بضابطہ اول شیر بسیار داد بارے دیگر پیش مادر دوید و مژدہ نیک
نیتی پادشاہ بوے رسانید و ازینجا گفتہ اند کہ ملک عادل بہتر ست از ابر بارندہ آفتاب تابندہ

حکیم فردوسی فرماید نظم

بہر آن نم کز ابر بہاران بود	در اندیشہ شہریاران بود
چو بد گردد اندیشہ پادشا	نیابد زمین نم بوقت از ہوا
چو عادل بود شہ ز سختی منال	کہ عدلش بہ است از فراخی سال

و در ہمین معنی نقل کردہ اند از بہرام گور کہ وقتے در ہوائے گرم بدر باغے رسید پیری کہ باغبانی کردے آنجا حاضر بود بہرام پرسید اے پیر درین باغ انار ہست گفت آری بہرام فرمود کہ قدحے پر آب انار بیار پیر برفت و فی الحال قدحے پر از آب انار کردہ بیرون آورد و بدست بہرام داد بیاشامید و بعد ازان پرسید کہ اے پیر سالے ازین باغ چند حاصل میکنی گفت سہ صد دینار گفت بدیوان خراج چہ میدہی گفت پادشاہ ما از درخت چیزے نمیگیرد و از زراعت عشر میگیرد بہرام با خود اندیشہ کرد کہ در مملکت من باغ بسیارست و در ہر باغے درخت بیشمار اگر از حاصل باغ نیز عشر بدیوان دہند مبلغے حاصل میشود و رعیت را ہم چندان زیانی نمیرسد بعد ازین بفرمائیم تا خراج از محصول باغات نیز بگیرند پس باغبان را گفت قدحے دیگر آب انار بیار باغبان برفت و بس از مدتے قدحے آب آورد بہرام گفت اے پیر نوبت اول رفتی زود آمدی و این نوبت انتظار بسیار دادی و برابر آن آب نیاوردی پیر گفت کہ این سوار چہ کس است گفت اے جوان گناہ از من نبود از پادشاہ بود کہ درین وقت نیت خود را تغیر دادہ و اندیشہ ظلم فرمودہ لاجرم برکت از میوہ بیرون رفت من نوبت اول از یک انار آن ہمہ آب گرفتم و درین کرت از دہ انار برابر آن حاصل نشد بہرام ازین سخن متاثر گشت و آن اندیشہ را

از نزل بیرون کرد و گفت اے پیر یکبارہ دیگر مقداے آب انار بیار پیر بباغ رفت و بزودی بیرون آمد خندان و قدحے مالامال از آب انار آوردہ بدست بہرام دادہ و گفت ای سوار عجب حالیست کہ پادشاہ ما آن نیت ظلم را تغیر دادہ و فی الحال اثر برکت ظاہر شدہ از یک انار این قدح پر آب شد بہرام تعجب نمودہ صورت حال با پیر درمیان نہاد و قصہ نیت خود و تغیر آن باز گفت و این سخن از ان ملک دولتمند بر صفحہ روزگار یادگار ماند تا سلاطین ازین سخن پند پذیر شوند و نیت در صلاح حال رعیت مقصود دارند بیت

ہر شاہ کہ او نیت خود راست کند	یا بار خداے انچہ درخواست کند

حکما فرمودہ اند کہ عدل خوب ترین فضیلت ست و ظلم زشت ترین رذیلتے و نتیجہ عدل بقائے ملک و وسعت مملکت ست و معموری خزائن و آبادانی قریٰ و مدائن و ثمرہ ظلم زوال مملکت ست و خرابی ممالک در وصایای ہوشنگ بن سیامک کہ پسر خود را فرمودہ مذکور ست کہ اے پسر باید کہ آیت ظلم را مطموس و رایت جور را منکوس داری و از ناوک آہ مظلومان ستم رسیدہ و نالہ زار محرومان محنت کشیدہ پرہیزی کہ گفتہ اند بیت

آنچہ یک پیرزن کند بہ سحر	نہ کند صد ہزار تیر و تبر

داز سوء خاتمت و عاقبت ظلم و ستم اندیشہ کن کہ جور سبب تغیر دولت و تبدیل نعمت ست و در طلب مال کہ پائمال ہر کس و دست فرسود ہر خس ست بار عیت مناقشہ منماے کہ بے شائبہ شک و غائلہ شبہت بیت

زر رعیت شہے کہ مایہ ربود	بن دیوار کند و بام اندود

حاشیہ: رذیلتے: فرمایہ پن؛ قریٰ: دیہات؛ مدائن: شہرہا؛ آیت: دیتیہا؛ مطموس: محو ہوئی؛ منکوس: سرنگون؛ منماے: برائی؛ اندود: کہگل کی

ارباب حکمت دریں باب مثلی پرداخته اند و اهل ظاهر آن را حکایتی ساخته که سلطان محمود با ارکان دولت نحوی گفت که ابله ترین مردمان پیدا کنید بزرگان درگاه حکما و ندما و زیرکان و خوش طبعان را باطراف و اکناف مملکت فرستادند و ایشان متوجه شده و با مستفلام (اطراف) (طلب علم) این چنین کسی مشغول بودند و در استکشاف احوال جهال و احمقان مبالغه می نمودند و بآخر شخصی را دیدند که بر شاخ درختی برآمده بن آن شاخ را به تبر میزد تا گسیخته گردد و معلوم بود که اگر آن شاخ بگسلد هر آئینه آن کس از سر شاخ بلند بر زمین افتد و اگر فرضا آن جان داشته باشد یکی را لب سلامت نبرد همه اتفاق کردند که این کس ابله ترین عالم ست او را گرفته نزد سلطان بردند و صورت حال بموقف عرض رسانیدند سلطان فرمود که از و ابله ترین هم هست گفتند حضرت سلطان بیان فرماید که آن کیست گفت حاکم ظالم که بجور و تعدی رعیت خود را بیهان داند و خود را بدین واسطه منکوب و پریشان (بدبخت ۱۲) حال سازد

نظم

رعیت چو بیخند و سلطان درخت	درخت ای پسر باشد از بیخ سخت
تبر بر بن آن درختی مزن	که بالای شاخش گرفتی وطن
که چون سست گردید بیخ درخت	از پای اندر آید بیک باد سخت
کسی کو جفا و ستم می کند	یقین ست کو بیخ خود می کند

در امالی خواجه امام که خطیب مدنی گفتند که مذکور ست که در شهر سمرقند ظالمی بود خلائق از جفای او در عذاب و از تعدی بی نهایتش در شکنجهٔ عقاب بودند چون شکایت ظلم و عدوان او بدرگاه آفریدگار عز اسمه بسیار شد شبی در غرفهٔ خویش بر تخت خفته بود (غالب بے نام اسکار ۱۲)

تیرے از ہوا فرود آمد و بر سینہ وے خورد چنانچہ از پشتش گذشت و فی الحال بلاک شد صباح آن تیر از سینہ وے بیرون کشیدند بر ان نوشتہ بود **شعر**

اَبَغِیُّ وَلِلْمَبْغِیِّ سِہَامٌ یَنْتَظِرُ ۔۔۔ اَنْفَذُ فِی الْاَضْلَاعِ مِنْ وَخْزِ الْاِبَرِ

یعنی ستم میکنی و بلاے ستمگاران تیرہا منتظر ست کہ در اعضا زود تر از سوزن فرو میرود و بزرگی این معنی را برین سیاق نظم فرمودہ **قطعہ**

ہان اے نہادہ تیر جفا بر کمان ظلم ۔۔۔ اندیشہ کن ز ناوک دلدوز در کمین
گر تیر تو ز جوشن فولاد بگذرد ۔۔۔ پیکان آہ بگذرد از کوہ آہنین

و حکیم خاقانی چہ زیبا گفتہ است **نظم**

بترس از تیر باران ضعیفان در کمین شب ۔۔۔ کہ ہرگز ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکانش
بترس از آہ مظلومی کہ بیدار ست چون باران ۔۔۔ تو خوش خفتہ ببالین از تو آید سیل بارانش

الحمد للہ کہ بدولت شاہزادہ کامگار بہ داشتہ حضرت پروردگار جائے آن دارد کہ (اے رفعت بخشیدہ ۱۲) جہانیان بنازند و ساکنان دیار مرد بلکہ تمامی اہالی خراسان از کمال شادمانی سر فرازند کہ آثار عدل و انوار فضلش باقطار جہان رسیدہ (یعنی اطراف ۱۲) و فراش اقبالش بساط شفقت بر شاد روان (شامیانہ ۱۲) عاطفت در بسیط گیتی باز کشیدہ اعادی مملکت پائدار او می نازند و اعادی از (جمع عدو ۱۲) ہیبت تیغ آبدار (کشادگی ۱۲) غم میگدازند **قطعہ**

ـــ اے نازنو شدہ اینکہ تمام بد و رفت ۱۲ ـــ ظلم کرتا ہے تو اور مظلوموں کے پاس تیر ہیں جن کا انتظار ہوتا ہے بند سمانے والے ہیں یا اعضا میں سوئیوں کے سمانے سے مراد تیروں سے تیر آویں مصنف نے مبنی بصیغہ فاعل پڑھ کر ستمگار کے معنی لیے اگر رعایت ہوتی ہو تو کلام نہیں ورنہ بصیغہ مفعول مظلوم کے معنی میں اچھا معلوم ہوتا تھا واللہ اعلم اور بیت بحر رجز مطوی سے ہے مستفعلن مستفعلن ۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم

معین دولت و ملت ابوالحسن شهنشاهی
که باشد رایت قدرش فراز فرق خضرا

زمین از عدل او تازه زمان از فیض او خرم
رعیت شاد و ملک آباد و خلق آسوده از غوغا

زہے وارائے دین پرور کہ بر منشور اقبالش
کشیده کاتب حکم ازل طغرائے استعلا

ہمیشہ تا بود دوران ہمیشہ تا بود گردون
بود گردون ز اتباعش بود دوران ز اموالا

باب شانزدہم در عفو

و آن ترک عقوبت گنہگار ست در حال قدرت بر وے و این خصلت در فضیلت بر جملہ خصال فائق ست و حق سبحانہ پیغامبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم بدین صفت امر کردہ کہ خذ العفو یعنی فراگیر سیرت عفو را و تجاوز نما از گناہ کہ بہ نسبت تو کردہ باشند عادت کن و ازین بود کہ حضرت رسالت صلوات اللہ علیہ وسلامہ در روز فتح مکہ ہمہ صنادید قریش را کہ انواع ایذا و آزار بدو رسانیدہ بودند آزاد کرد کہ انتم الطلقاء و دلہاے ایشان را بمژدہ عفو شاد گردانید کہ لا تثریب علیکم

رباعی

تا عادت خود بہانہ جوئی نہ کنیم
جز نیکی خلق و نیک خوئی نہ کنیم

و آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند
ما با ایشان بجز نکوئی نہ کنیم

حکما گفتہ اند ہر چند گناہ بزرگتر ست فضیلت عفو کنندہ زیادہ تر ست آوردہ اند کہ یکے از گنہگاران نزدیک ملکے از ملوک عرب آمد و حال آنکہ چند کس را از اقرباے ملک کشتہ بود ملک گفت بسے جرأت ست کہ با وجود گناہان بزرگ کہ از تو بہ ثبوت من و خویشان من صادر شدہ از عقوبت من نترسیدی و نزدیک من آمدی جواب

سالم چھڑے ہوئے ہو یعنی نہیں سرزنش تم پر ۱۲

داد که جرات من در آمدن بحضرت تو دنا ترسیدن از عقوبت تو جهت آنست که میدانم
هر چند گناه من بزرگست عفو تو از آن بزرگتر خواهد بود ملک سخن او را پسندیده و
گناهان او را عفو فرموده بمواهب غنائیش مستظهر گردانید یکی از محرمان ملک سوال
کرد که بر چنین خصمی قادر شدی و از وی انتقام نکشیدی و بسخن او فریفته گشتی گفت نه چنین
ست با خود تامل کردم که اگر از وی انتقام کشم نفس من شاد شود و تمتعی یابد و اگر عفو کنم
دل او شاد گردد و مرا نیکنامی دنیا و ثواب عقبی حاصل آید دانستم که **مصرع**

در عفو لذتی ست که در انتقام نیست

از مامون خلیفه منقول ست که اگر مردمان بدانند که ما را چه لذتیست در عفو کردن وجه بهجت
از سر گناه کسی در گذشتن هر آئینه تحفه درگاه ما بجز گناه نیارند **قطعه**

مجرم گر این دقیقه بداند که دم بدم همواره از تکاب جرائم کند بعد	ما را چه لذتیست ز عفو گناهگار پیوسته نزد ما گنه آرد باعتذار

اسکندر از ارسطو پرسید که در باب فلان گنهگار چه میگوئی حکیم گفت ای ملک اگر گناه نبودی
صفت عفو که بهترین فضیلتی ست از کسی ظاهر نشدی پس گناه آئینه عفوست و گنهگار
سبب ظهور آن صفت شده درباره او باید که این معنی بظهور رسد **شعر**

گناه آئینه عفو رحمت ست ای شیخ	مبین بچشم حقارت گنهگاران را

اسکندر گفت عفو در چه وقت نیکوست گفت در وقت قدرت و ظفر بر خصم ناید ان عفو
شکر گذاری ظفر کرده باشد و در **حکایات آمده** که پادشاه بر دشمن خود ظفر یافت
و او را اسیر کرده در معرض عتاب بازداشت پادشاه از وی پرسید که خود را چون می بینی

جواب داد کہ خدائے چیزے دوست میدارد کہ آن عفو ست و تو چیزے دوست میداشتی
کہ آن ظفر ست چون حضرت عزت ظفرے کہ تو دوست میداشتی بتو ارزانی فرمودہ
عفوے کہ او دوست میدارد تو نیز بجائے آر پادشاہ این سخن را پسندیدہ او را آزاد
کرد پس ملوک جہاندار را باید کہ ترک مجازات بدی (پرائی) بہ نسبت مجرم بہ دل بیغل آسان
سازند و بشکرانہ قدرت بر انتقام گناہگار خجلت زدہ را بشارت عفو بنوازند کہ عادت (بے کینہ ۱۲)
سلاطین کشور کشائے و طریقہ ملوک عالم آرائے (زینت) چنین بود فرد

از ابتدائے دور عالم تا بعہد ار پادشاہ	از بزرگان عفو بود ست از فرودستان گناہ (زیر دستان ۱۲)

آوردہ اند کہ یکے از مقربان پادشاہ جرمے کردہ بود و در معرض تادیب و تعذیب (عذاب کرنا ۱۲) افتاد
روزے آن پادشاہ با یکے از خواص در بارۂ آن مجرم مشاورت میکرد و آن شخص گفت اگر
بندہ بجائے پادشاہ بودے حکم سیاست کردی شاہ فرمود اکنون تو بجائے من نیستی کردار
من باید کہ بخلاف کردار تو باشد من او را عفو کردم چہ اگر گناہ از وی بد نمود عفو از من نیک مینماید فرد

اگر عظیم ست از فرودستان گناہ	عفو کردن از بزرگان اعظم ست

وہر گاہ کسے در گناہے کہ از وی صادر شدہ تامل کند و داند کہ بعفو خدائے محتاج ست باید کہ
عفو خود را از گناہگار دریغ ندارد تا حق تعالیٰ نیز عفو خود را بوے ارزانی فرماید فرد

اگر توقع بخشایش خدا داری	از روئے عفو و کرم بہ گناہگاران بخش

آوردہ اند کہ پادشاہ یکے را بعملے فرستادہ بود و از وے طوریکہ پادشاہ را ناپسندیدہ
بود صادر شد پادشاہ او را معزول کردہ بفرمود تا بندش کردند و در پائے تخت آوردند عتاب
و خطاب آغاز کرد آن بیچارہ گفت اے شاہ اندیشہ کن کہ تنہا ہم فردا در موقف

عتاب نزد رب الارباب باز خواهند داشت تو در آن وقت چه چیز دوست میداری گفت عفو الٰہی
گفت در حق من هم عفو فرمائی که عفو الٰہی باز بسته است بعفو پادشاهی **فرد**

من پیش تو مجرمم تو در پیش خدائے	گر عفو کنی حق از تو هم عفو کند

پادشاه را این سخن پسند افتاد و او را بند برداشت و تربیت کرده باز بر سر عمل فرستاد **نظم**

عفو فرمودن مبارک خصلتی ست	هر که دارد عفو صاحب دولتی ست
دل ز نور عفو روشن می شود	وز نسیمش سینه گلشن می شود
دوست دارد عفو را پروردگار	آنچه ایزد دوست دارد دوست دار

عفو در حدود الٰہی نشاید بلکه در آن محل قہر و غضب بکار آید **نظم**

اگر آن جرم را حد لیست شرعی	نباید داشت آنجا عفو مرعی
که عفو او در آن اجرائے حد ست	بلا را حد شرعی ہمچو سد ست

باب ہفدہم در حلم

یکے از اخلاق الٰہی حلم ست کما قال الله تعالیٰ ان الله غفور حلیم و جملہ انبیا و اولیا را از ین صفت نصیبے دادہ اند تا بقوت آن سورت غضب را که مفسد ایمان و پیش رو لشکر شیطان ست بشکستہ اند و در حدیث آمدہ که قوی ترین شما آنکس باشد که مردمان را بیفگند و اثر پاے در آرد قوی تر آنکس ست که در حال غضب خود را بیفگند و مالک نفس خود باشد **بیت**

مردے گمان مبر که بزور ست پہلوی	با خشم گر برآئی دانم که کاملی

در کتاب انجیل مذکور ست که ملوک را واجب بود که نفس خود را ریاضت دهند و بحلم

له صاحبها اند تا غلط نجنبد الله بخیر والا بردبار ۱۲-ح

رام سازند و در فرمانبرداری تا بحدی بشنود که خلاف رضای ایشان باشد و در خشم نشوند زیرا که ایشان را قدرت و توانائی هست و زیر دستان مطیع ایشانند اگر خشم زیر دست حلم نماشد و در غضب بر محکوم بردباری نبود و بهر قولی و فعلی خشم گیرند هر اینه مردم متاصل شوند و ملک را رونق نماند و بس زیبا گفته اند **نظم**

بردباری خزینهٔ خرد ست	دیو بند ست حلم اگر دانی
هر که را حلم نیست او چو ددست	غضب از دست او ستردانی

جرباید[۱۲]

مرد حلیم آنست که سیلاب غضب او با آنکه کوه شامخ اگر در ممر او افتد پر خدر ست او از جای نتواند برد و نائرهٔ خشم با وجود آنکه کرهٔ اثیر از التهاب آن در خطر ست در وی تصرف نتواند کرد و یا مدد حلم آتش غضب را هیچ سلطانی تسکین نیابد و بی معاونت بردباری هیچ حاکمی بار گفت و گوی رعایا بر نتابد پس پادشاه عادل آنست که حلم را زیور روزگار خود سازد و بدست بردباری او نهیاد خشم عالم سوز بر اندازد **نظم**

بلند[۱۲] وبگذرد[۱۲] شعله و فروغ[۱۲]

چو حلم اندر آمد غضب گشت پست	غضب را همین بردباری شکست
ستون خرد بردباری بود	سبک سر همیشه بخواری بود

از سلیمان وراق نقل کرده اند که گفت که روزی در خدمت مامون بودم نگینی از یاقوت دیدم که طول او چهار انگشت و عرض او دو انگشت و در صفا و روشنی چون خورشید تابان و ناهید درخشان بود پس زرگری را خواند و گفت خاتمی بسیار که این یاقوت نگین آن تواند بود و زرگر یاقوت بر گرفت فضا را روزی دیگر هم در خدمت

سا اجرجے سے اکثر جانیں یعنی اجمہ جانیں ۱۲ ٢ یعنی آتش یا آسمان ۱۲ ۳ کاغذ برندہ و نوندیدہ و بسیار زدہیم ۱۲

دست ابو دم که مامون بازان انگشتری یاد کرده طلب مود تا زرگر را بیاورد چون زرگر حاضر شد دیدم که رعشه بروے افتاده است و چون بید می لرزد مامون پرسید که سبب تغیر تو چیست گفت مرا امان ده تا بگویم مامون گفت امان دادم زرگر نگین بیرون کرد چهار پاره شده گفت اے خلیفه انگشتری ساختم و خواستم که نگین را به نگین دان برم از دست من بر سندان افتاد و چهار پاره شد مامون تبسم کرد و گفت برو و این را چهار انگشتری ساز و ترا درین هیچ گناه نیست و این صورت که از مامون صادر شده غایت حلم و بردباریست

نظم

حلم سرمایه کمال بود	سبب عزت و جلال بود
حلم شادی فزاے هر خجل ست	مومیائی هر شکسته دل ست

نوشیروان از بوزرجمهر پرسید که حلم چیست گفت نمک خوان اخلاق ست چه حروف اسما چون بهم گردانند ملح میشود و چنانکه هیچ طعامے بے ملح مزه ندهد هیچ خلقے بے حلم جمال ننماید نوشیروان گفت علامت حلیم کدام ست گفت حلیم را سه نشانه است یکے آنکه اگر نزدش روے و سخت گوے با او سخن تلخ در میان آرد او در برابر آن جواب شیرین به زبان راند و اگر بفعل نیز او را برنجاند بازاے آن با او احسان نماید

قطعه

با تو گویم که چیست غایت حلم	هر که زهرت دهد شکر بخشش
هر که بخراشدت جگر به جفا	هم چو کان کریم زر بخشش
کم مباش از درخت سایه فگن	هر که سنگت زند ثمر بخشش

علامت دوم آنست که در حینے آنکه آتش خشم زبانه زدن گیرد و صولت غضب و سطوت آن بغایت رسد خاموش گردد و این دلیل اطمینان دل و تسکین روح ست و درویشان

سالک علاج غضب بدین نوع کرده اند اشاره سوم فروخوردن خشم ست اگر کسے فی الواقع
مستحق عقوبت بود آورده اند که روزے آن نوبادهٔ بوستان ولایت باکوره باغستان ہدایت
(نوباده ۱۲) (بود ۱۲)
سبط نبی بجل ولی حسینؓ بن علی رضی اللہ عنہما با جمعے مہمانان از اشراف عرب بر سرِ خوانے
(فرزند ۱۲) (دولد ۱۲)
نشستہ بود خادمش با کاسہ آش گرم در آمد از غایت دہشت پائیش بحاشیۂ بساط
در آمد و کاسہ از دستش بر سر شاہزادہ افتاد و آشہا بر رخسارہ مبارکش فرو ریخت امام
حسینؓ از روے تادیب نہ از راہ تعذیب در وے نگریست بر زبان خادم جاری شد وَالْکَاظِمِیْنَ
الْغَیْظَ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ گفت عفو کردم خادم
تتمۂ آیت بر خواند وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ حسین گفت از مال خود ترا آزاد کردم و مؤنت
(بوجھ ۱۲)
معیشت تو بذمہ خود لازم گردانیدم

مثنوی

بدی را مکافات کردن بدی	جزاء اہل صورت بود بخردی (نزدیک ۱۲)
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند	بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند

در اخبار آمدہ کہ از حضرت عیسے علے نبینا و علیہ السلام سوال کردند کہ سخت ترین
ہمہ چیزہا چیست جواب داد کہ خشم خداے گفتند ہیچ چیز از غضب الٰہی ایمن توان شد
فرمود کہ ترک غضب خویش و حضرت مولوی معنوی در مثنوی اشارتے بدین معنی
فرمودہ **مثنوی**

گفت عیسے را یکے ہشیار سر	چیست در ہستی ز جملہ صعب تر
گفت اے جان صعب تر خشمِ خدا	کہ ازان دوزخ ہمین لرزد چو ما

سا؎ اور کھانے والے غصے کے ۱۲ ؎ اور معاف کرنیوالے آدمیوں کے ۱۲ ؎ اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالوں کو

گفت زین خشم خدا چه بود امان	گفت ترک خشم خود اندر زمان
ترک خشم و شهوت و حرص آوری	هست مردے در رہ پیغمبری

وہباید دانست کہ غضب در بسیارے مواضع از حلم بہتر ست چہ غضبے کہ از جہت حرص و طمع یا بواسطہ تکبر و خویشتن داری بود مذموم ست اما برائے اعلام معالم دین متین و بجہت حفظ مراسم شرع مبین بسیار ستودہ و پسندیدہ است مثلاً اگر کسے از خیانت محرمان حرم خویش حلم ورزد عقلاً و شرعاً و عرفاً مذموم بود و از نظر اہل مروت ساقط شود و چون غیرت سلبے غضبی و خشم نتیجۂ درستی دست دہد کمال مردی در آنست کہ محل حلم و موضع غضب را بنظر صحیح تمیز کند تا ہر جا آنچہ مناسب بود بکار برد **فرد**

قہر و لطف اندر محل خود نکو ست	جائے گل گل باش و جائے خار خار

باب ہژدہم در خلق و رفق

مراد از خلق خوش خوئی ست و غرض از رفق نرمی و دلجوئی یکے سازگاری باشد بملاطفت و یکے کارسازی بمدارا و ملائمت اما خلق نیکو ترین نعمتے و زیبا ترین خصلتے ست و چون حق تعالے ایمان را بیافرید ایمان گفت الہٰی مرا قوی گردان حضرت حق جلت عظمتہ او را بنیک خوئی و سخاوت قوی ساخت و چون کفر را بیافرید گفت خدایا مرا قوت دہ حق سبحانہ او را بہ تندخوئی و بخل قوت داد و در حدیث وارد ست کہ بہ بہشت در نیاید بخیل و بدخوے **بیت**

من ندیدم در جہان جست جو	ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو

روزے حضرت روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام میگذشت ابلہے با وے دوچار شد

حواشی: انتہائے اعلام ۱۲ — استوار ۱۲ — رونق ۱۲ — درشتی ۱۲ — نرمی ۱۲

لہ گاہ گاہ کرد ۱۲ — بزرگ بزرگی ۱۲ (حاشیہ)

و از حضرت عیسی سخنی پرسید بر سبیل تلطف (نرمی ۱۲) و تخلق (خوش خلقی ۱۲) جوابش بازداد آن شخص مسلم نداشت و آغاز عربده (جھگڑا ۱۲) و سفاهت (حمق ۱۲) کرد چندانچه او نفرین میکرد عیسی تحسین میفرمود هر چند وے از مجادله درمی آمد عیسی طریق ملاطفت رعایت می نمود عزیزے بدانجا رسید گفت اے روح الله چرا زبون این کس شده هر چند او قهر میکند تو لطف بینمائی و با آنکه جور و جفا پیش می برد تو مهر و وفا پیش می فرمائی حضرت عیسی گفت اے رفیق موافق کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ **مصرع** از کوزه همان برون تراود که دروست از وے آن صفت میزاید از من این صورت می آید من از وے در غضب نمی شوم و او از من صاحب ادب میشود من از سخن او جاهل نمیگردم و از خلق و خوے من عاقل میگردد **نظم**

چون نشوم من ز وے افروخته	او شود از من ادب آموخته
من که زدم مایه ده جهان شدم	این صفتم داد خدا (بسبب آن ۱۲) از ان (یعنی آنجهان ۱۲) شدم
خلق نکو وصفت مسیحا بود	خصلت بد مرگ مفاجا بود

حکما گفته اند لشان خوش خوئی ده چیزست اوّل با مردمان در کار نیکو مخالفت ناکردن دوم از نفس خود انصاف دادن سوم عیب کسان ناجستن چهارم چون از کسے زلتے در وجود آید آن را تاویل نیکو کردن پنجم چون گنهگار عذر خواهد آن را در پذیرفتن ششم حاجت محتاجان بر آوردن هفتم رنج مردمان کشیدن هشتم عیب نفس خود دیدن نهم با خلق روے تازه داشتن دهم با مردمان سخن خوش گفتن **فرد**

همه خلق جهان خلق پسندیده نمائے	که سوی خلد برین راه بران خواهد بود

و چه زیبا گفته است هم درین معنی **بیت**

خوش ست عالم آزادگی و خوشخوئی	بدین مقام در آ گر بهشت میجوئی

اما رفق سازگاری و مدارا باشد و در خبر آمده که رفق بهیچ چیز نه پیوند والا که آنرا زینت دهد و ناسازگاری بهیچ کارے مقرون نشود الا که آن را بهم زند و ناخوش گرداند و حضرت عزت بدین صفت حبیب خود را صلے الله علیه وسلم تعریف میفرماید فبما رحمة من الله لنت لهم سخن درشت سبب قطعیت اُسرت و نرمی و ملائمت وسیلهٔ مودت و وصلت **بیت**

بشیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی که پیلے بموئے کشی

اردشیر بابک که سریر سلطنت را بزیور حکمت آراسته بود فرزند خود را دید جامهٔ قیمتی پوشیده گفت اے پسر سلاطین را جامه باید پوشید که در هیچ خزانه نباشد و هیچکس مثل آن نتواند که بپوشد مثل این جامه که تو پوشیده یافت میشود و همه کس می تواند پوشید پسرش پرسید که اصل آن جامه از چه چیز ست گفت تارش از نیکو خوئی و نیکو کاری و پودش از سازگاری و بردباری اگر کسے درین کلمه تامل کند داند که جامع اقسام خیرات ست **قطعه**

بادشاهان و شهریاران را	با همه آفریدگان خدائے
کارسازی نکوست در همه وقت	سازگاری خوش ست در همه جائے

فریدون را پرسیدند که ملازمان را بچه چیز نگاه توان داشت گفت بملاطفت و بردباری گفتند مشکلها را بچه چیز حل توان کرد گفت بملائمت و سازگاری و درین باب گفته اند **قطعه**

مہمے که بسیار مشکل بود	برفق و مدارا توان ساختن

توان ساخت کارے بنرمی چنان	کہ نتوان بہ تیغ و سنان ساختن

جمشید را از وزیر خود سوال فرمود کہ سلاطین را انصاف بکدام صفت از جملہ ضروریات ست
گفت کہ برفق و نرم خوئی و ملائمت زیرا کہ رعیت بدین صفات دعاے پادشاہ گویند و
لشکریان بدین خصلت رضاے پادشاہ جویند و سلطنت بدعاگوئی رعیت و رضا
جوئی سپاہ انتظام می یابد و دیگر برفق گوشمال مجرم بر وجہے بتوان داد کہ بعنف مثل
آن میسر نشود چنانچہ آوردہ اند کہ یکے از ملوک کہ بسمت (علامت ۱۲) رفق و تلطف (نشانہ ۱۲) موسوم بود مطبخی (نخی ۱۲) خود را گفت
کہ از براے وے قلال نوع از طعام بپزد و دران تکلف بسیار بجاے آورد مطبخی آن طعام
ترتیب دادہ بانواع دیگر از اطعمہ بنظر درآورد سلطان بران طعامے کہ خود فرمودہ بود
نظر انداخت دید کہ مگسے دران طعام است لمہ داشت و بیفگند آنکہ لقمہ دیگر بر داشت در
وہم مگسے بود دست ازان طعام باز کشید و از طعام دیگر تناول کرد چون خوان بر داشتند
مطبخی را طلبید و گفت این خوردنی کہ ساختہ بودے بغایت لذیذ بود فرداہم ازین
بساز اما بشرطیکہ مگس درو بسیار نباشد حاضران ازین معنی تعجب نمودند کہ مطبخی را
شرمساری داد و تعذیبے بآن ننمود بیت

در مقابلہ جرم لطف بیند کس	شود خجل زدہ (شرمندگی ۱۲) و این خجالت او را بس

باب نوزدہم در شفقت و مرحمت

شفقت بر عامہ رعایا و مرحمت و رفق بہ کافہ برایا (ہمہ خلق ۱۲) بر ملوک عظیم الشان و سلاطین رفیع
المکان لازم ست چہ زیر دستان ودائع (امانتیں ۱۲) حضرت آفریدگار اند کہ با اہل اختیار

و اقتدار سپرده تا برعایت ایشان حال عجزه [ناتوانان] و درویشان بفراغت و رفاهیت مقرون بود و دلهای شکسته باهتمام رعیت پروردی و مرحمت گستری از هجوم بلای جباران و ستمگاران فارغ و مطمئن گردد پس پادشاه را باید که بامید رحمت الهی که اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا بر عاجزان [زیردستان] ببخشاید و در خسارهٔ سلطنت ما تجمّل زیبای اَلشَّفَقَةُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰهِ بیاراید

نظم

در شفقت هر که علم بر فراخت	کار خود و جمله خلائق بساخت
از شفقت هر که سرفراز شد	دیدهٔ دولت برخش باز شد

سعادت آخرت و سلامت دنیا برحم و اشفاق باز بسته است آورده اند که سبکتگین پدر سلطان محمود غازی در اوائل حال صیاد بود که یک سر اسپ بیش نداشت و اوقات او بغایت عسرت [تنگی و دشواری] میگذشت هر روز به عزم شکار بصحرا رفتی اگر صیدے بدست آمدے بدان گذرانیدے روزے آهوے دید که با بچه خود در صحرا میچرید سبکتگین اسپ برانگیخت آهو بگریخت چون بچه او خرد بود با مادر نتوانست گریختن او را بگرفت و دست و پایش بربست و در پیش زین نهاده راه شهر برگرفت آهو که بچه خود گرفتار دید بازگشت و در پے میدوید و فریاد میکرد و می نالید سبکتگین را بر آن آهو رحم آمد دست و پاے آهو بچه را بگشاد و سر بصحرا داد مادر آمد و بچه را در پیش گرفت و روے بآسمان کرده بزبان بیزبانی مناجاتے [دعا] کرد **مصرع** آنکه زبان بیزبانان دانی سبکتگین دست تهی بشهر باز آمد شبانه حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم را بخواب دید که با وے میگوید که اے سبکتگین بواسطهٔ آن شفقت و مرحمت که در حق آهو از

تو در وجود آمد و بجهت آن کرم و مهربانی که در حق آن بیچاره و مربان بسته کردی بحضرت حق تقرب تمام یافتی و ما نیز از تو خوشنود شدیم و حق سبحانه ترا شرف پادشاهی کرامت کرد باید که بر بندگان خدا همین نوع شفقت بجا آوری و در بارهٔ رعیت خود طریق مرحمت فرو نگذاری بزرگی فرموده که چون بواسطهٔ شفقت بر حیوانی پادشاهی این جهان فانی می یابند اگر بجهت مرحمت بر انسانی سلطنت ملک باقی یابند هیچ عجیب و غریب نباشد

نظم

دست رعایت ز رعیت مدار	کار رعیت به رعایت سپار
مرحمتی کن که بحق گفته اند	در کرم و لطف تو دل بسته اند

حکما گفته اند که یکی از آثار شفقت سلطان آنست که چنان رعیت را دوست دارد که پدر فرزند را و هرچه بر خود پسندد بر ایشان نه پسندد تا ایشان نیز مال و جان خود را از وی دریغ ندارند و هرچه دارند فدای وی کنند و همه همت خود را بر درازی عمر و زیادتی دولت او گمارند و چندانکه او را رحم و شفقت بر خلق بیشتر باشد حق سبحانه را نظر رحمت بر وی بیشتر بود

مثنوی

ببخشائی ببخشایند بر تو	دری از غیب بگشایند بر تو
اگر رحمت ز حق داری تمنا	تو هم بر دیگران رحمی بفرما

اردشیر بابک پسر خود را وصیت کرد که ای فرزند جهد کن تا بشفقت عام و مرحمت مالاکلام رعیت را از مرتبهٔ رعیتی بدرجهٔ دوستی رسانی تا دلهای آن تو شود که همه چیزهای دیگر تابع دل است حکیمی را پرسیدند که بهترین شکار مر پادشاهان

کدام ست فرمود که صید دلہائے رعیت کردن خوب ترین شکاری ست زیراکہ چون دلہائے ایشان رابجود میل دادی دیگر ہمہ چیز درپے دل میرود وچون دوستی پادشاہ در دل رعیت جائے گرفت در ہیچ چیز بادے مضایقہ نمی کنند **بیت**

ملک معنی طلبی پیروی دلہا کن	شکرت گر نبود ملک مسلّم نبود

دیگے از شفقتہا آن ست کہ چندانچہ تواند مردان رابزراعت وعمارت تحریص کند ودر اجراے کاریز ہا واحداث جویبار ہا ایشان را مددگاری نماید آوردہ اند کہ نوشیروان بعامل خود فرمان نوشت کہ اگر در ولایت تو یک قطعہ زمین نامزروع مانند بقر مایم تا ترا بردار کشند وحکمت درین آن ست کہ فائدہ پادشاہ از خراج باشد وخراج وقتے بسیار شود کہ مملکت آبادان بود وآبادانی نبود الا بزراعت وتا بارعیت مسامحت نکنند وآثار شفقت درحق ایشان بظہور نرسانند زراعت میسّر نشود **شعر**

حرص کلانا ۱۲

آسان گیری ۱۲

مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	ورسر ایشان بلائے ظالمان را دور دار

آوردہ اند درزمان سلطان ابوسعید خدابندہ امرائے او بارعایا زیادتی میکردند وبمصادرہ مال از ایشان میگرفتند روزے سلطان بامرا گفت کہ من تا امروز ملاحظہ جانب رعیت میکردم من بعد الیوم این رعایت را برطرف میکنم اگر مصلحت است بیائید تا ہمہ را غارت کنیم وہیچ چیز از امتعہ وغیر آن بدیشان نگذاریم امابشرطیکہ آنکہ دیگر شما از من علوفہ ومرسوم نہ طلبید واگر بعد ازین یکے از شما این نوع التماس از من کند او را بیاسا رسانم امرا گفتند کہ بے علوفہ ومرسوم چگونہ توانیم بود وبے وظیفہ خدمت

تاوان ۱۲

جمع متاع ۱۲

بچہ نوع بجاے تو انیم آوردن گفت ترتیب مجموع مصالح ما و شما از سعی رعایا باشد در
عمارت و زراعت و حرفہ و تجارت چون ایشان را غارت کنیم آن زمان چنین توقعات
از کہ توان کرد و شمارا اندیشہ کنید کہ اگر گاو و تخم از رعایا بستانید و غلات ایشان بجور برید
ایشان را بضرورت ترک زراعت باید کرد و بعد از آنکہ زراعت نہ کنند
محصول نباشد شما چہ خواہید خورد امرا چون این سخنان استماع نمودند روے
بنوازش و رعایت رعیت آوردند

مثنوی

شنیدم از بزرگان سخن سنج	کہ سلطان را رعیت بہتر از گنج
کزین خرج ار شود آخر سر آید	وزان ہر لحظہ دخلے نو درآید

و از جملہ شفقتہا آن ست کہ ہر روز باید کہ بار عام دہد و بجوید تفحص حال دادخواہ نماید
تا ہر کہ سخنے داشتہ باشد خود بعرض رساند و او بنفس خود بر کماہی احوال مظلوم وقوف یابد
حجاب و بواب نتوانند بغرض و طمع خود بر کسے حکم کردن آوردہ اند کہ اکابر حرمین بناصر خلیفہ
نوشتند کہ خلافت ترا نزیبد و سلطنت نشاید کہ نائبان و متعلقان بر مردم ظلم
میکنند و انواع جور و ستم از ایشان صادر میشود او در جواب نوشت کہ من ازینکہ شما
میگوئید خبر ندارم ایشان دیگربارہ پیغام فرستادند کہ عذر تو از گناہ بدتر ست
بزرگان گفتہ اند آنچہ ترا جواب باید گفت بدیگرے حوالہ مکن مہمات رعایا بر ذمہ خود
گرفتہ ترا وقت سوال از عہدۂ جواب بیرون باید آمد بیخبری و غفلت درمیان چہ کار
دارد و این عذر از تو کہ خواہد شنید و کے قبول خواہند کرد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
فرمودہ کہ در ولایتے کہ تعلق بمن دارد اگر پلے ویران شود و رمہ گوسفندے بران

(حاشیہ:) حالپرسی ۱۲ — پیشہ ۱۲ — کنند ۱۲ — [illegible marginal note written vertically]

کند و پاے یکے از گوسفندے بسوراخے فرو رود و لے بے رسد فرداے قیامت آنرا از من خواہند پرسید و مرا از عہدہ آن بیرون می باید آمد ہر کہ منصب سلطنت قبول کند و پاے تمکین (جائے لیتن ۱۲) بر سریر حکومت نہد لاجرم باداے حقوق این امر قیام باید کرد حفظ حدود و رسوم آن از رہے شفقت و مرحمت نیکو خواہی رعیت بجاے باید آورد **قطعہ**

فراز (بالائے ۱۲) تخت حکومت نشستن آسان نیست	دران مقام بسے احتیاط باید کرد
مراد عاجز محنت رسیدہ باید داد	غم فقیر مشقت کشیدہ باید خورد

باب ششم در خیرات و مبرات (نیکو یہا ۱۲)

تمہید قواعد خیرات و تاسیس مبانی مبرات بر ذمہ ہمت ہر صاحب دولتے واجب ست چہ یکے از ان اعمال کہ بعد انتشار حیات آثار فیض و برکت او بروح عامل رسد صدقہ جاریہ است چون مساجد و معابد (عالم ۱۲) و مدارس و خوانق و رباطہا و حوضہا و جسر (بلنہا ۱۲) ہا و امثال آن از ابواب البر کہ مادام کہ اثر آن باقی باشد ہدیۂ ثواب بروح بانی آن واصل ست **بیت**

ہر کہ خیرے کرد چون محمل بدان عالم کشید	روح او را ہر زمان فیض دگر خواہد رسید

و ہر عاقل ہوشیار کہ بصیقل انابت زنگ غفلت از آئینہ خاطر بزداید بداند کہ جاہ دنیا و مال و متاع آن بصدد (نزدیکی ۱۲) زوال و انتقال ست ہر آئینہ این معنی را در خواہد یافت کہ حاصل از آیندگان و روندگان این سراے فانی جز بیادگاری باقی نخواہد ماند و ہر عمارت عالی و موضع شریف کہ از طبقات ملوک و امرا و ارکان

ل بنا نہادن ۱۲ ۔ ۲ عبادت گاہیں ۱۲ ۔ ۳ خانقاہیں ۱۲ ۔ ۴ رجوع بہ خدا ۱۲

ه و بلندتن و توانگران هر مملکت واقع شده اثر آن بر جرایدِ روزگار و صفحات ادوار لیل و نهار مثبت و مسطور است و نام ایشان نزد ارباب عقل و نقل بلکه پیش اکثر اصاغر و اکابر عالم معروف و مشهور **بیت**

چون نمی ماند جهان بیقرار (موصوف ۱۲ صفت ۱۲)	نام نیکو به که ماند یادگار

خصوصاً رقم مبانی خیر بهیچ نوع از الواح ایام محو نمیشود و حدیث بقاع خیر (بناہائین ۱۲) که از متقدمان وارد قع شده به تسلسل و عنعنه بسمع متاخران میرسد اِنَّ آثَارَنَا تَدُلُّ عَلَیْنَا (مکان ہائے نیکی ۱۲ / بر یکدیگر ۱۲) **فرد**

کسری نماند قصهٔ ایوان و بمانْد	نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست

بزرگان گفته اند که چون همای توفیق و تائید از ایشان وَلَدَیْنَا مَزِیْد سایهٔ دولت بر فرق کامگاری افگند و باز بلند پرواز مواهب ربانی از فضای فیض جاودانی جلوه مسا عدت فرموده بر ساعد سعادتمندی آرام گیرد (بلے تشکیری ۱۲ / بخششہا ۱۲) لایق حال آن ست که صحائف احوال خود بار قام اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ بیارایید و زاد سفر آخرت را از تقدیم خیرات مبرات و زینت باقیات صالحات که عبارت از خیر عام و صدقه جاریه است مهیا کند تا ذکر نعم (رہنے والے ۱۲ / نیکیاں ۱۲) و شکر کرم او باطراف و اکناف عالم رسیده و در هر زمانی به هر زبانی ثنا و آفرین (نعمتہا ۱۲ / اطراف ۱۲) او جاری باشد **قطعه**

برین رواق زبرجد نوشته اند بزر (یعنی آسمان ۱۲)	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند
توانگرا دل درویش را بدست آور	که مخزن زر و گنج و گهر نخواهد ماند

و در حدیث آمده که چون آدمی بمنزل آخرت رود همه عملها از و منقطع گردد الا سه چیز

۱ خیره والا ۱۲ ۲ بزرگان ۱۲ ۳ سفر آثار ہمارے دلالت کرتے ہیں ہم پر ۱۲ ۴ نام کے شگفے ۱۲ ۵ اور ہمارے پاس زیادہ ہے ۱۲
۶ کشادگی ۱۲ ۷ اگر نیکی کروگے تو نیکی کروگے اپنے لئے ۱۲

یکے[1] صدقہ جاریہ دوم علم[2] کہ مردم بدان نفع گیرند سوم[3] فرزند صالح کہ او را دعائے خیر کنند و صدقہ جاریہ عبارت از بقعہ خیر باشد کہ مردم بدان منتفع شوند چون مسجد و مدرسہ و خانقاہ و پل و رباط و حوض و مانند آن پس از والیان خطہ سلطنت و تخت نشینان بارگاہ خلافت چنان زیبد کہ معمار ہمت ایشان اوّلاً در تعمیر مساجد و تاسیس معابد کہ اشارت اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ[4] درشان آن واقع شدہ سعی نمایند چہ در حدیث آمدہ کہ ہر کہ برائے خدا مسجدے بنا کند حق سبحانہ برائے او خانہ در بہشت بنا کند و مساجد کہنہ نیز تجدید[5] کردن ہمین حکم دارد و بعد از عمارت مسجد امام و موذن تعیین باید فرمود و اسباب معیشت ایشان مہیا باید ساخت تا از روئے فراغت بہم خود قیام توانند نمود و بجہت طلب قوت از اقامت این امر باز نمانند و دیگر مدارس مرتفع (بلند ۱۲) بنا باید کرد و مدرسان افادت[6] نصاب و علما و فضلائے افاضت (فیض پہونچانا ۱۲) انتساب معین باید ساخت تا نشر (پھیلانا) علوم شرعیہ نمایند و برکات ثواب آن بروزگار دولت ایشان رسد و دیگر خوانق پاکیزہ با صفائے صافی دلان ولایت پناہ و صوفیان صفہ (چبوترہ ۱۲) صفوت انتمائے (انتساب ۱۲) اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ[7] ترتیب باید داد تا طالبان حقائق و قاصدان دقائق بمیامن (برکات ۱۲) انفاس شریفہ ایشان بمقاصد و مطالب برسند و آثار انوار اوقات و احوال ایشان ضمیمہ سعادت صوری و معنوی گردد و وظائف و ادرارات (روزینہ ۱۲) ارباب مدرسہ و خانقاہ نیز معین باید کرد تا طلبہ از مطالعہ علوم و درویشان از اذکار و اوراد خود باز نمانند و دیگر احداث (بنانا ۱۲) زاویہ (گوشہ ۱۲) ہا کہ دران برائے فقیران و محتاجان راتبہ چاشت و شام از قلیہ و نان مرتب و مہیا باشد

لے نہیں بناتا مسجدیں اللہ کی مگر جو ایمان لایا خدا پر ۱۲ از نو بنا کردن ۱۲ سعی یعنی فائدہ بخشتے ہیں پورے ۱۲ ہاں البتہ نہ خوف ہے اولیاء اللہ کو اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں ۱۲

از خلق انسان نفع گیرند ۱۲

که موجب جمعیت خاطر وصفائے باطن میشود دیگر ابداع دار الشفا و تعیین طبیب حاذق مشفق
ایجاد کرنا ۱۲
وترتیب ادویہ واشربہ واغذیہ وانچہ ضروری باشد کہ وسیلۂ صحت وسلامت ورابطہ
شربتھا ۱۲
عافیت وکرامت میگردد ودیگر ساختن رباطہائے مرتبطہ باستحکام تمام کہ مل جائے
مسافر خانے ۱۲
مسافران ستم رسیدہ وپناہ غریبان محنت کشیدہ باشد کثرہ لبسیارہ نتیجہ بے شمار دارد ودیگر
بستن قنطرہا بر آبہائے تند وبسیار کہ مسافران رامرور برآن سہل وآسان باشد بغایت
پل ۱۲
پسندیدہ است چہ در اخبار آمدہ کہ ہر کہ پلے بنا کند بہ راہے تا مسلمان بران بگذرند خدائے
عزوجل گذشتن صراط بروے آسان گرداند دیگر عمارت حوض ہائے بزرگ وحفر
کردن چاہہا در راہہا ومحلہ ہا کہ آب کمی میکند سبب ایمنی باشد از تشنگی قیامت
منقول ست کہ یکے از صحابہ بحضرت رسالت پناہ صلوات اللہ علیہ
وآلہ عرض کرد کہ میخواہم کہ از برائے روح مادر خود خیرے کنم وصدقہ بدہم مرا
دران چہ میفرمائید حضرت فرمود کہ بہترین تصدقات آب ست کہ بر سر راہے چاہے
بکنی آن صحابی چاہے بحفر یاد ویر مسلمانان وقف کرد وثواب آن بروح مادر خود بخشید دیگر
تعمیر مشاہد مبارکہ وترویج مزارات متبرکہ سبب آن میشود کہ ارواح مقدسہ آسودگان
آن مزارات ممدہ ونگار سعادت آثار عامر ومروج گردید واز جملہ خیرات کا بہ آلست کہ موقوفات
مدد کنندہ ۱۲ نصرف کرنیوالا ۱۲ وقفہا ۱۲
بقاع خیر واابواب البر را از دست مستاکلہ متغلبان انتزاع نمودہ بمردم امین ومتدین
خورد برد کرنیوالا ۱۲ چھین لیکر ۱۲ جمع بقعہ ۱۲
سپارند ومحصول آن را بہ ارباب وطالقہ اصحاب استحقاق چنانچہ شرط واقف باشد
وقف کنندہ ۱۲
برسانند وبر اعمال وقف عمال پاکیزہ دیانت ونیکو معاش تعیین نمایند وبدان
نیز اعتماد نفرمودہ بہر چند وقف خود تفحص امور مباشرت آن وقف

ومہمات آن اوقاف مشغولی کنند و در ہم وقف اصلاً وقطعاً مسالحہ و مسامحہ روا نیست چہ تمشیت این معنی تقویت شریعت ست وہرکہ مہم وقف را بدستور شرع فیصل دہد بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ در اجر وثواب با واقف شریک باشد **فرد**

خیرکن یا وکیل خیرے باش	تا ترا ہم دران ثواب دہند

وآنکہ درباب خیر الطلب رفت نظر بر آنست کہ مثوبات صدقات جاریہ بے پایان ست **آوردہ اند** کہ یکے از بزرگان را کہ ودیعت حیات بموکل اجل سپردہ بود و رخت ازین مرحلۂ فانی بسراے جاودانی بردہ در خواب دیدند واز حالتے کہ بعد از وفات وے را واقع شدہ بود پرسیدند فرمود کہ مدتے در شکنجہ عذاب گرفتار بودم و در چنگال عقاب عقوبت میفرسودم ناگاہ پروانۂ نجات از دیوان کرم الٰہی برسید وحق سبحانہ گناہان مرا بیامرزید سائل از روے استفسار نمود کہ ہیچ دانستی کہ سبب آمرزش چہ بود وچہ وسیلت صورت خلاصی روے نمود جواب داد کہ آرے در بیابانے رباطے ساختہ بودم مگر درویشے در گرمگاہ روز بسایۂ آن رباط پناہ آورد و زمانے استراحت کردہ چون مشقت او براحت مبدل گشتہ بود از روے نیاز زبان بدعا کشادہ برین وجہ گفتہ کہ خدایا بانی این موضع را بیامرز فی الحال تیر دعاے او بہ نشانہ اجابت رسیدہ مرا بیامرزید واز حفرۂ جحیم بروضۂ نعیم رسانید **فرد**

ہرچند بروے کار درے نگرم	نیکی ست کہ نیک ست دگرہا ہمہ ہیچ

باب بیست ویکم در سخاوت واحسان

سخاوت سبب نیکنامی واحسان موجب دستکامی وخجستہ فرجامی ست و ہیچ

صفت آدمیان را خصوصاً اشراف و انجاد ایشان را به از جود و سخا نیست **بیت**

شرف مرد بجود ست و کرامت بسجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود

در خبر آمده که سخا درختے ست در بهشت و بحقیقت نهالیست بر کنار جویبار خوشنودی حق سبحانه تعالےٰ رستہ و شاخ او در سرافرازی با علیٰ علیین پیوسته شگوفه او نیکنامی دنیاست و میوه او کرامت و فضیلت عقبےٰ **بیت**

این سخا شاخیست در باغ بهشت	وائے او کین شاخ را از کف بهشت[1]

از حکیمے پرسیدند کہ عیبے کہ مجموع هنر عابد و مخفی ماند چیست جواب داد کہ بخل باز سوال کردند کہ هنرے کہ همه عیبها را بپوشد کدام ست گفت سخا **فرد**

هنر سخاست دگر جمله دست افراز نه	اگر ترا هر انگشت خویش صد هنر ست

ویقین بباید دانست کہ تا مال را از قید امساک مطلق نگردانند توسن مفاخر و معالی بقید در نیاید **مثنوی**

تجربه کردم ز هر اندیشه	نیست نکوتر ز سخا پیشه
خاص ز بهر کرم آمد درم	بر گذر قافیه . اینک کرم

اسکندر از ارسطو پرسید کہ سعادت دین و دنیا در چه چیز ست گفت در جود و کرم اما سعادت دین آنست کہ حق سبحانه میفرماید مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا[2] هر کہ یک حسنه بیارد او را ده حسنه کرامت کنیم **نظم**

آنکه ترا توشه ره می دهد	از تو یکے خواهد و ده می دهد

[1] کذا فی النسخ ۱۲

[2] جو کوئی ایک نیکی لائے اس کو دس گنی جزاء مثل اس کے ۱۲

بهتر ازین مایه ستانیت نیست	سود کن آخر که زیانیت نیست

اما سعادت دنیا آنست که مرغ دل خلق را بحکم الانسان عبید الاحسان بکرم صید تواند کرد چون دل که سلطان است در قبضه کسے افتاد قالب بتبعیت قلب در دام می افتد و چون کریم مالک الرقاب بجمیع شد ابواب سعادت بروی گشاده و اسباب مرادات برائے او آماده شود در اخبار آمده که خسرو پرویز را سپه سالارے بود به لشکرکشی و دشمن کشی معروف و مذکور و بمتانت رائے و قوت عزم در اطراف مملکت موصوف و مشهور مقرب ملک و عمده ممالک بودے و خسرو پرویز از صواب دید او عدل می نمود بیت

ازو تازه بد گلشن خسروی	ببازوے او پشت دولت قوی

وقتے صاحب خبران بسمع ملک رسانیدند که سپه سالار شما از جادهٔ فرمان برداری انحراف خواهد ورزید و سبیل عناد و عصیان و طریق سرکشی و طغیان مسلوک خواهد داشت پیش ازان که صورت از قوت بفعل آید بتدارک آن اشتغال باید نمود فرد

علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست

خسرو ازین خبر اندیشه مند شد و گفت اگر او عنان عزیمت از روئے مخالفت بطرفے از اطراف مملکت بگرداند بسیارے از اعیان لشکر و سران سپاه با او راه موافقت پیش گیرند و ممکن که از آوازهٔ باغی شدن او قصورے در ارکان ملک پدید آید و دبدبهٔ طاغی گشتن او فتورے بقواعد سلطنت راه یابد بیت

بپیروی ۱۲ — گزشته ۱۲ — طغیان سرکشی کرنا ۱۲

[illegible] ۱۲

مبادا ابر آزرده بیداد سم	که در ملک پیدا شود شور و شر

پس با خواص دولت و مشیران مملکت درین باب مشاورت فرمود رائے همگنان بران متفق شد که او را بند باید کرد خسرو به حسن تدبیران ایشان آفرین کرد روزے دیگر آن امیر را طلب کرده بمنصبے بالاتر از معیار داد و بهشانید و ذکر محامد و مفاخر و سیر تہائے ستوده و جبلتہائے پسندیده او بر زبان راند و از نفائس و خزائن و نقود و دفائن خویش زیاده از استحقاق وے عطا فرموده مشیران نیکو رائے که صلاح و صواب در بند کردن او دیده بودند محل فرصت عرضه داشتند که سبب تخلف از مقرر رعزیمت همایون چه بود شاه تبسم فرمود گفت من رائے شما را اختلاف نکردم و از عزم خود انحراف نورزیدم شما گفته بودید که او را بند باید کرد من خواستم که او را به محکم ترین بندے مقید سازم هیچ قیدے قوی تر از بند احسان ندیدم و دیگر تامل کردم که محل هر قید عضوے معین ست و بندے که بر یک عضو افتد پیداست که چه نوع بندے باشد خواستم که بند بر دلش نهم که دل سلطان ست و اعضا و جوارح خدم و حشم او شده و چون اصل بقیدے مقید گردد هر آئنه تمام اعضا و جوارح که تبع او یند بسته گردند و دیگر بند آهنین بر سر عضو که نهند لهو هان سوده گرددو بند کرم و احسان که بر دل نهند هیچ چیز فرسوده نگردد و در امثال آمده که مرغ وحشی را بدام مقید توان کرد و آدمی را با حسان و انعام

مثنوی

کرم پیشه کن کآدمی زاده صید	باحسان توان کرد وحشی بقید
عدو را بالطاف گردن به بند	که نتوان بریدن به تیغ آن کمند

چو دشمن کرم بیند و لطف وجود	نباید دگر خبث از و در وجود

و هم چنانچه بخاطر خسرو رسید، بود آتش مخالفتش بآبے که از سرچشمه احسان پادشاہے منترشح شد فرو نشست و بیخ نهال کمینه از زمین سینه او بقوت سرپنجه مکرم سلطانی بکلی منقطع گشت و بعد ازان چون بندگان صافی نیت بخلوص طویت کمر جان سپاری بر میان محمد سنگاری بسته بقیه عمر از منهج فرمان برداری روے بر نتافت **بیت**

ازان نوازش گری که یافت ازو	بعد ازان روے بر نتافت ازو

درین باب این رباعی بسیار خوب افتاده **رباعی**

با بر گرکرم کنی از آن تو شود	اندر همه وقت مدح خوان تو شود
با دشمن خویش اگر سخاوت ورزی	شک نیست که یار مهربان تو شود

و از فضیلت جود یکے آنست که دلهائے خلائق جوانمرداں را دوست دارد هر چند که از احسان بهرهٔ بدیشان نرسیده باشد مثلاً اگر مردم خراسان بشنوند که در عراق مردے کریم و جوانمرد است همه او را دوست خواهند داشت و بر او آفرین خواهند گفت بلکه اگر کسے را که در قید حیات نباشد یاد کنند همه کس ثنائے او گویند چنانچه حاتم طائی را که در تاریخ تالیف این رساله که نهصد و هفت سال از وفات او قریب نهصد و چهل و پنج سال گزشته هنوز بهار ذکرش بریاحین آفرین آراسته است و چمن نیکنامیش به پیرایه ثنا و تحسین پیراسته **فرد**

نماند حاتم طائی ولیک تا به ابد	بماند نام بلندش به نیکوئی مشهور

آورده اند که چون آوازه جوانمردی حاتم جزیره عرب را تا دار الملک یمن فرو گرفت

وصیت سخاوت او بولایت شام و مملکت روم رسید والی شام و حاکم یمن و پادشاه روم
بعداوت او برخاستند چه هریک از ایشان دعوی سخاوت کردندی و لاف جوانمردی
زدندی و ذکر حاتم بر زبان اهل زمان بیشتر جاری بود و طنطنهٔ کرم وجود وی در همه
اطراف سایر و ساری **شعر**
سیر کرنے والا پھیلا ہوا

ابر دریا دل ز دست جود او در انفعال	مال عالم زیر پای همت او پایمال

پس هریک از ایشان با وی طریقی سلوک کرد اولاً والی شام خواست که او را بیازماید کس
فرستاد و از وی صد اشتر سرخ موی سیاه چشم بلند کوهان طلبید و مثل آن شتر در
وادی عرب نادر باشد و اگر یافته شود بسیار گران بها بود و فی الواقع دران وقت این
نوع شتر در رمهٔ حاتم نبود چون کس پادشاه شام بحاتم رسید و پیغام والی را گذرانید
گلہ
حاتم دست قبول بر سینه نهاد و در جواب آن سمعاً و طاعةً بر زبان راند و گفت **فرد**
یعنے سنا اور قبول کیا

بهرچه امر شود چاکریم و دولت خواه	بهرچه حکم رود بنده ایم و خدمتگار

پس ایلچی را بمنزل نیکو فرود آورد و اسباب ضیافت چنانچه فراخور احوال او بود مهیا
گردانید و بفرمود تا در قبایل عرب منادی کردند که هر که مثل این شتری بیاورد
به بهای تمام از وی بخرم و بمیعاد دو ماه بها رسانم حاصل کلام بدین طریق صد شتر
قرض کرده بسلطان شام فرستاد چون ملک شام برین حال اطلاع یافت
انگشت تعجب بدندان تحیر گرفته فرمود که ما این اعرابی را می آزمودیم و او خود را بواسطهٔ
ما در قرض انداخت پس همان شتران را از متاع مصر و شام بار کرده بدست
همان ایلچی باز گردانید و چون شتران را نزد حاتم آوردند باز بفرمود

تامنادی کردند کہ ہر کہ شترے بمن دادہ بیاید وہمان شتر خود با آنچہ کہ بار دارد بگیرد وببرد پس آن صد شتر را با بار بحا آوردند آن داد وہیچ چیز برلے خود باز نگرفت چون این خبر بسلطان شام رسید گفت این ہمہ مروت نہ حد آدمی زاد ست وسخاوت حاتم را مسلم ست **فرد**

آوازہ سخاوت واحسان حاتمی	آخر درین جہان بعبث برنیامدست

دیگر عظیم الروم کہ او را ہرقل گفتندے چون دبدبۂ جود حاتم شنید متفحص اخبار و متجسس احوال وے گشت بسمع وے رسانیدند کہ حاتم مرکبے دارد باد پائے و بارگی جہان پیمائے چون تیر خدنگ زود وچون عمر گرامی زود رو اسپے کہ بگرم روے با آتش دم مشابہت زدہ واز تیز گامی با باد طریق ہمراہی سپردہ **نظم**

چو اشک عاشقان گلگون وخوشرد	جہان پیما تر از شبدیز شبرو
بوقت حملہ برق آسا جہندہ	بگاہ پویہ چون صرصر روندہ

قیصر وزیر خود را گفت کہ خبر سخاوت حاتم در عرب وعجم فاش شدہ وصیت جوانمردی ومروتش از قاف تا قاف فرو گرفتہ ومن شنودہ ام کہ او بدین صفت اسپے دارد میخواہم کہ نقد او را بہ محک اعتبار بیازمایم وصورت دعوے او را در محکمۂ معنی امتحان نمایم وکس از پے آن مرکب بقبیلۂ بنی طے فرستم تا حالات سخاوت او را معلوم کنم **مثنوی**

من از حاتم آن اسپ تازی نژاد	بخواہم گر او مکرمت کرد وداد
بدانم کہ در وے شکوہ مہی ست	دگر رد کند بانگ طبل تہی ست

پس ایلچی بجہت آن مرکب با تحف وہدایا کہ لائق حاتم بود فرستادہ واندک زمانی رسول

ملک روم بقبیلهٔ طے رسیده در حوالی و منازل حاتم نزول نمود قضا را مقارن رسیدن ایلچی ابرے پدید آمد و باران و برف باریدن گرفت حاتم مهمان را دلداری نموده بمنزل شایسته فرود آورد و فی الحال بفرمود تا اسپے بکشتند و طعامے مهیا کرده نزد مهمان آوردند و بعد از فراغت طعام اسباب استراحت مهیا ساخته حاتم از خیمه بیرون رفت و آن شب از هیچ نوع سخنے نگذشت علی الصباح که حاتم بعذر خواهی آمد ایلچی منشور قیصر با هدایاکه فرستاده بود بحاتم نمود چون حاتم بر مضمون آن اطلاع یافت بغایت اندیشه مند گشت ایلچی بفراست اثر ملالت بر جبین حاتم مشاهده فرموده گفت اے جوانمرد اگر در دادن اسپ مضائقه داری از جانب ما بر چیزے ازان مبالغه نیست حاتم جواب داد که مرا ازین جنس اسپ اگر هزار باشد و کمتر کسے از اہل روزگار از من طلب بهیچ وجه مضائقه در حیز تصور من نیاید خصوصاً سلطان عظیم الشان مرا بطلب یک اسپ معزز ساخته و بجهت این جزوے خدمت رسول بزرگی ارسال نموده اندیشه من از تحسرست و تفکر من از غایت تحسر که چرا زودتر خبر نیافتم تا آن اسپ را تلف نکردمے

مثنوی

من آن باد در خشانم و لرز شتاب	ز بهر شما دوش کردم کباب
که بد ظلمت ابر از پیش و پس	ببوئے رمه ره نمی یافت کس
بنوعے دگر روئے در راهم نبود	جز آن بر در بارگاهم نبود
مروّت ندیدم در آئین خویش	که مهمان بخسپد دل از فاقه ریش
مرا نام باید در اقلیم فاش	دگر مرکب نامور گو مباش

پس اسپان تازی و تحرکات حجازی جہت سلطان روم فرستاد و رسول را نیز از تحفہاے
آن دیار بہرہ مند ساختہ بجواب تزویجے روانہ کرد چون ایلچی آمد قیصر از فحواے حال
خبر یافت رصفت انصاف پیش آوردہ گفت کہ آئین مروت و قاعدہ فتوت
مضمون
حاتم راسلم ست **قطعہ**

توان گفت کامروز نبود بعالم	جز او شہریار دیار مروت
ز روے جوانمردی و مہربانی	برو ختم شد کار و بار فتوت

دیگر حاتم یمن پادشاہے بود صفت کرم وسخاوت بر و غالب و خصلت احسان و مروت
بر و مستولی ہموارہ موائد انعام او براے خاص و عام نہادہ و فوائد کرامش بجہت محتاجان
غالب دستار خوانہا
و در ماندگان آمادہ **بیت**

چو دست جود و بخشش بر کشادی	بعالم رسم خواہش بر فتادی

میخواست کہ جز نام کرم او بر زبانہا مذکور نشود و غیر از صفت جود وسخاے او در
اطراف عالم مشہور نگردد و بدین سبب ہرگہ ورپیش او صفت حاتم کردی آتش
غضبش اشتعال نمودہ با ینداے وے مشغول گشتے و گفتے حاتم مردے صحرانشین ست
شعلہ زنی
واز جملہ رعیت ولایت من نہ او را رتبہ مملکت داری و نہ منصب فرمان روائی نہ قوت
جہانگیری و نہ یاروے کشور کشائی **شعر**

نہ او را خزانہ ست و نے تخت و تاج	نہ باجش کسے می دہد نے خراج

پیداست کہ از دست او چہ کرم آید و باسپ و شتر و گوسفند سے چند کہ دارد چہ منفار
کرم نمائید من آنچہ در سالے حاصل حاتم باشد در روزے بسائل میدہم و صد بار خوان

او دریک چاشت پیش مہمان می نہم مصرع ببین تفاوت راه از کجاست تا بکجا القصه
ملک یمن روزے جشنے عظیم ساخته بود و طرح دعوتے پادشاہانه انداخته تمام روز
چون آفتاب بزر بخشی مشغول بود و مانند ابر بگوهر فشانی اشتغال می نمود ناگاه
در اثنائے این حال بیت

در ذکر حاتم کسے باز کرد	دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد

ملک ازان برنجید و عرق حسدش در حرکت آمده با خود اندیشه کرد که هیچ گونه زبان اهل
زمان از ذکر حاتم خاموش نیست و صفت نکوکاری و مهمانداری او از دل مردمان فراموش
نے پس همان بهتر که بدستیاری ملاح فکر کشتی عمر او را در غرقاب فنا افگنم و بمددگاری
استاد اندیشه رقم نام او را از لوح زندگانی محو کنم بیت

که تا هست حاتم در ایام من	به نیکی نخواهد شدن نام من

در پائے تخت او عیار پیشه بود که برائے یک درم صد خون ناحق را میان بر بستی و
بامیدانگ فائده شیشه دل بسیار کسان را بسنگ جفا بشکستی بیت

چو چشم نازنینان بود خونریز	چو زلف خوبرویان فتنه انگیز

القصه شاه یمن او را طلبیده بمواعید خسروانه مستظهر ساخته بران آورد که خود را بقبیلهٔ بنی
یعنی یافته ۱۲ · بوعده ها ۱۲
طے رساند و بهر حیله که داند و بهر شعبده که تواند حاتم را نیست و نابود گرداند عیار
متعهد قتل حاتم شده متوجه قبیله بنی طے گشت و بعد از مدتے بدان سر منزل
ذمه وار ۱۲
رسید با جوانی خوش خوے نیکوروے که سیمائے بزرگی از جبهه او تابان و فر فرزندگی
یعنی علامت ۱۲
در ناصیه او درخشان بود ملاقات کرد جوان از روے مهربانی و . . .

شیرین زبانی اور اپرسش گرم نموده پرسید که از کجای آئی و بکجا میروی عیار پیشه جواب داد
که از یمن می آیم و عزیمت شام دارم جوان التماس نمود یک امشب بقدم کرم وثاق مرا
مشرف سازتا ما حضرے که باشد بنظر شریف رسانم و بدین تلطف که کلبه
مرا بنور حضور خود بیارائی منت دار شوم **مصرع** زدر درآمی و شبستانِ ما منور کن +
آن عیار بکوشخوئی و دلجوئی البتہ آن جوان شده روے بمنزل وے نہاد و از ان جوان
رسم ضیافت و شرط مهمان داری بر وجہے تقدیم افتاد که هرگز آن عیار را در خاطر خطور نکرده
بود و در ضمیر او نگذشته میزبان لحظه بلحظه تکلفے دیگر سے نمود و مطعومات گوناگون و
مشروبات رنگارنگ ترتیب میفرمود **بیت**

[کلفت ۱۲] [طعام ۱۲]

هر نفسے بر سر خوانش نگر	خوردنے خوب تر از یکدگر	

و مهمان ساعت بساعت بدل آن جوان را تحسین میکرد و بزبان ثنا و آفرین
ادمی گفت **بیت**

تبارک الله ازین مردمی و خوشخوئی	گذشته از همه نیکوان به نیکوئی

برین منوال تا شب تیره بپایان رسید و صبح روشن روے از افق مشرق آغاز طلوع
کرد مهمان بادیدہائے گریان وداع میزبان رامیان دربست و بزبان نیاز مضمون
این بیت جگر سوز دل گداز ادامی کرد **بیت**

دلم ے سوز داز داغ جدائی	چه بودے گر نه بودی آشنائی

جوان بمبالغه بسیار درخواست میکرد که دو سه روزے اینجا اقامت نمائے و مرد
عیار بانواع عذرہا متمسک شد و می گفت **بیت**

تیارم شد البتہ اینجا مقیم	کہ در پیش دارم مہمے عظیم

جوان گفت مرا تشریف محرمیت ارزانی دار و مہمے کہ ہست بامن درمیان آر شاید کہ مددے توانم کرد و ہمراہی بجائے توانم آورد مہمان چون دلنوازی و جوانمردی ازوے مشاہدہ کردہ بود باخود تامل نمود کہ این مہم کلی کہ مرا در پیش ست بے امداد چنین یاری و بے دستیاری ازین گونہ مددگاری سرانجام نخواہد یافت چراکہ مردے بامروت و کارساز و دلجوئی و غریب نوا است ہیچ بہ ازین نیست کہ پردہ از روئے کار بردارم و اورا یار و محرم خود ساختہ روے بساختن آن مہم آرم نظم

بورگی وخلعت ۱۲

یک گل مقصود ازین بوستان	چیدہ نشد بے مدد دوستان
دامن یاری گرفت افتہ بدست	فارغ و آزادہ توانی نشست
کا تواز یار مکمل شود	مشکلت از ہمہ نفسان حل شود

پس اول جوان را بجہت اخفائے آن مہم سوگند داد و بعد از مبالغہ بسیار و تاکید بیشمار سر خود را با او درمیان نہاد و گفت شنودہ ام کہ درین نواحی حاتم نام کسیے ہست کہ لاف جوانمردی میزند و دعوے احسان و مردم نوازی میکند شاہ یمن را از و دغدغہ در دل و خدشہ در خاطر پدید آمدہ و من مردے پریشان روزگارم و معاش من از دزدی و عیاری میگذرد درینولا سلطان ولایت یمن مرا طلبیدہ وعدہ مال و متاع فراوان فرمودہ بشرط آنکہ حاتم را پیدا کنم بقتل آرم و سر او را بتحفہ پیش ملک یمن برم و من بضرورت وجہ معیشت این صورت را قبول کردہ بدین قبیلہ آمدہ ام نہ حاتم امی شناسم نہ راہ بمنزل او می برم اگر درویش پروری و غریب نوازی تو عجیب و

غریب نباشد که حاتم را بمن نمائی و در قتل او شرط مددگاری بجا آری تا من از عهده عهدے که کرده ام بیرون آمده باشم و بدولت نوازمواعید شاه یمن بهره مند. گرد م جوان این سخنان را استماع نمود بیت

بخندید و گفت که حاتم منم	سر اینک جدا کن به تیغ از تنم

اے مهمان برخیز و پیش از انکه متعلقان من خبردار گردند سر من ببردار و سرخود گیر تا مقصود تو از شاه یمن حاصل و مراد تو میسر گردد بیت

چو حاتم بآزادگی سر نهاد	جوان را بر آمد خروش از نهاد

عیار فی الحال پیش حاتم بر زمین افتاد و بوسه بر دست و پاے وے بداد و میگفت نظم

اگر من گلے بر وجودت زنم	نه مردم که در کیش مردان زنم
دو چشمش ببوسید و در بر گرفت	وز انجا طریق یمن بر گرفت

حاتم اسباب راه از زاد و راحله تهیه نموده او را گسیل کرد و عیار پیشه بعد از قطع راه چون پیش پادشاه آمد صورت حال بعرض رسانید ملک یمن از روے کرم طبیعے منصف شد. و از راه آزادگی و جوانمردی معترف گشت که گرمے درین مرتبه حد هیچکس از عالمیان نیست و سخاوت بدین مثابه مقدور هیچیک از آدمیان نه بیت

هست جوانمرد درم صد هزار	کار چو با جان فتد آنجاست کار

در کتاب جواهر الامارة آورده که چون حاتم وفات کرده او را دفن کردند قضا را قبر او در محلے واقع شد که ممر سیل بود. وقتے از اوقات باران عظیم بارید و سیل هائل بیامد و نزدیک بود که قبر حاتم ویران گردد پسرش خواست که قالب او را بموضعے دیگر که از ین آفت ایمن باشد

نقل کند چون سر بت او را باز کردند همه اعضا و اجزائے او از ہم ریختہ بود الا دست راست او کہ ہیچ نوع تغیرے نداشت مردم ازان حال متعجب شدند و از چنان صورتے شگفت ماندند پیرے صاحبدل در میان نظارگیان بود گفت اے مردمان ازین معنی متعجب مشوید و از سلامتی دست حاتم عجب مدارید کہ او بدین دست عطائے بسیار بسائلان دادہ بود لاجرم در حمایت خیر و کرم بسلامت ماندہ است ہرگاہ دست کافرے بت پرست بواسطہ عطا از خلل ریختن سالم می ماند چہ عجب کہ تن مومن خدائے پرست بوسیلہ سخا و احسان با خلق خدائے از آفت سوختن آتش دوزخ ایمن گردد چہ حصول دولت دو جہان تمہید قواعد خیر و احسان باز بستہ است **بیت**

دولتیان رخ ز جہان تافتند	دولت باقی ز کرم یافتند

دارا از حکیمے پرسید کہ پیرایہ سلطنت چیست گفت در عزت زیستن گفت عزت را چگونہ نگاہ توان داشت گفت بخوار داشتن زر ہر کہ زر در نظر او خوار است ہمہ کس او را عزیز و مکرم دارند و ہر کہ زر را عزیز و مکرم دارد ہمگنان او را خوار و بیمقدار شمارند **قطعہ**

مال از بہر آن بکار آید	تا ز بہر تنت سپر گردد
ہر کہ تن را فدائے مال کند	مال و تن عرضہ خطر گردد
ہر کسے کہ خوار دارد زر	ہر زمانے عزیز تر گردد

یعنی محل ۱۲

والحمد للہ کہ آئین سخاوت و مروت و قوانین احسان و فتوت جوانمردی ۱۲ حضرت شاہزادہ عالم مظہر انوار لطف و کرم مہر سپہر سلطنت و جہانبانی شاہ بارگاہ ابہت بزرگی ۱۲ و گیتی ستانی دارائے جہان آرائے عالم و بندہ کشور کشائے **قطعہ**

معین الملک والدوله ابوالمحسن که جود او	چو ابر نوبهاری عالمے را تازه میسازد
ز انعام وعطا ومرحمت نزدیک آن آمد	که رسم احتیاج از عرصهٔ عالم بر اندازد

نامهٔ جود حاتم طے کرده و دفتر سخاوت معن بن زائده را رقم محو بر کشیده. **قطعه**

کیخسرو زمان و فریدون روزگار	هم شهریار عادلی و هم پادشاه جود
عدالت نظام عالم و حلمت قوام ملک	جودت پناه سائل و دستت پناه جود

حق سبحانه وتعالیٰ منشور احسان شامل او را بتوقیع ذٰلک وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ موشح دارا و ولشان انعام کاملش لطفِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ موقع و مزین گردانا د

باب بلیست و دوم در تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت ست چه در حدیث آمده است که مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی هر که فروتنی نماید برائے خدا اخداے او را بدارد و درجه او را بلند گرداند **بیت**

تواضع ترا ارجمندی دہد	زرد وے شرف سربلندی دہد

نصیر بن احمد از ملوک سامانیه پسر خود را وصیت کرد که اے فرزند دلبند اگر میخواهی که مملکتے که ما بمشقت بسیار بدست آورده ایم وسالها که عمر عزیز در تمهید قواعد آن صرف کرده سالها با تو بماند بر خزینه اعتماد مکن که مال در معرض زوال ست و بر لشکر دل منه که مرد سپاهی منقلب الاحوال ست تکیه در دوام ملک و قیام حکم بر کرم نمائے و در تواضع فزائے که تواضع و کرم دو دام اند مر دلهائے مردمان را و هر که صید آن دو دام شد

له مددگار ملک و دولت ہے جن کے سبب سے قیام ہوا ہے ور حالانکہ وہ محسن ہے پس اس کے لئے اجر انکا ہی ان کے رب کے پاس ہے اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو جو کوئی فروتنی کرے اللہ کے واسطے مرتبہ اسکا بڑھتا ہے خدا

ہرگز رفے رہائی ندارد وگویا اشارت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم درین عبارت که سیّد القوم خادمہم[1] بدین معنی ست که ہرگاه کسے را بخدمت تواضع نمودی دل او صید تو گشت و در دام محبت تو مقید شد پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی و او صید تو و تو صیاد وشی

نظم

تواضع میدہد از روشنائی	بسے بیگانگان را آشنائی
تواضع ہر کہ دارد سرفرازست	بروے اودر اقبال بازست

تواضع آنست که کسے مقدار خود را از مقدار دیگرے کمتر بیند پس عزت و حرمت خود بر طرف نہادہ دیگران را عزیز و محترم سازد و از ین معنی کسے اجتناب می نماید که شرف ذات و علو قدر را در معرض اشتباه ماند باشد اما آنکه فی نفس الامر بزرگ قدر و عالی مرتبه است او از تواضع نترسد زیرا که تواضع از بزرگی و جلالت او[2] ہیچ کم نه کند بلکه نہایت[3] وشوکت او نزدیک خالق و خلائق بے افزاید

بیت

تواضع زگردن فرازان نکوست	گدا گر تواضع کند خوے اوست

و از ینجا معلوم میشود که کبر از خصائص ناقصان و ساقطان ست و غرض ایشان از ان پوشیدن نقصان خویش است اما بحقیقت قبائح خود را ظاهر میگردانند چه کبر آدمی را خوار و بے مقدار سازد

نظم

تا توانے بگرد کبر مگرد	متکبر برے ز کبر نخورد
گر تو بے کبر و بے ریا باشی	خاص درگاه کبریا[4] باشی

و تواضع از ہمه کس زیبا ہمی باید و از اہل دولت زیباتر زیرا که پیرایه بزرگی تواضع ست

ـــــــــــ

[1] سردار قوم کا خادم ان کا ہے ۱۲ [2] افتادگان ۱۲

[3] بلندی ۱۲ [4] بندگی ۱۲

آوردہ اند کہ ابن سماک بمجلس ہارون رشید آمد خلیفہ از برائے او برخاست و تعظیم کرد
ابن سماک گفت اے خلیفہ تواضع تو در پادشاہی بزرگتر ست از پادشاہی تو خلیفہ گفت سخنے
نیکو گفتی زیادت کن گفت ہر کہ حق تعالی او را مال و جمال و بزرگی دہد او از مال با بندگان
خدا مواسا و احسان کند و در جمال خود پارسائی ورزد و در بزرگی خود تواضع نماید حق تعالی
(غمخواری ہوا)
او را از مخلصان خود گرداند ہارون رشید ابن سخنان را پسندیدہ دوات و قلم طلبید و بدست
خود این سخنان را بنوشت و این نوشتن نیز علامت تواضع خلیفہ بود **مثنوی**

زبرکان آزمودہ اند بسے	بر تواضع زیان نہ کرد کسے
از تواضع بلند گردد نام	وز تواضع رسیدہ اند بکام
متواضع بزرگوار بود	مظہر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام دربارۂ اشراف انام (خلق) چون سادات عظام و علمائے اعلام و مشائخ
کرام اعتبارے تمام دارد و موجب ارتفاع لوائے دولت متواضع باشد. امام محمد حسن
شیبانی (ع) نزدیک رشید آمد رشید او را التعظیم بسیار کرد چنانچہ بہ پائے خاست واو را
بجائے خود بنشاند و چون برخاست چند قدم برسم مشایعت باوے برفت یکے از
(پیچھے چلنا)
جملہ خواص او گفت کہ با چنین تواضع کہ خلیفہ نمود مہابت خلافت نمی ماند رشید
جواب داد کہ آن مہابتے کہ بتواضع زائل شود نابودن آن اولی تر و قدرے کہ با احترام بزرگان
بکاہد کاستہ و محو شدہ بہتر **بیت**

قدرے کہ بتعظیم کسان کاستہ گردد	مردے بچنان قدر کے آراستہ گردد

آوردہ اند کہ اسمٰعیل سامانی پادشاہ خراسان و سلطانے لبس باسامان بود روزے

عالمے بسبب تزدنے آمد سلطان او را تعظیم بسیار نمود و چون میرفت ہفت گام از عقب

وے برفت شبانہ حضرت رسالت پناہ را صلے اللہ علیہ وسلم در واقعہ دید کہ باو میگوید کہ

اے اسمٰعیل چون تو یکے از علمائے امت مرا عزیز داشتی من از حضرت حق سبحانہ درخواستم تا ترا (یعنے در خواب دید ۱۲)

ہر دو جہان عزیز دارد و تو ہفت قدم در عقب وے رفتی دعا کردم تا ہفت تن از نسل

تو پادشاہی کنند و ہر دو دعا در بارۂ تو مستجاب شد و یکے از علامات تواضع میل کردن ست بصحبت

صلحا و علمائے دین و درویشان صاحب یقین نہ جماعتے کہ خود را بصورت علمائے

ربانی و مشائخ حقانی بخلق نمایند و بطمع حطام فانی سخنان حق را بزیور خوشامد

بیارایند بلکہ بصحبت کسے باید رفت کہ کارہ از صحبت مردم باشد و بکسے اعتماد

باید کرد کہ نخواہد کہ کسے او را اعتقاد کند آوردہ اند کہ چون عبد اللہ طاہر بحکومت (کراہت کرنے والا ۱۲)

خراسان آمدہ در نیشاپور نزول فرمود اعیان و اشراف بسلام وے آمدند بعد از

یک ہفتہ پرسید کہ ہیچکس ماندہ است درین شہر کہ بسلام ما نیامدہ باشد و حاران پرسیدہ

گفتند ہر کہ درین شہر اسمے و رسمے داشت شمار پرسید و بمجلس شمار رسیدہ الا دو درویش کہ

ہر یک از ایشان در گوشہ نشستہ اند و دیدہ از مشاہدہ این و آن بر بستہ و از غوغائے (اختر ۱۲)

خلق باز رستہ اند و بذکر حق پیوستہ

مثنوی

معتکفان حرم کبریا (اعتکاف کرنے والے ۱۲)	نشستہ بزول صورت کبر و ریا
دیدہ نہ و کوان و مکان در نظر	پال نہ و ہر دو جہان زیر پر
ملک نہ و نوبت شاہی زدہ	تخت در ایوان الٰہی زدہ

عبد اللہ پرسید کہ این دو تن کیانند گفتند احمد حرب و محمد اسلم طوسی کہ علمائے

لہ بالضم اسم مرد ال در گذاوی ۱۲

ربانی آمده و بدرگاه سلاطین و امرا التجا نمی نماید گفت اگر ایشان بسلام ما نیایند ما
بسلام ایشان رویم پس سوار شد و نزدیک احمد حرب رفت یکے دویده رسید و
گفت که اینک عبد اللہ طاہر می آید احمد را مجال فرار نشد عبد اللہ پیادہ شد و بخانه
او درون رفت احمد بہ پائے خاست و مدتے سر در پیش افگنده بایستاد و عبد اللہ نیز
بر پائے ایستادہ بود بعدہ احمد سر بر آوردہ در وے نگریست و گفت اے پسر طاہر شنیده
بودم کہ مردم نکو روے و خوش منظرے و حالیکہ من مینگرم از ان خوبترے کہ می گفتند اکنون
این روے نیکو را بنافرمانی خدا زشت مگردان و چنین رخسارہ را ہیمۂ آتش دوزخ مساز
این بگفت و روے بقبلہ آورده بنماز در پیوست عبد اللہ گریان گریان از خانہ او بیرون
آمد و نزدیک محمد اسلم رفت محمد او را بار نداد ہر چند کہ جہد کرد سود نداشت گفتند صبر
باید کہ دتا روز آدینہ کہ وے کہ از خانہ بیرون می آید و بنماز میرود شاید کہ ملاقات واقع
شود عبد اللہ برفت و چون روز آدینہ رسید بیامد و بہ سر کوچہ کہ نزدیک خانہ او بود با یستاد
شیخ بنمازہ بیرون آمد و میخواست کہ بمسجد برود دید کہ سواران بر سر راہ ایستادہ اند ہمانجا
کہ توقف نمود عبد اللہ از مرکب فرود آمد و پیش محمد اسلم آمد و سلام کرد محمد اسلم
پرسید کہ چہ کسے و چہ کار داری گفت عبد اللہ طاہرم و بزیارت تو آمدہ ام شیخ گفت
حاشا ترا با من چہ کار و مرا بہ تو چہ گفتار پس روے بہ لوا آوردو و رو نگاہ نکرد عبد اللہ
پیش آمد و روزے بہ خاک قدم او نہاد و مناجات کرد کہ الٰہی این مرد برائے ارضائے تو
مرا کہ بندہ ہام دشمن می دارد و من بہ رضائے تو او را کہ بندہ نیک ست دوست میدارم
بحرمت آن دشمنی و این دوستی کہ برائے تست این بد را کار آن نیک کنی با تفے

آواز داد که سر بردار که گناه نه او رکار طاعت او کردم **نظم**

اگرچه ما بدان روزگاریم	ولیکن نیکوان را دوست داریم
چه باشد گر بدان را در قیامت	به نیکان بخشد از راه کرامت

آورده اند که یکے از ملوک بدیدن درویشے رفت آن درویش فی الحال سجده بجائے آورد وزیر شاه پرسید که این چه سجده بود گفت سجدهٔ شکر دیگر باره پرسید که برائے چه شکر کردی گفت خدائے را سپاس کردم برائے آنکه سلطان را نزد من آورد و مرا پیش سلطان نبرد که آمدن شاهان نزد درویشان عبادت است و رفتن درویشان بدرگاه شاهان معصیت پس چون سلطان را طاعتے حاصل شد و معصیتے از من صادر نه گشت محل شکر گذاری و سپاس داری باشد **مثنوی**

اگر دم زند درویش پر سپهر زنے	ز رفعت قدم فوق کرسی زنے
کسے کاستعانت بدرویش برد	اگر بر فریدون زد از پیش برد

باب بیست و سوم در امانت و دیانت

علمائے دین و عرفائے صاحب یقین چنین گفته اند که امانت رکنے اعظم است از خصال حمیده و دیانت اصلی محکم از اخلاق پسندیده بنیاد ایمان بامانت تمام گردد چنانکه فرموده اند لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ[1] قاعده شرع بحفظ قواعد دیانت نظام پذیرد **مثنوی**

شرع که بنیاد صیانت[2] نهاد	قاعدهٔ دین بدیانت نهاد

[1] شناشند گمان ۱۲ [2] حفاظت ۱۲ نہیں ہے ایمان جس کو امانت نہیں ۱۲

در دولت ار میل دیانت بود	از شر دوزخ امانت بود

بہر کردارے وگفتارے کہ دران نگرمی و دو رہبر وید تی وشنید نی اطراف آن را تامل کنی حدے بامانت دارد وحدے بخیانت چون کسے وزان امانت لگاہ ندارد خیانت کردہ باشد وہر مو خدائے بہ بندہ دادہ املنے ست کہ در آن خیانت روا نیست مثلاً دیدہ امانتے ست کہ بدان در آثار قدرت نگرند وگوش املنے کہ بدان سخن حق استماع کنند وزبان امانتے کہ بدان ہو کرخدا گویند ودست امانتے کہ بدان نفع بخلق خدا رسانند وعلی ہذا چون کسے دیدہ بنظر حرام بکشاید وگوش بہ استماع اقوال ناشائستہ نہد وبزبان بہتان ودروغ گوید ودست بآزار مسلمانان بکشاید ہر آئینہ در امانات الٰہی خیانت کردہ باشد ونہی ربانی کہ فرمودہ یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ می نہ شنودہ باشد

مثنوی

اے شدہ نہ ایمان وامانت بری	وین تو فارغ زدیانت گری
نزس ندای کہ فناہیت ہست	شرم نداری کہ خدائیت ہست

وسلاطین را بعد از محافظت این امانتہا حفظ امانت دیگر لازم ست یعنی ملاخطہ حال رعایا کہ ودائع حضرت خالق البرایا اند اگر در محافظت ایشان تقصیرے رود وقصورے بارکان امانت راہ یابد حکما گفتہ اند کہ اگر پادشاہے عالمے ظالم را بعمل نہر نشد ومہم رعیت بجباری وستمگاری حوالہ کنند این ہم علامت خیانت ست در حق رعیت چہ ستمگارہ را بر ضعفا وعجزہ مستولی ساختن چنان باشد کہ گویا شبانے گوسپندان بگرگ سپردہ

نظم

بنا برین ۱۲ ؛ نالائق ۱۲ ؛ امانتیں ۱۲ ؛ پیدا کنندہ مخلوقات ۱۲ ؛ جمع عاجز ۱۲ ؛ جو پائے ۱۲

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور ۱۲ ؛ علیہ السلام

ستمگاره گرگیست بادار وگیر	رعیت همه گوسپندے حقیر
چو بسپردی این گوسپندان بگرگ	فتادند اندر بلائے بزرگ

و دیگر ملاحظهٔ دیانت لازم ست و دیانت محافظت امانتے ست که میان بنده و خدا باشد و کسے بر آن اطلاع نیابد مگر بعد از اظهار آن و صیانت قانون دیانت موجب سعادت هر دو سرائے بلکه سبب حصول رضائے خدا است **بیت**

ز دیانت کوش تا دنیا و دین گیرد فروغ	بے دیانت را نه دنیا بمراد ست و نه دین

و همیشه مردم متدین بکرم و معزز باشند و نزد همه کس عزیز و محترم آورده اند که در اول زمان نوشیروان که هنوز رایت عدالت نیفراخته بود و از اشتغال بعیش و عشرت بکار رعیت نپرداخته در همسائگی او مردے بود بکرم مشهور و برعایت مهمانان و مراعات ایشان موصوف و مذکور **بیت**

باحسانش فقیران شاد گشته	ز بند احتیاج آزاد گشته

پیوسته خوان انعام بگسترد ے و خاص و عام را مهمانی آوردی چون آوازهٔ او بمردمی بر آمد
جمع فوه و دهانها ۱۲
و صیت جوانمردی او در افواه و السنه افتاد نوشیروان بجهت امتحان لباس بازرگانان
جمع لسان زبانها ۱۲
پوشیده بخانهٔ او رفت و میزبان او را نشناخته چنانچه عادت او بود طریق تکلف نگاه داشته و از دقائق مروت و لوازم ضیافت هیچ نکته فرو نگذاشت و او را نیز صفه آورده که پنجرهٔ آن در باغ انگوری بود و انگورهای لطیف بر ناکهار رسیده
بر آمده ۱۲
می نمود آنجا صحبت داشتند و میزبان چندان تکلف کرد که نوشیروان متعجب شد و در آخر مجلس گفت اے خواجه من مردے بازرگانم و بآوازهٔ فتوت و جوانمردی

تو نزا تصدیع دادم انچه درباره تو از کرم و احسان شنیده بودم **مصرع** چون بدیدم
بزار چندانی ۰ اکنون میبردم بر من حکمے فرمائے که برائے تو چه تحفه فرستم و چه هدیه ترتیب
نمایم میزبان گفت اے خواجه مرا به دولت تو همه اسباب میاسست چون پردهٔ وحشت
از میان برخاست و رسم تکلّف برطرف شد مرا میل انگور تازه است اگر شمارا
بباید برندیا برائے شما برسم تبرک بیارند نذرے برائے من لفرستید نوشیروان
گفت در باغ تو انگور بسیار دیدم چرا ازان نمی خوری گفت اے خواجه پادشاه ما
مردے ظالم غافل ست که پروائے رعیّت ندارد انگورهائے مردم رسیده وهنوز کسے
تعیین نکرده تا حزر گیرند و این مردم بے ملاحظه حزر انگور نمیخورند و من محرومم جهت
آنکه حق او درین باغ هست وهنوز حزر نکرده اند اگر انگور بخورم خیانت کرده باشم
و در مذهب من خیانت و بے دیانتی حرام ست چون غوره پاره آید در باغ ببندم
دم گنم و نگذارم که هیچ آفریده در آنجا رود تا وقتیکه پادشاه عشر خود را بگیرد انگه من
دست بانگور کنم نوشیروان که این حکایت شنید بگریست و گفت که آن پادشاه ظالم
و غافل منم و بسبب دیانت تو از خواب غفلت بیدار شدم بعد ازان طریق عادل
پیش گرفت و آن مرد را مقدم تاک ساخت **قطعه**

از دیانت کارے یابد نظام	وز امانت مرد کامل می شود
بے تکلف از تدیّن خلق را	دولتِ دارین حاصل می شود

در اخبار آمده که پسر امیر بلخ روزے بتماشا بیرون آمده بود گذرش بر دیوار بستی
افتاد نگاه کرد پیرے دید زنارے بر میان بسته و بیلے در دست گرفته درخت می نشاند

امیرزاده گفت اے پیر درختے کہ از میوہ آن نخواہی خورد چرا می نشانی پیر گفت دیگران کاشتند ما میخوریم ما نیز مے کاریم تا دیگران بخورند و شاید کہ ما نیز بخوریم امیرزادہ جوانی نورسیدہ و مغرور بود بطلاق سوگند خورد کہ تو از میوہ این باغ نخواہی خورد این بگفت و بگذشت پیر پرسید کہ این چہ کس بود گفتند پسر امیر بلخ بعد از مدتے امیر زادہ تماشا سوار شدہ با کوکبۂ خود میراند بباغے رسید بغایت دلکشا و روضۂ دید بسیار خوش ہوا باغ ۱۲

نظم

درختانش ہمہ بالا کشیدہ	بر ایشان میوہ ہائے خوش رسیدہ
ز بالائے درختان سرافراز	نوا خوان گشتہ مرغان خوش آواز

امیرزادہ را آن باغ بسیار خوش آمد عنان باز کشید و از مرکب پیادہ شد و در باغ در آمد پیرے دید زنار بند کہ در آن باغ می گشت چون امیرزادہ را دید بشناخت و امیرزادہ نیز او را شناخت پیر طبقے از میوہ ہائے چیدہ و لطیف پیش آورد امیرزادہ آغاز خوردن کرد در اثنائے میوہ خوردن تی رے بدست پیر داد کہ تو ہم بخور دہا ما اتفاق نمائے پیر آن میوہ را بیکے از ملازمان او کہ ایستادہ بود داد و گفت مرا ازین میوہ نشاید خوردن امیرزادہ پرسید کہ چرا گفت بجہت آنکہ دران وقت کہ من این درختان را می نشاندم پسر امیر بلخ بدینجا رسید و مرا در نشاندن درخت سرزنش کرد کہ عمرے گذراندہ و بلب گور رسیدہ چہ امل دور و دراز داری کہ درین سن درخت میکاری کہ بعد از چند سال دیگر را میوہ آن خواہد رسید من سخن او را جواب گفتم و او بطلاق سوگند خورد کہ از میوہ اینباغ نخوری من از حرمت آنکہ شاید او زندہ و کدخدا

باشد میوهٔ این باغ نمیخورم تا طلاق واقع نشود من از عهدهٔ دیانت بیرون آمده باشم جوان گفت اے پیر آن امیر زاده منم و آن سوگند من خورده بودم از بهر این دیانت که ورزیدی وزارت خود را بتو تفویض کردم و در هیچ مهم بے مشاورت تو شروع نخواهم نمود پیر زمانے سر در پیش افگنده تاملے کرد پس از ان سر بر آورد و گفت قبول کردم اما پادشاه مسلمان و وزیر گبر روا نباشد پس زنار ببرید و کلمهٔ شهادت بر زبان راند و ببرکت دیانت بدولت اسلام رسید مرتبه عالی و منصب بزرگ یافت **بیت**

گر علو قدر خواهی از دیانت رخ متاب ❊ با تو گفتم گفتنے والله اعلم بالصواب

باب بست وچهارم در وفا بعهد

وفا کار جوانمردان صاحب کمال ست و حسن عهد از خصال بزرگان ستوده حال رخسارهٔ هر عهدے که آرائش از خال وفا یابد مرغ دل هیچکس گردن از رشته دام محبت او بر نتابد حق سبحانه فرمود که یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود[1] یعنی اے مومنان وفا کنید بعهد ها که بایکدیگر می بندید و جائے دیگر میگوید قوله تعالی و اَوْفُوا بِعَهْدِی اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ[2] یعنی وفا کنید بعهدے که با من بندید تا وفا کنم بعهد شما یعنی جزائے خیر در عوض آن بشما دهم و در حدیث آمده که لا دین لمن لا عهد له[3] کمال دین داری نیست کسی را که رعایت عهد خود نکند **بیت**

نیست بر مردم صاحب نظر ❊ خدمتے از عهد پسندیده تر

روزے حضرت اسماعیل علی نبینا و علیه السلام با دوستی همراه افتاده بایکدیگر می آمدند آن

---

[1] اے مومنو پورا کرو عہدوں کو ۱۲ [2] اور پورے کرو میرے عہد۔ پورے کرونگا میں تمہارے عہد ۱۲ [3] نہیں ہے دین جسکو کہ عہد نہیں ہے ۱۲

دوست چون بدر خانہ خود رسید اسماعیل را گفت من ہمراہی ترا دوست میدارم وعدہ کن با من کہ درین موضع بنشینی تا من در خانہ خود درآیم و مہمے دارم آنرا بسازم و فی الحال بیرون آیم اسماعیل با او وعدہ کرد و آنجا نشست آن مرد چون بخانہ در آمد اورا مہمے کلی واقع شدہ واز وعدہ خود و اسمٰعیل فراموش کردہ بیچارہ کار خود مشغول شدہ و خانہ اوراہی دیگر ہم داشت از انجا بیرون رفت بعد از سہ روز بدان جا رسید اسمٰعیل را دید بر در خانہ نشستہ گفت اے شمر شجرہ خلعت (یعنی بر آمد کام ۱۲) واے بہر پدر ملت اینجا چہ نشستہ گفت از ان وقت کہ مرا بوعدۂ اینجا نشاندہ (درستی ۱۲) نشستہ ام و دیدہ انتظار بر راہ معاودت تو نہادہ گفت چون من نیامدم تو چرا نرفتی گفت چون با تو وعدہ کردہ بودم روا نداشتم کہ خلاف کنم واگر مدتہا تو نمی آمدی من اینجا می نشستم وازین کوئے نمی رفتم لاجرم حق سبحانہ در کلام خود اورا بدین نوع صفت کردہ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ یعنی او پیغامبر راست وعدہ و درست عہد بود بیت

ز عہدہ عہد اگر برون آید مرد		ز ہرچہ گمان بری فزون آید مرد		

بعد ازانکہ وفا بالعہد خلق پسندیدہ است ہر آئینہ بعہدۂ خدا پسندیدہ تر باشد و در حکایات الصالحین آمدہ کہ خواجہ غلامے داشت پارسا و خداترس ناگاہ این خواجہ بیمار شد عہد کرد با خدا لے کہ اگر ازین بیماری خلاص شود این غلام آزاد کند حق سبحانہ اورا شفا داد و خواجہ دل در غلام بستہ بود اورا آزاد نکرد دیگر بارہ از قضائے الٰہی بیمار شد غلام را گفت برو طبیب را بیار تا مرا علاج کند غلام بیرون رفت و در آمد خواجہ گفت طبیب کو غلام گفت طبیب میگوید کہ او مخالفت من می کند دیدہ انچہ

میگوید وفائی کند من او در علاج نمیکنم خواجه متنبه شد و گفت اے غلام طبیب را بگوئے

که از مخالفت باز گشتم و از نقض عہد توبه کردم و بعد ازین **مصرع** گر سر رود و از سر پیمان

نروم و غلام گفت اے خواجه طبیب میگوید اگر تو صفت وفا پیش آری ما نیز شربت

شفا ارزانی داریم خواجه غلام را آزاد کرد و در حال شفا یافت **بیت**

(تو ڑنا — interlinear note above نقض)

اگر بعہد محبت وفا کنی با حق	زروے لطف وکرامت وفا کند باتو

آورده اند که پادشاہے را مہمے صعب پیش آمد با خود عہد کرد که اگر خدا مہم مرا بدنخواه

من بسیازد ہر نقدیکه در خزانه دارم بر فقرا و مساکین قسمت نمایم حق سبحانه مہم او را

بزودی و خوبی کفایت کرد پادشاه خواست که بعہد خود وفا کند خازن را طلبید و فرمود

تا نقود خزانه را حساب کند بعد از حساب مبلغے کلّی بر آمد امرا و ارکان دولت

گفتند اے ملک این مقدار مال بدرویشان نشاید داد که لشکر بے برگ و نوا

مانند. پادشاه گفت که من عہده کرده ام که این نقود را باہل استحقاق رسانم ارکان

دولت گفتند. که علما نیز برینند که ملازمان ملوک بحکم والعاملین علیہا از جمله اہل

استحقاق اند ملک درین قضیه متحیر شده در غرفه نشسته بود که ناگاه دیوانه در گذر

آمد فرمود که آن دیوانه را طلبید تا درین باب با او مشاورت کنیم دیوانه را آوردند

ملک گفت اے دیوانه من عہدے و شرطے با خدا بسته بودم که چون مہم

مرا بسازد ہر نقدے که دارم در راه او تصدق کنم این زمان مہم کفایت شده مال

و نقد بسیار است امرا باتفاق آن راضی نمیشوند و علما سپاہیان را استحقاق ثابت

(خرچ — interlinear note)

میکنند تو چه میگوئی دیوانه گفت اے ملک دران وقت که این عہد کرده بودی که

مال بدرویشان دہم سپاہیان را در خاطر گذرانده بودی گفت نہ ہمین گدایان و محتاجان را بخاطر گذرانیده بودم گفت پس بدیہا ده که در خاطر گذرانیده یکے از امرا گفت اے دیوانہ مال بیحد ست و سپاہی بے برگ نوا دیوانہ روے ازان کس برتافت و گفت اے ملک تو دیگر بآن کس که نذر و عہد با او کرده کار داری یا نے اگر دیگر بار با او کار خواہد بود بعہد خود وفا کن واگر با او کار نداری و محتاج او نخواہی شد ہرچه خواہی بکن پادشاه بگریست و فرمود که ہمه اموال را بر فقرا و مساکین قسمت کنند **نظم**

ہیچ محتاج خواہی شد آخر بدو	متاب از وفاداری خویش رو
کسانے که فرمان روا گشته اند	مکرم ز حسن وفا گشته اند
وفاداری آئین شاہنشہی ست	رم عہد خوردن ز کار آگہی ست

و حسن عہد از ہیچکس چنان خوب نمی نماید که از سلاطین زیرا که سخن ایشان بمسامع ہمه کس میرسد و احوال ایشان در ہمه مجامع گفته میشود و مجموع خلق بر عہد و پیمان ایشان اطلاع می یابند و چون عہد خود را بپایان نرسانند دوست و دشمن را بر ایشان اعتماد نماند و در وصایاے ہوشنگ بن سیامک مذکور ست که اے فرزند از نقض عہد و خلاف وعده اجتناب کن که شامت آن زود تر میرسد **بیت**

گوشہا ۱۲ — جماعت ۱۲

دوست وفا دار کم عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

و ملوک را خود از عہده عہد سلطنت بیرون آمدن از جملۂ لوازم ست آورده اند که افراسیاب در تعرف احوال ظالم و تفحص حالات مظلوم مبالغه بسیار میکرد و رنج بیحد می کشید روزے جمعے از ندما گفتند که درین باب مبالغه بسیار می نمائی +

خوب خفتن و دشوار یافتن ۱۲ — تلاش ۱۲ — جمع ندیم ہمنشان ۱۲

وازخرمی و تماشا بازمی ماند گفت وعده خود را خلاف نمی توانم کرد گفتند ما از تو هیچ وعده نشنودیم گفت پادشاهی درعهد ذات خود وعده الیست و ذمه پادشاه لازم است که بدین وعده وفا کند و وفا آنست که داد مظلوم از ظالم بستاند وهرکه بدین طریقه نرود خلاف وعده کرده باشد **مصرع** خلاف وعده نیاید زاهل دین و دیانت پادشاهی از حکیمی پرسید که مرد را کدام صفت عزیز می گرداند گفت بوعده وفا کردن دیگر از فضائل حسن عهد آنست که بقاے جهان بدان باز بسته است زیرا که مدار عالم بر سلطنت ست و مدار سلطنت بر لشکر و ملوک عالم خزائن خود را بر حشم و لشکر بدان امید صرف میکنند که بهنگام خرد ج دشمن وفا نمایند اگر رسم وفا بر افتد بر هیچکس از سپاهیان اعتماد نماند و ارکان ملک خلل پذیره شود دیگر در سود او معامله و زراعات و تجارات بے عقود و عهود واقع ست که اگر بوفا نرسد نسق و ترتیب نظام جهان محو و نابود گردد پس از طریق وفا روے بر نباید تافت و بصحبت وفاداران باید شتافت **مثنوی**

میل بکسے کن که وفا یئت کند	جانِ هدف تیر بلا یئت کند
بهرچنین دوست که جانی بود	دوستی جان زگرانی بود
جان که از و به بجهان یار نیست	هیچ نیز زد چو وفادار نیست
یار توان یافت بگیتی بسے	لیک وفادار نیابی کسے
صحبت آن کن که بصدق و صفاست	دامن او گیر که اهل وفاست

در تاریخ ولایت خراسان مذکورست که در آن وقت که یعقوب لیث به نیشاپور

رسید محمد طاہر حاکم نیشاپور بود با و یاغی شد و او آن شہر را محاصرہ کرد ارکان دولت محمد طاہر
ہمہ بہ پنہانی کتابتہا بہ یعقوب فرستادند و در اظہار خلوص و وفاداری مبالغہا نمودند
مگر ابراہیم حاجت کہ او ہیچ کتابتے نکرد و کسے نفرستاد چون یعقوب نیشاپور را بگرفت
و رعایا و حشم را در ضبط ایالت خود در آورد ابراہیم حاجب را طلبید و گفت چگونہ بود
کہ ہمہ یاران تو بما کتابتہا فرستادند و تو با ایشان موافقت نکردی ابراہیم گفت
اے ملک مرا با تو سابقہ معرفتے نبود کہ تجدید آن عہد کردمے و از محمد طاہر نیز شکایتے
نداشتم کہ طریق مخالفت او سپردمے و از خود رخصت آن نیافتم کہ حق انعام و پرورش
او را بہ شکستن عہد و پیمان بر طرف نہادمے **فرد**

من آنم کہ سر از خط وفا بر ندارم	گرچہ سازند جدا چون قلمم بند ز بند

یعقوب گفت تو لائق آنی کہ ترا تربیت کنند و مستحق آنکہ مہم ترا تمشیت دہند **بیت**

آفرین باد بر وفاداران	نفرین باد بر جفا کاران

پس او را از جملہ آن مردمان بقبول و اقبال اختصاص داد و آنہا را کہ بنفاق جانب ولی خود را
فرو گذاشتہ بودند بانواع عقوبات و تعذیبات در عرصہ تلف کرد **قطعہ**

کسے کہ حق نشناسد از و امید مبر زحسن عہد بعالم اگر علم گردے	کسے کہ بنیت و فا لیش بد و مکن پیوند لوائے رفعت او یگانہ روز چرخ بلند

باب بیست و پنجم در صدق

صدق و راستگوئی و راستکاری سبب ایمنی و رستگاریست **قطعہ**

آستان رستہ اند روز شمار	جہد کن تا از آن شمار شوی

اندرین رشته راستکاری کن	تا درآن رشته رستگار شوی

بزرگان گفته اند که عرصۂ سخن ازان فراخ‌تر ست که گوینده را پاے بیان در سنگ خلاف آید و تا گل صدق در چمن سخن بر بر خورداری مید هد نفس ناطقه را دست خار دروغ برلستن نشاید **قطعه**

زبان پاک را حیف ست بسیار	که از لوث دروغ آلوده سازی
اگر پا بر نداری از رہ صدق	سر از گردون گردان بر فرازی

یکے از بزرگان دین فرموده که اگر به تقدیرے که دروغ گفتن خوف عقاب[عذاب ۱۲] و در راستی امید ثواب نبودے بایستے که عاقل از دروغ احتراز نمودی و بجانب راستی میل کردی ازانکه دروغ مرد را خوار و بے اعتبار و بیمقدار گرداند **بیت**

از کجی افتی بکم و کاستی	از همه غم رستی اگر راستی

آورده اند که مستر شد[نام ۱۲] خلیفه در وصیت نامۂ پسر خود نوشته بود که اگر خواهی که مردم از تو بترسند دروغ مگوے که مرد دروغگوے بے مهابت بود اگرچه هزار شمشیر برائے محافظت او گرد او باشد یعنی اگر هزار تیغ برہنه در کوکبۂ[عیب ۱۲] دولت کسے می برند و شمشیر زبانش جوہر صدق نداشته باشد در نظر مردم هیچ شکوہے نیارد **مثنوی**

تو در کار خود راستی بر بکار	که هم رسته گردی و هم رستگار
بود گرچه مردم بسے کج خرام	بآخر شود راستان را غلام
اگرچند[هرچند ۱۲] باشد کمان سخت گیر	بآخر تواضع کند پیش تیر

آورده اند که حجاج ظالم جمعے را سیاست میکرد چون نوبت به یکے از ایشان +

ربیه گفت ای امیر مرا مکش که به تو حقی ثابت کرده ام گفت ترا بر من چه حق ست گفت

فلان دشمن تو نزد او غیبت میکرد و به نسبت تو سخنان فحش میگفت من او را منع کردم واز

غیبت وعیب گوئی ۱۲
دشنام تو باز داشتم حجاج گفت برین معنی گواهی داری گفت دارم و به اسیری دیگر

اشارت کرد که او در آن مجمع بود آن کس گفت آری راست میگوید و من شنودم که

او آن کس را از نشنت و غیبت تو منع میکرد حجاج گفت تو چرا با او مشارکت نکردی

وموافقت ننمودی در منع دشمن من گفت من ترا دشمن میداشتم بر من لازم نبود که طرف

تو رعایت کردمے حجاج فرمود تا هر دو را آزاد کردند یکی را بسبب حق وے دیگری را بجهت

له
صدق وے واین مثل درمیان مردم پیدا شد که اِنْ کَانَ الْکِذْبُ یُنْجِیْ فَالصِّدْقُ اَنْجیٰ

اگر دروغ کسے را میرهاند راست رهاننده تر ست **نظم**

راستی آنجا که علم بر زند	یاری حق دست بهم بر زند
راستی خویش نهان کس نکرد	بر سخن راست زیان کس نکرد
راستی آور که شوی رستگار	راستی از تو ظفر از کردگار
چون بسخن راستی آری بجاے	نام گفتار تو باشد خداے

وچنانچه کذب آبرو را می برد مزاح وهزل وطیبت ولهو ولعب نیز مسقط عزت ست

خوش طبعی ۱۲ تمسخر ۱۲ کھیل کود ۱۲ آبرو ۱۲
خصوصًا از ارباب اختیار که بمزاح کردن ملازمان ایشان دلیر میشوند واو را وقعی در دل

ایشان نمی ماند و بکین که چون باکسے مزاح کنند کینه در دل گیرد و بمرور زمان درصدد

ممکن ۱۲ گزرنا ۱۲ رہے ۱۲
انتقام آید واز آن صورت فتنه ها زاید و در روشنائی نامه مذکور ست **نظم**

مکن فحش ودروغ وهزل پیشه	مزن بر پاے خود زنهار تیشه

له اگر جھوٹ نجات دینے والا ہے تو سچ زیادہ نجات دینے والا ہے ۱۲

که اگر شاہے برد بنزل آبرویت	وگر ماہی کند چون خاک کویت

دیگر غیبت کردن از ذوی الاقتدار مناسب نمی نماید چه ایشان را قدرت آنست که بمواجهه هر که خواهند و هرچه خواهند بگویند پس خود را در حساب اہل غیبت نباید داشت و ملازمان را ہم از غیبت دیگران منع باید کردن که شامت غیبت بسیار مضرت آن در دنیا و آخرت بیشمار است

نظم

غیبت کس تا بتوانی مگوے	زانکه زغیبت برود آبروے
گوش منه بر لب غیبت گران	تا تو اہم انباز نباشی وران

باب بیست و ششم در انجاح حاجات

ہر که خواہد که حاجتہاے او بنزد خداے تعالی روا شود باید که بقدر آنچه تواند حاجات خلق برآرد و در حدیث آمده حق سبحانه تعالے یاری میدہد بنده خود را مادام که یاری میدہد بندگان او را **بیت**

اگر توقع بخشائیش خدا داری	زروئے لطف و کرم بر شکستگان بخشائے

بر اظہار و اردست که ہر که انعام ربانی روے بوے آورد و افضال سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمال مؤنات محتاجان و اداے حقوق فرماندگان بروے لازم بود زیرا که وجوب سد فاقه اہل احتیاج بر قدر نعمت ست ہرچند نعمت اہل اختیار و اقتدار بیشتر باشد انجاح مرادات فقرا و روا کردن حاجات ضعفا بیشتر باید پس صاحب سعادتے که دولت سلطنت بدو ارزانی داشته باشد و لواۓ عظمت او را در عرصهٔ جہانداری و کامگاری برافراشته باید که مؤنت خلق را بر ذمه خود لازم و واجب داند و در حالت

قدرت فضلِ حاجت محتاجان را غنیمت شمرد و صورت مطلوب و چهرهٔ مقصود ہیچ مستحق را در نقاب تعویق و حجاب توقف روا ندارد و چون گل اقبال در باغ دولت شگفت می باید که شگوفهٔ مراد در چمن مملکت به شاخسار ابہت جلوه گر ببیند بر آوردن مرادات درماندگان را غنیمت بزرگ شمرد و روا کردن حاجات محرومان و بیچارگان را دست آویز شگرف[نادر ۱۲] شناسد **قطعه**

امید خلق روا کن بمکرمت که تو نیز	مقرر ست که با خود امیدها داری
بده مراد فقیران بلطف تا بدہد	مراد ہا که تو از حضرت خدا داری

و در حدیث آمده که شادی بدل مومنان رسانیدن برابر عمل آدمیان و پریان ست چنانچه فرموده صلی اللہ علیہ وسلم اَدْخِلُوا السُّرُوْرَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ پس شرط سلطنت آن باشد که پیوسته منتظر حاجات محتاجان بود و دل ایشان را بروا کردن حاجات شان شاد سازد تا ثوابے بدین عظمت از وے فوت نشود **اسکندر ذوالقرنین** روزے تا شب مجلس حکومت نشسته بود و ہیچکس بہ در رفع حاجتے نکرد چون وقت برخاستن بندمائے خود را گفت که من امروز از حساب عمر نه شمارم یکے از ندما گفت روزے که در صحت و فراغت گذرد و بسلامت و کرامت بشب رسد امور بہ نہج مرام و مہمات بمراد و کام فراغت خاطر میسر و محصّل باشد و خزانه معمور و سپاه مکمل اگر ملک این روز را از عمر حساب نکند پس کدام روز را در شمار عمر توان آورد گفت روزے که از پادشاه راحتے بمظلومے نرسد و حاجت محرومی روا نگردد چگونه آن روز را از عمر توان شمرد **قطعه**

ز عمر آن نفس بهیش ناید بکار	که در نفع خلق خدا بگذرد

ف[۱] مطلب اس کا یہ کہ خوشی اور سرور بہت عمدہ چیز ہے چنانچہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے جعفر علی قنوجی ۱۲

وزان زندگانی چہ حاصل بود	کہ در کار نفس و ہوا بگذرد

آوردہ اند کہ پادشاہ چین از اسکندر پرسید کہ لذّتِ سلطنت در چہ چیز یافتی گفت در سہ چیز اوّل دشمنان را منکوب و مغلوب ساختن دوم دوستان و ہوا داران را سر بہ افراختن سوم حاجت محتاجان روا کردن و نواختن ایشان را وغیرہ ازین ہر لذّتے کہ باشد ہیچ اعتبارے ندارد نظم

ہمین بس از شاہی و نمر ماند ہی	کہ از دشمنان ملک سازد تہی
دوم دوستان را بود دلنواز	رعایائے خود را شود کار ساز
سوم حاجت مرد امید وار	بر آرد نگہ دار اش شرمسار
از ایشان کسے گوئے دولت ربود	کہ در بند آسائشِ خلق بود

باب بیست و ہفتم در تأنّی و تأمّل

بحکم این خبر کہ اَلتَّاَنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ نسبت تأنّی و تأمّل فرمودن در کارہا بحضرت رحمٰن صورت و انتساب تعجیل کردن و شتاب کاری نمودن در امور بشیطان تأنّی ہمہ کارہا بیارایید و بسبب تعجیل بسے مہمات بزیان آید ہر مہمے کہ بتأمل و آہستگی دران شروع نماید غالب آنست کہ بر حسب دلخواہ سر انجام یابد و ہر کارے کہ بگرمی و سبکساری در وخوض کنند اکثر آنست کہ بمراد از پیش نرود و شاید کہ سبب وبال عقبیٰ و خجالت دنیا شود نظم

باہستگی کار عالم بر آید	کہ در کار گرمی نشاید بکار
چراغ از بگرمی نیفروختی	نہ خود را نہ پروانہ را سوختی

شکیب آورد بندگان را کلید	شکیبنده را کس پشیمان ندید

آورده‌اند که پدری پسر خود را وصیت میکرد که چنانچه تو بر رعیّت حاکمی عقل نیز بر تو حاکم است چون رعایا را بفرمان داری خود میفرمائی تو هم از فرمان عقل بیرون مرو و در هر کاری که پیش آید در آن تأمل فرمائی و با حاکم عقل مشورت نمائی خصوصاً در مهمی که از آن ضررے بنفس مردمان یا تلفے بمال ایشان میرسد نظم

بے تأمل مباش در همه حال	بگذر از طریق استعجال
هر که دارد تأنی اندر کار	بمراد دل رسد ناچار

و در وصایائے هوشنگ مذکور است که در تمشیت امور سیاسی و بر مقتضائے لیس منح
العدل لمن عجّل شتاب زدگی نباید نمود هنگام سورت خشم و حدّت غضب زمام اختیار
(سیاست والے ۱۲ — تیزی ۱۲ — مهار ۱۲)
بدست نفس نباید داد و از سر فکر نظر بر پایان کار باید انداخت مبادا که بعد از وقوع
مهم پشیمانی روے نماید و در آن حال از ندامت هیچ فایده حاصل نیاید نظم

مکن در امور سیاسی شتاب	ز راه تأنّی عنان بر متاب
که صد خون بیک دم توان ریختن	ولے کشته نتوان بر انگیختن

سبکساری هیچ تیر نیست که چون از کمان رفت باز نتوان آورد و آهستگی چون شمشیر نیست
در دست اگر خواهد کار فرماید و گرنه هیچ غدر نکشد در هیچ
وقت غفلت بر مزاج اهل حکومت غلبه نکند چنانچه از وقت
غضب لباس ملازم بودند ران زمان عنان حکم باز کشیدن
و صورت عاقبت آن مهم را در آئینهٔ فکرت دیدن

آورده اند که اردشیر بابک که از سلاطین روزگار و پادشاهان کامگار بود بفرمود
تا سه رقعه بخط نوشتند و به یکی از غلامان خاصهٔ خود سپرد و گفت که چون در مجلس حکم
نشانهٔ تغیر مزاج بر ناصیهٔ من ظاهر گردد و اثر خشم و غضب در چشم و روی من پدید
آید پیش از آنکه حکم کنم یک رقعه بر من عرضه کن و اگر بینی که آتش خشم فرو ننشست
متعاقب آن رقعهٔ دوم را بده و فرست و اگر احتیاج افتد رقعهٔ سوم را بنظر من درآر
مضمون رقعهٔ اول این بود که تامل کن و عنان ارادت در قبضهٔ نفس اماره منه که تو
مخلوقی و عاجزی و خالق تو قوی هست که ترا از عدم بوجود آورده و فحوای رقعهٔ دوم اینکه تامل
پیش آر و بزیردستان که ودیعت حضرت پروردگار اند بشتاب کاری معامله مکن و
بر ایشان که مغلوب تو اند رحم کن تا آنکه بر تو غالب است بمکافات آن بر تو رحمت
کند. و بر رقعهٔ سوم نوشته بود که درین حکم که خواهی کرد از شرع تجاوز مکن و از
انصاف در مگذر

مثنوی

توسن خود تند مساز آن چنان	کس نتوان باز کشیدن عنان
حکم چنان کن که ز روی نسق	راست بود حکم تو با حکم حق

و در **تواریخ** مسطور است که چون احمد سامانی وفات یافت پسر او نصر هشت ساله
بود ارکان دولت سامانیه او را به تخت نشاندند و خود از روی عدالت حکم میراندند
تا آن پسر بسر حد رشد [بلوغ ۱۲] رسید آغاز فرمان دهی کرد و مملکت پدر را در حیز ضبط آورد و
انواع فضائل و اصناف مناقب او را حاصل بود اما از روی حداثت سن و عدم
تجربه و غرور سلطنت زود در خشم شدی [خو بیان ۱۲] و بی تامل حکم کردی و بگناه [نیا ہونا ۱۲] اندک

عقوبت بسیار فرمودی روزے وزیر خود را پرسید در ظاہر من ہیچ عیب می بینی تا بترک
آن مشغول شوم وزیر گفت بحمد اللہ کہ ذات عالی آراستہ است بانواع معالی اے
شاہزادہ مائدہ ہر خاص و عام نہادہ و صلاے کرم و مروت در دادہ و
نعمتہاے لطیف و اناہاے ظریف مہیا شدہ اما بر سر این خوان نمک کمتر ست و
بے نمک ہیچ طعامے مزہ ندارد نصر پرسید کہ نمک این خوان چہ تواند بود وزیر گفت
نمک خوان حکومت تانی و بردباریست و آنچہ این خوان را بغارت میدہد خشم و سبکساری
بود امیر نصر گفت دانستم و مرا ہم معلوم بود کہ این عیب دارم اما چون عادت شدہ
و طبیعت برین خوئے گرفتہ چہ تدبیر ان توان کرد وزیر فرمود کہ تو در نفس خود بباید کہ بوقت
حکم متامل باشی و شتابکاری ننمائی و در خدمت تو بزرگان پاکیزہ اخلاق باشند
کہ در وقت استیلاے غضب بہ تو شفاعت توانند کرد تا این بکار بقرار باز آید امیر
بزرگانے را کہ اہلیت منادمت داشتند طلبیدہ و بشرف تقرب معزز ساخت
و فرمود کہ ہر کس را من سیاست فرمایم آن حکم را تا سہ روز در توقف دارید و سہ روز
بمن عرضہ کنید و ہر کرا بعقوبت حکم کنم از صد چوب کمتر بزنید و ندما را گفت شما
گناہگارانے را کہ مستحق عفو باشند بوجہ احسن شفاعت کنید چون امور حکومت برین
جملہ تمہید یافت مدت ہا نگذشت کہ زمانے وبدبہ عدالت و طنطنۂ ایالت او در اطراف
جہان منتشر گشت

مثنوی

تو شاہی چو شاہین مشو تیز پر عنان کش دوان اسپ اندیشہ را	بہ آہستگی کوش چون شیر نر کہ در راہ خطر ہاست این بیشہ را

بکاسے کہ غم رادہی لبستگی	شتابندگی کن بہ آہستگی

باب بیست و ہشتم در مشاورت و تدبیر

حضرت حق سبحانہ حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ و شاوِرہم فی الامر یعنی مشاورت کن با اصحاب خود در ہر کارے کہ واقع شود بزرگان گفتہ اند کہ حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم با آنکہ از ہمہ خلق داناتر بود و بوحی الٰہی استظہار کلی داشت حق تعالیٰ او را بمشاورت امر فرمودہ تا در میان امت سنتے شود بعد از وے چہ در مشاورت فوائد بسیار است یکے آنکہ کارہا را بصلاح و سداد نزدیک گرداند و دیگر آنکہ کسے کہ بے مشاورت کارے کند اگر نیکو نیاید زبان طعن برو بکشایند و اگر از مشورت آن کار را ہیچ فائدہ و نتیجہ نباشد بارے او را معذور دارند و دیگر آنکہ ذہن شخصے واحد باطراف و جوانب مہم احاطہ نمیتواند کرد چون جمعے باشند و بہ نہایہ گمارند ہر یک را چیزے بخاطر رسد و رائے کہ صواب باشد بر ہمہ ظاہر گردد پس بر اہل اختیار لازم ست کہ بر مقتضاے لَا صَوَابَ مَعَ تَرْکِ الْمَشْوَرَۃِ در ہر کارے کہ پیش آید و در مہمے کہ روئے نماید بے مشورت عقلا شروع نکنند و مشورت را در حل مشکلات حاکم عادل و ممیز حق شناسد و یقین داند کہ تدبیر چندین عقل از تدبیر یک عقل صائب نزد وے بفائدہ تر خواہد بود **مثنوی**

در مشورت را چرا بستہ	مگر مذہب عقل را جاحدی
ز ارباب حکمت چنین گفتہ اند	کہ آرایان خیر مّن الواحدی

ذ انشان — یا اے خطاب ۱۲

شہ اور مشورہ کروان سے کام میں دوستی و درستگی نہیں ٹھیک بات ساتھ مشورہ چھوڑنے کے تمیز کرنیوالا شہ و دو رائیں بہتر ہیں ایک سے ۱۲

و چون در حدوث واقعات و وقوع حادثات از مشاورت گریز نیست باید که مشاورت با اهل حکمت و اصحاب تجربه و مردم دور اندیش و پیران عاقبت بین واقع شود که تدبیر این طائفه صائب است و نتیجه تدبیر صائب کردن واجب بهرام گور پسر خود را وصیت کرد که در امور ملک (مملکت) مشاورت (پیروی ۱۲) کن با خردمندان که تدبیر با صواب چون صید نیست که بدست یک کس نیاید و اگر جمعی باشند از دست ایشان بیرون نرود و هر حادثه صعب که پیش آید تا بتدبیر آن پیش توان برد بچیزی دیگر میل مکن که آنچه بتدبیر میسر شود بشمشیر (سخت ۱۲) و تیر تیسّر (آسانی ۱۲) پذیر نباشد

فرد

کارها راست کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود

آورده اند که سلطان روم را با عزیز مصر مخالفت افتاده و لشکر کشیده قصد یکدیگر کردند و در لشکر رومیان کسی بود که هر صورت که حادث شدی (ف درمیان این مرد واقع شدے ۱۲) عزیز مصر را از ان آگاه کردی و چون اخبار آن همه راست بود عزیز بر وی اعتماد کرده بود و این سخن را به قیصر رسانیدند مطلقاً بدان التفات نکرد و بروی آنکس نیاورد تا مصاف نزدیک رسید قیصر او را بخواند و بمهمی در پیش خود مشغول ساخت و در اثنای آن حال (یعنی لڑائی ۱۲) سران لشکر و امرای سپاه خود را طلبید و گفت امرای عزیز و خواص بارگاه او بمن نوشته اند و سوگند خورده که چون صف مصاف راست شود عزیز را دست و گردن بسته پیش من آرند شما دل فارغ دارید و بقوت تمام روی بکار آرید آن مرد چون سخن بشنید متحیر گشت. چون از مجلس بیرون آمد در حال این معنی را نوشته پیش عزیز فرستاد عزیز چون این حال معلوم کرد و بترسید و توقف کردن مصلحت ندید و مصاف ناکرده روی

بگریزند و قیصر در عقب او لشکر فرستاد و بنہ و اموال ایشان بدست آورد و بدین

یک تدبیر سپاہی را منہزم ساخت

قطعہ

ہر کہ بے تدبیر کارے کرد ملک از دست داد — ملک ہیچو اہی بنائے کار بر تدبیر نہ

بہر تسخیر ممالک لشکر و خیل و حشم — جملہ در کارند لیکن زین ہمہ تدبیر بہ

آوردہ اند یکے از ملوک حکیمے را پرسید کہ تدبیر بہتر ست یا شجاعت حکیم جواب داد کہ شجاعت مشابہ تیغ ست و اری بمشابہ دست قوی کہ آن را کار فرماید ہر گرا دست بے تیغ باشد کارے تواند کرد اما تیغ را اگر دست نباشد ضائع ماند و ہیچ کار نتواند کرد و بزرگان درین باب گفتہ اند الرائی قبل شجاعۃ الشجعان عزیزے را پرسیدند کہ بہترین را بہا و صائب ترین تدبیرہا کدام ست گفت آنکہ فتنہ را فرو نشاند و بر ملوک لازم ست کہ حسب المقدور در تسکین کوشش نمایند چنانچہ ملک ہیاطلہ را واقع شدہ و

صورت حال برین منوال بود کہ دشمن عظیم از خراسان قصد پادشاہ ہیاطلہ کرد و او نیز لشکر عظیم ترتیب دادہ روے بدفع او آورد ارکان دولت ملک ملاحظہ عاقبت خود کردہ طریق پیش بینی پیش گرفتہ نامہا بدشمن ملک نوشتند و اخلاص و اختصاص خود ظاہر کردند این معنی دشمن ملک را خوش آمد و ہمہ مکاتیب ایشان در خریطہ کردہ مہر بران نہادہ در خزانہ سپرد و قضا را وقت مصاف ملک ہیاطلہ غالب آمد و دشمن روئے بہزیمت نہاد و خزانہ و یراق او بدست ملک افتاد و آن خریطہ مکاتیب کہ ارکان دولت وے بدشمن نوشتہ بودند در آنجا بدست آمد ملک چون

سامان ۱۲

۱؎ رائے پیش از دلاوری دلاوران ست ۲؎ ہیاطلہ گروہ از مردم ترک و نیچ داہل طخیرستان ۱۲

معلوم کرد که دران خریطه چیست سر باز نکرد و همچنان مهر کرده بگذاشت و با خود گفت اگر این
مکاتیب را بخوانم بضرورت با ارکان دولت خود بدشوم و ایشان که این حال معلوم کنند
از من هراسان گردند و براے دفع ضرر خود قصد من کنند. و آتش فتنه بالا گیرد و
تسکین آن بغایت مشکل بود. در حال خواص درگاه مقربان حضرت خود را بخواند
و آن خریطه را بدیشان نمود و گفت این نامهاست که بزرگان لشکر ما از روے
عاقبت اندیشی بخصم ما نوشته اند و او همه را در خریطه جمع کرده و مهر بران نهاده و
حالا هم بهمان مهر اوست و خداے را بهیچ پیاده و در گردن من که اگر این خریطه را سر
کشاده باشم و یا خوانده و یا دانسته باشم که درین نامها چیست و نویسنده هر نامه کیست
بفرمود تا آتش بر افروختند و آن مکاتیب را بسوختند. چون ارکان دولت آن لطف و
مکرمت دیدند همه بر لطف او اعتماد آوردند و در متابعت او یکدل شدند و بدین راے
ستوده جمله را مطیع فرمان و رهین منت خود ساخت

مثنوی

به تدبیر کارے توان ساختن	که نتوان به تیغ و سنان ساختن
مکن تکیه بر گنج و تیغ و سپاه	ز فرزانگان راے و تدبیر خواه

و گفته اند که با همه کس از ارکان و اکابر و اصاغر که امین و معتمد باشند مشاورت باید
کرد که خردمندان را تیز رے بخاطر رسد که بزرگان را در ضمیر نگذشته باشد و هیچکس
در مشاورت زیان نکرده **حکایت** یکے از علماے مرد دخترے داشت بغایت جمیله
و جمله معارف شهر و بلد خواستگاری او بودند و آن عالم متحیر بود که او را بکدام کس
بدهد در همسایگی او گبرے بود عالم او را طلبیده گفت مرا دخترے هست و خلقے

لے بغیر خود سوختہ آتش گیر بیست ۱۲

او را خطبہ میکنند و من نمیدانم کہ او را بکدام دہم تو درین چہ صواب می بینی گبر گفت
من مردے ام از اسلام بیگانہ چہ لائق مشورت شما ام کہ این سخن از من می پرسید عالم
گفت اگرچہ تو از دین اسلام بیگانۂ امامردے امینے و بزرگان مبالغہ کردہ اند کہ با مردم
امین مشاورت باید کرد و در حدیث ہم آمدہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ حالا ہرچہ تو خواہی گفت
من در پے آن خواہم رفت گبر گفت در زن و یج کفاءت شرط ست و کفاءت در مذہب
مسلمان بدین و ملت می باشد و درویش ما با اصل و نسب و نہ ویک اہل روزگار
بمال و جاہ اکنون تامل فرمائے اگر بدین خود میروی و برین اختیار کن اگر بہ سنت اسلاف
عمل میکنی نسب اعتبار نمائے و اگر بہ عادت اہل زمان میروی مال و جاہ طلب کن عالم
را این سخن عظیم خوش آمد و گفت دین بر ہمہ غالب ست و عالم را غلامے بود مبارک
نام بغایت عالم و متدین آن عالم گفت ہیچکس را از و دیندار تر نمی بینم و دختر را با و عقد
نکاح درست و با و سپرد پس از مدتے خداوند تعالےٰ او را فرزندے داد چون عبد اللہ
مبارک کہ امام اہل اسلام و زاہد زمانہ و عارف یگانہ بود **فرد**

مشورت را پیشکار اہل دولت گفتہ اند	روی مپیچ از مشورت زیرا کہ ارباب خرد

پس بر سلاطین لازم ست کہ ہر عقدہ کہ در پیش آید بسر انگشت تدبیر بکشایند و ہر
غلطے کہ از حوادث ایام بر آید بہ میمنت مشاورت و معاضدت رائے صاحب اندرک
تلافی آن نمایند **نظم**

گرہ یعنی مشکل ۱۲ — پرس ۱۲ — قوت ۱۲

بشمشیر از یکے تا صد توان کشت	برائی لشکرے بشکنی پشت

ك جس سے مشورہ لیا جائے اسکو امانت دار ہونا چاہیئے ۲ کہ ہمتائی و ہمجنسی ۱۲

مشو مغرور در عقل و دانش خویش	بنه آئینهٔ تدبیر در پیش
مدد خواه از خردمندان آگاه	که تا یابی سوی مقصود خود راه

وهم درین باب گفته اند **قطعه**

کارها بے مشاورت نه کنی	تا زیان سود دیگران بینی
هرچه آن بے مشاورت سازی	جز غم میدان کزان زیان بینی

باب بیست و نهم در حزم و دور اندیشی

حزم اندیشه کردن ست در عاقبت امرے موهوم و متخیل و احتراز نمودن بقدر امکان از خلل و زلل و این خصلت ارباب حکم و فرمان را خوبترین خصلت ست و از کلمات افراسیاب ست که هر که زرهٔ حزم در پوشد از تیر کید دشمن ایمن باشد و حقیقت حزم دور اندیشی و پیش بینی است مرد عاقل چون علامت شر و فساد توهم کند فی الحال بتدارک آن مشغول گردد و جاهل تا در ورطهٔ بلا نیفتد متنبه نگردد مثلاً چون خردمند بیند که کسے سنگ و آهن برهم میزند تصور کند که آتشے ظاهر خواهد شد در اندیشهٔ تدارک آن افتد و نادان تا در میان آتش نهفته از سوزش آن خبر نیابد مصرع پیش از وقوع واقعه در فکر خویش باش • بزرگے او پرسیدند که حزم چیست فرمود اصل حزم بدگمانی ست چنانچه در حدیث آمده الحزم سوء الظن و حکیم سنائی فرموده است **بیت**

بد نفس مباش و بدگمان باش	وز فتنه و مکر در امان باش

و در مثنوی معنوی مذکور ست **نظم**

(حاشیه: احتیاط — یقین ۱۲ — لغزش ۱۲ — بدی ۱۲ — آگاه ۱۲)

ل مشو مغرور در عقل و دانائی خویش

ت در میان آتش پنهان و از سوزش آن خبر نیابد

ل احتیاط بدگمانی ست ۱۲

حزم آن باشد که ظن بد بری	تا گریزی و شوی از بد بری

و کسی که بدین صفت غالب شد هر آینه برای مواقع حوادث پیش از هجوم نوائب از فکر صائب سدی (دیوار ۱۲) محکم فکر کند و راه آفات را قبل از ظهور وقائع (حالات ۱۲) برای روشن در بندد (بستن ۱۲) و بر مصادقت ابنای روزگار اعتماد نکند و مرافقت (دوستی ۱۲) و موافقت اخوان زمان را زیاده وقعی ننهد و بر ما فی الضمیر (باطن ۱۲) خود کسی را مجال اطلاع ندهد تا از شرارت نفس ایشان و وقیعت (غیبت ۱۲) حاسدان بسلامت برهد **رباعی**

هر کس که امان دین و دنیا طلبید	بی بدرقه (همراه ۱۲) حزم بمنزل نرسید
آیینه فکر را بزن صیقل حزم	تا روی مراد اندران بتوان دید

و ابراهیم امام کرت اول که صاحب الدعوة ابو مسلم را بجز خراسان میفرستاد وصیت آخرش این بود که اگر میخواهی که کلمه دعوت منتظم شود و مهم تو بموجب دلخواه پیش رود هر که ترا شکی و تهمتی از وی بدل رسد در هلاک او سعی نمای که یکی از حزم سلاطین آنست که بهر که بدگمان شوند او را از پیش بردارند و درین باب گفته اند **فرد**

هر کس ز دولت کرانه گیرد	او را سبک از میانه بردار

در تاریخ سلامی مذکور است که چون اسفار بن شیرویه بر قصبه ری و سمنان نزول کرد او را بران داشتند که ابوجعفر سمنانی را هلاک کند ابوجعفر چون این خبر بشنید بشهر (نام شهر ۱۲) سیاه قلعه (نام قلعه ۱۲) محکم داشت بدان قلعه متحصن شد چون اسفار ولایت ری را بحوزه تسخیر در آورد دیلمی را با سپاه گران بدان قلعه فرستاد و هر چند خواستند که آن قلعه را بگیرند (احاطه گیر ۱۲) میسر نشد آخر دیلمی یکی را واسطه کرد که میان او و ابوجعفر طرح صلح انگند و تاکید صلح و مصلحت را بران زیاده

که ابوجعفر دیلمی را بقلعه برد و مهمانداری کند ابوجعفر ضیافتی ترتیب کرده دیلمی را طلبید

دیلمی با سران سپاه و دلیران لشکر خود مواضعه کرد که چون با ایشان بقلعه در آید اتفاق کرده

ابوجعفر را بکشند چون دیلمی بدر حصار رسید ابوجعفر حکم کرد (قرارداد ۱۲) که دیلمی تنها بحصار در آید او تنها

در آمد و مردم او بیرون ماندند و ابوجعفر را عارضهٔ نقرس پدید آمده بود و مجال حرکت

نداشت بر غرفه نشسته بود که از دریچه های آن غرفه خندق و صحرا بنظر در آمدی دیلمی را

آنجا طلبید و زمانی از هر نوع سخنان گفت دیلمی در اثنای آن حالت ابوجعفر را گفت

خلوت کن تا سری از اسرار مملکت با تو بگویم ابوجعفر فرمود تا جملهٔ خدم از آن غرفه برفتند

جز غلامی خرد سال که حوائج ایشان مهیا کردی چون غرفه خلوت شد دیلمی در غرفه را دربست

و خنجر کشیده ابوجعفر را هلاک کرد (حا جهانا ۱۲) و آن غلامک از ترس بجوش شده بود و مجال دم زدن

نداشت پس رسن باریک ابریشمین که در ساق موزه داشت بیرون کرد و در موضع

از آن دریچه ها محکم بست و از غرفه بلب خندق فرود آمد و شناکرده از خندق بگذشت و

به لشکرگاه خود آمد اگر ابوجعفر حزم ورزیدی و با او خلوت نکردی (تیرنا ۱۲) خصم را بر خود فرصت ندادی

و در ورطهٔ هلاک نیفتادی و در اخبار و آثار ازین نوع حکایات بسیارست که بواسطهٔ

ترک حزم سر بباد داده اند و در های فتنه بر خود گشاده و اگر خردمند تامل کند داند که

هیچ حصاری محکم تر از حزم و احتیاط نیست و هیچ مهلکه مخوف تر از غفلت و سستی نهادن نه **قطعه**

بحزم کوش که این ره پر از خطر ست
باحتیاط قدم نه که ره پر شور و شر ست

همین که ابر بباره چنان تصور کن
که سیل میرسد و خانه تو بره گذر ست

مباش غافل و از حزم بر کرانه مشو
که حزم تیر بلای زمانه را سپر ست

لہ ایک دن دوکان سے جو پاؤں سے [illegible] ۱۲

کسیکه عاقبت اندیش نبود ربین باشد	مقرر است که از خود همیشه باخبر است
چو باخبر بود از خود نهال دولت او	علی الدوام بباغ مراد بار درست

باب سی ام در شجاعت

شجاعت از امهات فضائل ست و آن توسط میان جبن و تهور و بحکم ان الله یحب الشجاعة حق سبحانه مردم شجاع را دوست میدارد و در خبر آمده که تبرک جوئید بدعای (نامردی ۱۲) (دلیری ۱۲) مردم شجاع که ایشان بپروردگار خود گمان نیکو دارند و مردم بددل در کارزار اعتماد بر گریختن دارند و دلیران در آن ورطه تکیه بر فضل ذوالمنن میکنند و حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم بشجاعت نفس نفیس خود اشارت نموده آنجا فرموده رزقی تحت ظل رمحی یعنی روزی من در تحت سایه نیزه من است و درین سخن تحریض ست بر (حرص دلانا ۱۲) ارتکاب کارزار و استعمال آلات جنگ در وقت حرب و پیکار **قطعه**

بشجاعت توان گرفت جهان	هر که بددل بود چه کار کند
زانکه جرأت نماید اندر کار	خویشتن را بنزرگوار کند

خالد ولید که در لشکر اسلام بجرأت تمام معروف و موصوف بود در وقت رحلت ازین عالم اشک حسرت از دیده می بارید و میگفت واحسرتاه که در چندین صف مصاف شجاعت نمودم و چندین الم ضرب و طعن (نیزه لگانا ۱۲) را تحمل کردم و حالا بر فراش می میرم چنانچه پیر زنان می میرند و چون از اجل چاره نیست بارے بایستی که جان در بهای نیکنامی بدادمی و سعادت شهادت دریافتمی و هم سخن اوست که آنکه

ك البته خدا دوست رکھتا ہے دلاور کو ك روزی میری نیچے سائے نیزے میرے کے ہے ۱۲

بددل حمایت جان در گریز می بیند خیال کج و تصور باطل ست زیرا که قوت جمعیت و شوکت جلادت
مرد زندان طمع دشمنان را بر میباند و ضعف و ترس و سستی و بد دلی خصم را برین کس (دلیری ۱۲)
دلیر میگرداند و ازین ست که بیشتر بد دلان و ترسندگان علف شمشیر میشوند و دلیران و
مبارزان از ورطهٔ تلف بیرون می آیند **نظم**

هر که بد دل تر بود در کارزار	باشدش جان بیقرار و کارزار
جرأتی کن پیش مردان در نبرد	تا بر آید نامت از مردان مرد

یکے از سلاطین در مصافے نعره میزد و امرائے سپاه خود را میگفت امروز روز امتحان
ست و معرکهٔ حرب و ضرب کورهٔ مردان ست نه از کوره بجز زر خالص بسلامت بیرون نیاید (بی غش یعنی خالص ۱۲) (آتشدان ۱۲)
و آنکه مغشوش باشد در درون کوره سالم نماند **فرد**

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان	تا سیه روئے شود هر که درو غش باشد (میل ۱۲)

مرد شجاع آنست که نفس را در ارتکاب امور عظام حریص گرداند و دل را بر تحمل شداید
و آلام بجهت ترقی بر مدارج عظمت و احتشام بزرگی (بزرگی ۱۲) ترغیب نماید تا صیت صولتش در همه آفاق
منتشر گردد و آوازه (آوازه ۱۲) سطوت (دبدبه ۱۲) و شوکتش (دبدبه ۱۲) در اقطار (اطراف ۱۲) عالم چون مثل سائر
و دائر شود **مثنوی**

مرا نام باید که گردد بلند	که از نام گردد کسے ارجمند
بمردی شود زانکه آزاده فاش	چو نام نکوهست گو جان مباش

افراسیاب لشکر خود را میفرمود که بر مرگ حریص باشید تا زندگانی بیشتر یابید مردن را آماده
شوید تا سرمایهٔ دولت و عزت بدست آرید چه بزرگی در دو چیز ست یا

بنام نیک مردان یاد دست کام زلیستن **نظم**

مرگ در چشم ہر کہ خوار بود	در شجاعت بزرگوار بود
ہر کہ جان را عزیز می دارد	با جہاندار لیش چہ کار بود

شاہ مردان مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بوقت کارزار خود را بر صفِ کفار زدی وہر جا کہ لشکر دشمن بیشتر بودے روئے بدانجام آوردہ و دلیرانہ بمصاف در آمدے و ملاحظہ جان خود نکردے یکے پرسید کہ اے امیر عجب جراتے می نمائی واز حفظ احوال خود تغافل میفر مائی امیر گفت بہ یقین میدانم کہ اگر اجل رسیدہ است از تیر و زخم حذر سود ندارد واگر حکم فوت و فنا از دیوان قضا صادر نشیدہ مرا این جرات زیان نکند و درین باب فرمودہ اند

اَیَّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ	یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرْ
یَوْمَ لَا یُقْدَرُ لَا یَاْتِی الْقَضَا	یَوْمَ قَدْ قُدِّرَ لَا یُغْنِی الْحَذَرْ

وترجمہ این بلغت فارسی این ست

دو روز حذر کردن از مرگ سزا نیست	روزیکہ قضا باشد و روزیکہ قضا نیست
روزیکہ قضا باشد کوشش نکند سود	روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

حقیقت آنست کہ تا کسے از سر جان بر نخیزد و در روز مصاف کاریکہ از ان بازو توان گفت از وے توقع نتوان کرد **فرد**

تا تو دل در بند جان داری و جان در بند تن	کے گمر اوخویش یابی در کنار خویشتن

ے اندازِ منفدا ۲؎ دونوں دنوں میں سے میں کس دن موت سے بھاگوں جس دن مقرر نہیں ہوئی یا جس دن مقدر ہوئی ہے اسلئے کہ جس دن مقدر نہیں ہوئی اس دن تو آئے گی نہیں اور جس دن مقرر ہوئی ہے اس دن فرار کام نہ آئے گا

آوردہ اند کہ وقتی لشکر حبشہ بر ولایت یمن مستولی شدند و سیف ذوالیزن بضرورت جلا گشتہ پناہ با نوشیروان بردہ از و مدد طلبید نوشیروان بفرمود تا جمعے را از زندان و عیاران و اہل فتنہ کہ در زندان بودند سلاح دادہ ہمراہ او ساختند و ایشان ہزار و ہشت صد تن بودند پس سیف ذوالیزن با آن مردان در کشتی نشست چون بساحل رسیدہ از کشتی بیرون آمدند سیف فرمود تا تمام کشتیہا بشکستند و مجموع طعامہا را بریختند و گفت اے یاران در مملکت یمن در آمدیم و با دشمنان حرب می باید کرد حالا شما در میان دو کار افتادہ اید نیک تامل کنید کہ درین اوقات غالب می باید شد یا کشتہ می باید گشت بضرورت آن گروہ دل از جان برگرفتہ مردانہ بکار در آمدند و آن مردم اندک بر بسیاری از لشکر حبشہ غلبہ کردند پس مرد کارزار باید کہ ترس را بجود راہ ندہد کہ رستم دستان گفتہ است کہ اگر ہزار زخم بر من آید دوست تر دارم از آنکہ بر بستر بیماری ہمچو پیر زنان بمیرم **بیت**

مرا نام باید کہ تن مرگ راست	بنام نکو گر بمیرم رواست

و ہر کرا از سلاطین جرأت و شجاعت بیشتر بودہ و در تحمل شدائد پائداری زیادہ نمودہ زود تر بمنزل مقصود رسیدہ و چہرہ مراد در آئینہ عزیمت خویش بموجب دلخواہ دیدہ آوردہ اند کہ چون کار یعقوب لیث بالا گرفت و داعیہ کرد کہ خراسان بحوزۂ تصرف و تسخیر وے در آید روزے عزیمت حرب کردہ بود و امرائے لشکر بر در بارگاہ جمع شدہ یعقوب سلاح بتمام پوشیدہ بہ بام بر آمد منجمان از انتفاع گرفتند و گفتند حالا طالع وقت نحوست دارد سوار شدن در توقف دارید کہ ہشت ساعت

ف سیف ذوالیزن بادشاہ حمیر یمن است حمیر ایک بادشاہ کا نام ۱۲

خوارزمشی ۱۲

بعد از

دیگر ساعت ساعت شش یک است و طالع وقت بحسب دلخواه یعقوب همچنان سلاح
پوشیده در فصل تابستان بر بالاے بام و در آفتاب تا هشت ساعت بایستاد چنانچه
ارکان دولت از مصابرت او عجب ماندند چون وقت رسید و طالع مسعود گشت از بام فرود آمد
و سوار شد جمعے پرسیدند که موجب ایستادن امیر در آفتاب چه بود گفت من کارے بزرگ
در پیش دارم و درین مهم که روے بدان آورده ام نازکی و کاہلی در حصول مقصود خلل
عظیم می آرد من نفس خود را امتحان میکردم که در تاب آفتاب با سلاح گران طاقت
دارد یا نه اما دیدم که طاقت دارد ازین معلوم شد که حصول مقصود روے
خواهد نمود چون یعقوب در طلب دولت تا این غایت جهد نمود رسید بدرجه
که رسید

قطعه

شاهد ملک ست در عقد کسے کز روے جهد	دست در آغوش با شمشیر و خنجر میکند
آنکه پا را بر سر ناز و تنعم می نهد	گرد گارش در جهان سردار و سرور میکند
پادشاهی در چمن دادند گل را زانکه گل	با وجود نازکی از خانه بستر میکند

و هم از یعقوب لیث حکایت کنند که وقتے جمعے از جوانان سیستان نشسته بودند و از
ظرائف و لطائف چیزها باز میگفتند یعقوب نیز آنجا بود و هنوز بطلب ملک نپرداخته
و رایت مردمی و مردانگی بر نیفراخته یکے گفت لطیف ترین لباسها اطلس ختائیست دیگرے
فرمود ظریف ترین تاجها طاقیه رومی دیگرے ادا نمود که از منازل بوستانهاے پر گل و
ریحان بهترست دیگرے تقریر کرد که از مشروبات[1] خمر صافی موافق ترست دیگرے بیان
کرد که از سایهاسایه بید سازگار ترست دیگرے عرض کرد که از نغمات ظاهر کرد[2]

[1] له نوشیدن شراب ۱۲

[2] ن مخفیان ۱۲

سازها آواز عود ملائم ترست دیگری فرمود که برای ناریه محافل جوانان خوبصورت زیبا سیرت لائق تر چون نوبت بیعقوب رسید گفتند تو هم سخن بگوی گفت خوب ترین لباسها زره است و بهترین تاجها خود و خوشترین منزلها معرکه حرب و زیباترین شرابها خون دشمنان و لطیف ترین سایها سایه نیزه و ظریف ترین آوازها صهیل [آواز ۱۲] اسپان کجیم پوشیده [یاکهر ۱۲] و گرامی ترین ندیمان مردان کارزاری و در اشعار امیر [اسپ ۱۲] المومنین علی علیه السلام آمده

قطعه

السیفُ و الخنجرُ ریحاننا   اُفٍ علی النرجس و الآس
شرابنا من دمِ اعدائنا   و کاسنا من جمجمة الراس

وترجمه این دو بیت بفارسی اینست

قطعه

گل و ریحان ما تیغ ست خنجر   بکار ما نیاید نرگس و آس
شراب ماست خون دشمن ما   اساس کله او بهترین کاس

پس طالب ملک باید که نوک سنان آبدارش چون شب روان برای جوهر جان نقب در خزانه سینه دشمن زند و شمشیر زهر بارش مانند سرهنگان عیارپیشه بقصد گوهر روح سر از درج بدن خصم برآرد و پادشاه که خود دلیر باشد لشکر او را جرأت بیفزاید و پادشاه بیدار دولت عالمگیری میسر شود و در نصائح الملوک آورده اند هر پیرے که او را خرد نیست همچون چشمه ایست که آب ندارد و جوانے که او را ادب نیست چون بوستانے [خرمن خزانی بدر] ست که گل ندارد و درویشی که او را معرفت

ك کجیم بروزن قدیم جامه ایست که درون آنرا به پیله ابریشم خام آگنده پر کرده و در روز جنگ پوشند که حفظ تن از ضرب تیغ و طعن نیزه کرده باشد آنرا کجین و کژین و کجیم و قزاگند و آکند آگنده و کژاغند نیز گفته اند ۱۲ تیغ و خنجر ریحان ۱۲

نیست چون دیدہ ایست کہ نور ندارد و عالمے کہ او را تقوائے نیست چون اسپے ست کہ لجام
پرہیزگاری
ندارد و توانگرے کہ او را احسان نیست چون درختے ست کہ میوہ ندارد و صاحب جمالے
کہ او را حیا نیست چون طعامے ست کہ نمک ندارد و سلطانے کہ او را عدل نیست
چون ابرے ست کہ باران ندارد و عالم گیرے کہ او را شجاعت نیست چون بازرگانے
ست کہ مایہ ندارد و آوردہ اند کہ یکے از سلاطین عرب را روزے با دشمنے اتفاق
محاربت افتاد چون ہر دو لشکر صف کشیدند امرائے دولت ملک عرب را گفتند اے
ملک مہم عرب از دو بیرون نیست یا نصرت ست یا ہزیمت اگر بحکم قضا و قدر شکستی
بر لشکر ما افتد تدبیر کجا جوئیم گفت اگر من بگریزم ہر کہ مرا جوئید از عنایت آفریدگار محروم
باد لیکن اگر غلبہ خصم را باشد مرا در میان زیر سم اسپان طلبید یعنی غالب میشوم یا کشتہ
می گردم بیت

یا برآیم بچرخ گردندہ	یا شوم زیر پاسہ افگندہ

آوردہ اند کہ در ان حرب شمشیر میزد و بر لشکر خصم حملہ می برد تا وقتیکہ آفتاب بہ
نصف النہار رسید حرارت بر دل مبارزان غلبہ کرد و لبہا از تشنگی خشک شدہ
و غبار کارزار بر رخسارہا نشستہ یکے از خواص غلامان سلطانی عرب با ظرفے آب بہ
عقب ملک می تاخت تا نزدیک وے رسید گفت یا اَیُّہَا الْمَلِک و گشتہ شدہ
باشی زمانے توقف فرمائے تا قدرے آب بیاشامی ملک گفت تیغ آبدار من
از من تشنہ تر ست بخدائے کہ تا او از خون دشمن سیراب نشود من تشنگی خود را
تسکین ندہم و بواسطہ این عزیمت درست و جرأت تمام و شجاعت کامل حق سبحانہ و

اورا بر دشمن ظفر بخشید **بیت**

کسے را کہ ایزد کند یاوری (حاکمی ۱۲)	کہ یارد کہ با وے کند داوری (تواند ۱۲)

از اسکندر ذوالقرنین پرسیدند کہ نشان پادشاہ دلیر چیست گفت آنکہ نپرسد کہ دشمن چند است بلکہ تفحص کند کہ کجاست دہر آیئنہ چنین سرداری **نظم**

چو شمشیر ہندی بگیرد بدست	بعیق اعادی در آرد شکست (دشمنان ۱۲)
بگرز گران و بہ شمشیر تیز	روان در جہان افگند رستخیز (قیامت)

نوشیروان از بزرجمہر پرسید کہ شجاعت چیست گفت قوت دل گفت چرا قوت دست نمیگوئی گفت اگر دل قوی نیست قوت در دست نمی ماند و من شنودہ ام کہ یکے از مبارزان عرب پیر شدہ بود و با وجود ضعف پیری قوت دل داشت روزے میخواست کہ سوار شد دو کس بازوے او گرفتند تا سوار شد ناگاہ بے ادبی آغاز طعنہ زدن کرد از ین کس چہ کار آید کہ دو کس باید کہ اورا سوار کنند شجاعت او چہ خواہد بود پیر چون این سخن او بشنود گفت آرے دو کس باید کہ اورا سوار کنند اما ہزار کس باید کہ او را فرود آرند نوشیروان سخن حکیم را مسلم داشت و فرمود کہ راست گفتی قوت دست تابع قوت دل ست **فرد**

آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کہ او را دل قوی بازو قوی

در وقتیکہ سکندر بعزیمت تسخیر اقالیم عالم سوار میشد ارسطو را طلبید و گفت اے حکیم درین میدان کہ قدم نہادہ ام و این مہم را کہ پیش گرفتہ ام ہر آئینہ مراد دستان و دشمنان پدید آیند با ہر یک از ایشان چگونہ معاش کنم گفت اے ملک اصل

آنست که تا ممکن و مقدور باشد دشمن انگیزی نه کنی و بر دوستان خواری روا نداری
و اگر دشمنے پیدا شود او را از استمالت و دلنوازی اختصاص دہی تا دوست شود و دوست
را العزت و حرمت خاص گردانی تا از دوستی بر نگردد و اسکندر فرمود که زیادت
کن حکیم فرمود انه کار دشمن غافل نشوی اگرچه اندک باشند و بر لشکر اعتماد نکنی اگرچه
بسیار باشند و تا بهم بسخن نرم و آهسته ساخته توان شد کلام درشت به زبان نرانی
و کار تا بجائے نرسانی که برآوردن شمشیر از نیام بر بیداری اسکن. رفرمود که شاید کار من با خصم
[کوشش ۱۲]
بمحاربت احتیاج مند درآن بچه کیفیت عمل توان کرد و بکدام نوع اقدام توان نمود حکیم گفت
که حال حرب از دو بیرون نیست یا تو بحرب کسے میروی یا کسے بحرب تو می آید اگر تو
بحرب کسے قصد کنی ده شرط رعایت باید کرد اول باید که غرض از آن جنگ جز
خیر محض نباشد و طلب دین حق و دفع ظلم و فساد بود دوم توجه باید نمود بحضرت
عزت تعالی شانه و از وی یاوری طلبیدن و در دعاے خیر و صدقات کوشیدن و از
[بلند شان اس کی ۱۲]
اهل قلوب و قبور استمداد همت فرمودن سوم شرائط حزم و سوء الظن بتقدیم رسانیدن
و منهیان و جاسوسان بر کار باید کرد و تفحص لشکر خصم و کیفیت احوال و کمیت رجال
[خبر دینے والے ۱۲] [مقدار ۱۲] [مرد ۱۲]
ایشان بواجبی نمودن چهارم با لشکرے توجه باید کرد که همه یک دل و یک زبان باشند
که اتفاق سپاه با بادشاه موجب فتح و نصرت و سبب ظفر و قوت است

چنانچه گفته اند **نظم**

کسے را ظفر بر ظفر حاصل ست	که در پرّه لشکرش یکدل ست
سپه را که فیروزمندی رسد	ز یاران یکدل بلندی رسد

و موافق اکابر و اتفاق بزرگان خصوصاً اقربا درین باب ضرورست (پنجم) پنجم لشکر را وعده ہائے نیکو دادن و نویدہائے بزرگ مستظہر (قوی پشت ۱۲) گردانیدن و نیت باید کرد کہ آن مواعید بوفا رسد (ششم) ششم تا تواند بنفس خود مباشرت حرب نباید شد کہ اگر شکستے روئے نماید آن را تدارک تواند نمود (ہفتم) ہفتم در تدبیر کار لشکر کشی و سپاہ سالاری کسے را اختیار باید نمود کہ بپنج صفت آراستہ باشد اول شجاع قوی دل بود و بدان شہرت یافتہ باشد و نام و آوازہ پیدا کردہ تا ازان ترس و ہراس در دل دشمن افتد دیگر رائے صائب و تدبیر تمام داشتہ باشد و مداخل و مخارج جنگ را داند کہ جاری باشد کہ رائے بہ از شجاعت بکار آید و انواع حیل (جمع حیلہ ۱۲) و خداع بکار باید برد کہ خدع در حرب مکروہ نیست بلکہ مستحسن ست چنانچہ در خبر وارد شدہ الحرب خدعۃ (دھوکے ۱۲) دیگر ممارست (مشق ۱۲) حروب کردہ باشد و صاحب تجارب (جمع تجارب ۱۲) باشد کہ فوائد تجربہ بسیار ست (ہشتم) ہشتم آنست کہ چون کسے در اثنائے حرب بمبارزت و شجاعت از اقران و اکفا ممتاز شود در عطا و صلت و ثنا و محمدت او بباید افزود (بڑھانا ۱۲) بلکہ دران باب مبالغہ باید نمود تا دیگران را نیز میل (یعنی عوض ۱۲) ہواداری (ہمتایان ۱۲) و جان سپاری شود (نہم) نہم در روز حرب از غفلت دور باید بود کہ بسیارے بودہ کہ ظفر نزدیک رسیدہ و یک نفس از جنگ غافل شدہ اند و بدان غفلت کار دگرگون شدہ (دہم) دہم اگر لشکر خصم شکستہ گردد در پے ایشان نباید رفت و بزودی کسے در عقب نباید فرستاد کہ چندین کرت اتفاق شدہ کہ لشکر بازگشتہ آن فرستادگان را زدہ اند و نوبت باز یافتہ معاودت نمودہ اند و لشکر غالب ساختہ و اگر کسے بحرب تو می آید تو در صدد دفع او (پھرنا ۱۲) گی از دو چیز بیرون نیست یا ترا طاقت

لڑائی دھوکا ہے ۱۲

مقاومت او هست یا نه اگر هست اولی آنست که بهر نوع از انواع تدبیر که ممکن باشد اورا از مقام دشمنی بجای گذرانید و اگر این صورت دست ندهد شرائط حرب آنچه مذکور شد رعایت باید فرمود و اگر طاقت مقاومت نیست جاسوسان و دیده بانان بر کار باید کرد و در باب محافظت راهها و دربندها و استحکام قلعه‌ها و ذخیره نهادن تقصیر نباید نمود و در طلب صلح بذل اموال و استعمال حیل و مکائد ضرورست و اگر دشمن طلب صلح کند از صلح ابا نباید نمود و اصلا ستیزه و لجاج پیش نباید گرفت چه لجاج خصوم ست و طالب صلح بآخر مظفر و منصور گردد

ناکه ۱۲ — انکار ۱۲ — کید ها ۱۲ — جهگڑا ۱۲ — لڑائی ۱۲

نظم

ستیزه مکن زانکه باد ستیز	کند باغ انصاف را برگ ریز
ستیزه بجائے رساند سخن	که ویران کند خان و مان کهن
کند عاقل اندر رهِ صلح سیر	تو این راه میرو که الصلح خیر

خزان ۱۲

سکندر این سخنان را دستور العمل ساخته بنائے جنگ و صلح برین نهاد و چون صفت شجاعت مر اهل دولت را بهترین صفتیست سخن درین باب بسرحد اطناب رسید بحمد الله که شاهزاده جوان بخت پیر تدبیر

درازی ۱۲

نظم

ابو المحسن آن شاه روشن ضمیر	که در نوجوانی گشت دوران پیر
جهاندار شاهی که روز مصاف	فرو ریزد از صولتش کوه قاف
چو در معرکه بر کشد تیغ تیز	بکوبه کند کوه را سنگ ریز

زمین ۱۲

بمعاضدت بازوے کامگار و مساعدت بخت بیدار هر طرف که روے رایت ظفر پیکرش متوجه گردد فتح و نصرت دو اسپه استقبال موکب همایون نمایند و بهر جانب

قوت ۱۲ — موافقت ۱۲ — یعنی جلدی ۱۲

کہ مقصد ہمت بلند و مطمح نظر نہمت ارجمندش باشند اقبال و سعادت بر طریق استعجال عزم

مرافقت و موافقت حشم عالی فرمایند نظم

ہر کجا عزم جہانگیرش گران سازد رکاب	فتح و نصرت را بدان جانب سبک گردد عنان
رمح دولت بہ ورش را ملک و ملت در پناہ	تیغ نصرت گسترش را دین و دولت در ضمان

و عساکر نصرت مآثرش را بروز گار زار چون آتش حملہ گذارند و در میان جنگ از روئے ثبات

و درنگ چون کوہ البرز ناپایدار مثنوی

یکایک تیغ زن چون نرگس یار	سراسر صف شکن چون زلف دلدار
ولایت گیر چون حسن حبیبان	غبار انگیز چون جور رقیبان
ہمہ چون شعلہائے عشق جانسوز	ہمہ چون غمزۂ دلبر جگر دوز
ہمہ چون چشم خوبان فتنہ انگیز	ہمہ چون ہجر مردانہ ازو خونریز

حق سبحانہ ظل ظلیل عاطفت آنحضرت را بہ مفارق ملازمان مخلص و مستدام دارا دبحرمتہ خلاص عبادہ الامجاد

باب سی و یکم در غیرت

غیرت نگاہداشت چیز لیست کہ انسان را صیانت آن لازم باشد در تدبیر مہمات و تاکید

سیاسیات سلاطین را ازین صفت چارہ نیست ہم در امور ملت و ہم در مہام مملکت

زیرا کہ غیرت دو نوع ست غیرت دین و غیرت دنیا و رعایت ہر دو ضروری ست

اما غیرت دین آنست کہ در تمشیت امر معروف و نہی منکر سعی نماید

لہ جانے انداز ۱۲ سہ مجرمت خلاصہ بندگان بزرگ ۱۲ سہ اچھے کام کے حکم اور برے کام کی ممانعت ۱۲

و ملازمان حضرت و رعایای مملکت خود را بطاعت فرماید و از معاصی و مناهی منع کند و
در حدیث آمده که هر که از شما منکری ببیند یعنی آنچه مخالفت شریعت باشد باید که آن را
تغییر دهد بدست یعنی بدرّه یا بشمشیر چنانچه مقتضای شرع باشد و این مرتبه اهل اختیار
و اقتدار است پس اگر بدست نتواند که دفع کند بزبان منع فرماید اول به نصیحت
و اگر منزجر نشود بعنف و سختی سخن گوید و این مرتبه اهل علم و ارباب زهد و ورع ست
و اگر بزبان منع میسر نشود بدل آن را دشمن دارد و این مرتبه ضعیفان ست از
عوام الناس و بعضی از علما تتمهٔ این حدیث برین وجه آورده اند که لیس وراء
ذلک الاسلام یعنی هر که در منع کردن بدست و زبان عاجز گردد و بدل آن را دشمن دارد
آن کس را از مسلمانی نصیبی نیست **قطعه**

نهی منکر بدست باید کرد	ور میسر نباشدت این کار
بزبان منع کن وگر نتوان	در دل خویش می کنش انکار

و هر سلطانی که در اقامت حدود شرع و اجرای احکام دین کوشد نایب حق ظل الله
باشد و چون پادشاه را بواسطهٔ کثرت مهمات ملکی بجزئیات این امر رسیدن متعذر ست
هر آینه محتسبان در مملکت خود نصب باید کرد و محتسب باید که در اسلام صلب بود و
در حمیت دین پردلی غالب باشد و بصفت عفت و پرهیزگاری و امانت و راستی
و کم طمعی آراسته بود و هر چه کند برای تقویت دین کند و از غرض و ریا دور و از دواعی
نفس و هوا بر طرف باشد تا قول او در دلها تاثیر کند **فرد**

سخن که آن ز غرض پاک و از طمع خالی ست	اگر بسنگ بگوئی در آن اثر دارد

آوردہ اند کہ شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ عادتے داشت کہ ہرگاہ منکرے دیدی
ازان منع کردی و اگرچہ دران خوف قتل بودی روزے بر کنار دجلہ بجہت طہارت
میرفت زورقے دید کہ در وے سی و دو خم [مٹکا ١٢] سر بمہر نہادہ بود و بر ہر یک نوشتہ کہ لطیف
شیخ ازان [کشتی ١٢] عجب داشت در مبایعات و تجارات چیزے کہ لطیف نام داشتہ باشد
نشنیدہ بود از ملاح سوال کرد کہ درین خمہا چیست ملاح گفت تو مرد درویشے با اینہا چہ
کار داری برو در پے مہم خود باش شغف بر شیخ بدانستن آن زیادت شد. ملاح را گفت البتہ
میخواہم کہ بدانم کہ درین خمہا چیست و چہ جنس ست ملاح گفت اے درویش فضول درین
خمہا خمر ست و برائے معتضد خلیفہ آوردہ اند شیخ نگاہ کرد چوبے گران دران زورق
افتادہ بود ملاح را گفت آن چوب را بدست من دہ ملاح در خشم شد شاگرد خود را
گفت آن چوب را بدست او دہ تا بہ بینم کہ چہ خواہد کرد شاگرد چوب را بدست شیخ داد شیخ
آن چوب را بدست مبارک گرفتہ یک یک خم را می شکست و ملاح از ترس میلرزید
و فریاد میکرد تا یونس افلح کہ شحنہ بغداد بود با کسان خود برسید و شیخ را گرفتہ نزد
خلیفہ برد و صورت حال تقریر کرد و معتضد بغایت جباری غیور [غیرت دار ١٢] بود و ستمگارے کہ بیشتر
سیاست بشمشیر کردی اہل بغداد دیدند کہ شیخ را پیش معتضد می برند بغایت اندوہناک
شدند و شک نکردند در آنکہ فی الحال شیخ را شہید خواہد کرد اما چون شیخ را در
آوردند معتضد بر کرسی آہنین نشستہ بود و گرزے ہم از آہن بدست گرفتہ و
جامہ سرخ پوشیدہ و این علامت قہر و سیاست او بود بانگ بر شیخ زد کہ
کیستی کہ چنین گستاخی کردی فرمود کہ من محتسبم گفت بامر کہ احتساب میکنی
حساب لینا ١٢

[illegible] خرید و فروخت ١٢ [illegible] مشغول [illegible] کشادہ و [illegible] عیش ١٢

گفت بامر خدا و رسول گفت ترا که محتسب ساخته گفت آنکه ترا پادشاهی داده مرا محتسبی داده معتضد ساعتے سر در پیش انگند پس سر بر آورده گفت ترا چه بران داشت که این خمها را شکستی جواب داد که شفقت در حق تو و حق رعیت تو گفت در حق من چگونه شفقت کردی گفت منکرے را که تو در ازالهٔ آن تقصیر روا داشتی آنرا از تو منع کردم و ترا از گرفتاری قیامت خلاص دادم گفت در حق رعیت من چگونه گفت چنانچه بار تکاب تو محرمات را مردم بر معاصی دلیر میگردند چون تو از حرام باز ایستی دیگران درین باره دلیری نتوانند کرد چه عامهٔ خلق در صلاح و فساد تابع پادشاه اند اگر او را بر نهج صلاح بینند همه طریق صلاح پیش گیرند و ثواب آن همه بدیوان وے راجع گردد و اگر از و فساد مشاهده نمایند ایشان نیز در فسق و فجور کوشند و بزه و وبال آن همه بدو باز گردد پس در حق تو مهربانی کردم و هم در حق رعیت تو و غرضے نداشتم درین عمل مگر خوشنودی حق عز و جل معتضد بگریه در آمد و گفت این کار ترا زیبنده است بعد ازین هر منکرے که بینی تغییر کن و حکم کردم که هیچ کس ترا منع نکند و از فحواے این حدیث معلوم میشود که چون محتسب حقانی باشد هیچ آفتے بوے نرسد

گناهان ۱۲ — گرانی دگناه ۱۲

نظم

آن یکے با پیر خود گفتا که من	نهی منکر می کنم اندر زمن
لیک می ترسم که از اهل حسد	آفتے در روزگار من رسد
گفت اگر این کار بهر حق کنی	از بلاهاے دو عالم ایمنی

اما غیرت دنیاوی سه نوع ست اول نسبت با اشباه و نظر آن دوم نسبت با خاصه خود

امثال ۱۲

سوم نسبت با عموم خلق اما آنچه نسبت با مثال خود است چنان باشد که تفوق [برتری ۱۲] خواهد بر ایشان بمرتبه که هیچ کس را با او سر فرازی نرسد و بحسب جاه و صولت و قدر و شوکت و حشمت و عظمت و اقتدار و ابهت از همه بیش باشد و هر آئینه ظهور این غیرت و وفور [کثرت ۱۲] این حمیت کارهای کلی کشاید و مهمات حسب المراد بر آید و این از خصائص اهل همت است و هر چند همت بلند تر باشد غلبه این غیرت بیشتر بود آورده اند که یکی از اولاد سلاطین حکیمی را پرسید که من میخواهم که از اخوان و اقران خود برتر آیم و گوی دولت از میان اختیار بچوگان اقتدار به بایم مرا از اسباب این کار چه چیز بایست بدست آورد حکیم گفت ای ملکزاده هیچ مرا کتساب دولت را به از همت و غیرت نیست نظم

کسے کو ز غیرت بر افراخت تیغ	سر تیغ را بگذراند ز میغ
ز غیرت بدست آیدش نام و ننگ	ز غیرت مراد خود آرید چنگ
چنین گفت آن مرد بیدار بخت	که از غیرت آید بکف تاج و تخت

اما غیرتی که نسبت بخاصه خود است آن چنان باشد که خواص حرم [خانه ۱۲] خود را از چشم نامحرم پوشیده دارد و ایشان را در محافظت حدود عصمت و عفت [پاکدامنی ۱۲] مبالغه نماید و هر چه رعایت آن شرعا و عرفا لازم باشد ایشان را بدان معتاد سازد تا ببرکت آن اهالی رعیت نیز باصلاح موصوف و از فساد دور باشند و بزرگی در وصیت یکی از بندگیان حرم خود فرموده است مثنوی

عصمتیان را بمقام جلال [بزرگی ۱۲]	جلوه حرام ست مگر با حلال
دیده بهر روئے نباید گشاد	پاے بهر کوئے نباید نهاد

این همه آفت که بر تن میرسد	از نظر تو بر شکن میرسد
دیده عفو پوش چو در در صدف	تا نه شوی تیر بلا را هدف (نشانه ۱۲)
هر که مجهز حیرت ضلالت بود	رخ مینما ور همه غالات بود (فانوس ۱۲)

اما غیرت بنسبت عموم خلق چنانست که غیرتے که بر مخدرات حرم سلطنت دارد بنسبت یا حرم همه مسلمانان بجائے آرد و ننگ دارد که از ملازمان درگاه عالم پناه بنامحرمان (بے پردگیاں ۱۲) مردم بناموس رسد در اشکشاف گناه مسلمانان سعی نه نماید و عیوب رعایائے مملکت خود بقدر امکان پوشیده دارد (پوشیده دارد ۱۲) که در حدیث آمده (مضمونا ۱۲) که هر که عیب مسلمانے بپوشد خدائے عز و جل عیوب او را بپوشد و در روایتے هست که گناه او را در دنیا و آخرت پوشیده دارد فرد

پرده کس را ندری تا ندرد پردۀ تو	حق تعالی پردهات پوشد تمامی مو بمو

مثلے هست که استر ستر الله علیک (پوشیده دار ۱۲) و حمیت همان غیرت هست در حمایت حالی خود (حفاظت ۱۲) و کمال غیرت آنست که چون کسے پناه بوے آرد و او را زنهار داده (پناه ۱۲) بحصن حمایت خود در آورد تا ممکن باشد زنهار داده خود را ضائع نگذارد و در عرب دستور بوده بحالا هم در ولایت حجاز هست که (مکه و مدینه و طائف ۱۲) چون کسے در سایه دیوار یا طناب خیام (طناب ۱۲ خیمه ها) ایشان در آمدی و او را جوار دادندی بے آنکه بزبان زنهار (پناه ۱۲) خواستی و زنهاری (پناه ۱۲) خود را بدست کسے باز ندادندی و لبیار مال درین کار صرف کردندے بلکه خونها ریخته شدی و از سر این کار درنگذشتندے و بعضے جانوران نیز که بخیمه ایشان پناه آوردے یا بچراگاه ایشان در آمدے حمایت کردندے آورده اند که بهرام گور وقتے که در دیار عرب با نعمان منذر می بود و نعمان او را بامر پدرش بزد جرد تربیت میفر مود روزے بهرام در شکار قصد آهوے کرد و آهو از پیش (ناچار ۱۲) او در رسیده بطرف میگریخت

یعنی پوشیده کند خدا عیب تو ۱۲

وبهرام از عقب او می تاخت هوا گرم شد و آهو از تشنگی بیطاقت گشته بکنار قبیله رسید
و بخیمهٔ اعرابی قبیصه نام در آمد اعرابی او را بگرفت و بهمنے بربست و متعاقب او بهرام بدر خیمه
رسید تیر بر کمان نهاد و نعره زد که اے صاحب خانه شکار من اینجا آمد بیرون آر قبیصه دانست
که کیست گفت اے سوار نیک باره شرط مروّت نباشد که جانورے که پناه بدین خیمه
آورده باشد من او را بدست کسے باز دهم تا بکشد بهرام درشتی آغاز کرد قبیصه گفت
سخن دراز مکن تا این تیر که در کمان داری بر سینهٔ من نزنی و مرا نکشی دست تصرف تو
بگرد این آهو نرسد و آن دم مرا بکشی مردم قبیلهٔ من ترا بجستجوے آهو نخواهند گذاشت
بر جان خود رحم کن و از سر این آهو درگذر و اگر توقعے داری این اسپ تازی نژاد را
که بر در این خیمه بسته است باز بین و لجام طلا بتو دادم سوار شو و اسپ خود را
جنیبت ساز و بمقام خود باز گرد بهرام را این حمایت از بس خوش آمد و باسپ
او التفات نمود و عنان بگردانید و بموکب خود پیوست و آن روز که تاج سلطنت
بر فرق همت او نهادند و عرب و عجم طوق فرمان او در گردن اطاعت افگندند بهرام
قبیصه را طلبید و تربیت کرد و او را در عرب مُجیرُ الغُزلان لقب کرد یعنی زنهار دهندهٔ
آهوان و حمایت کنندهٔ ایشان

نظم

کسے را که آری بزنهار خویش — نگه دار اندازهٔ کار خویش
بمردی حمایت از او وا مگیر — بمردانگی کار او در پذیر
یکے قطره آرد بدریا پناه — ز صدر صدف سازدش تکیه گاه
بصد تربیت نامدارش کند — یکے گوهر شاهوارش کند

باب سی و دوم در سیاست

وآن ضبط کردن ست در نسق (انتظام ۱۲) داشتن و سیاست دو نوع ست یکے سیاست نفس خود و یکے سیاست غیر خود و اما سیاست نفس برفع اخلاق ذمیمه است و کسب (حاصل کرنا ۱۲) او صاف حمیده و سیاست غیر دو قسم ست یکے سیاست خواص و مقربان درگاه و ضبط و نسق ایشان دوم سیاست عوام و رعایا و قسم اول در باب چهلم مذکور خواهد شد اما قسم دوم بران وجه است که بدان و بدفعالان را باید که پیوسته ترسان و هراسان دارد و نیکان و نیک کرداران را امیدوار سازد و از ابوزرجمهر پرسیدند که کدام پادشاه بزرگوار ترست گفت آنکه بیگناهان ازو ایمن باشند و گناهگاران ترسان و خنده تیغ برق فشانش (چمکنے والی ۱۲) باگریه ستمگاران مدد به مقرون باشد و بارقه نسیم فیض سانش با باران انعام به درویشان مستحق مقارن بود نقل ست که هوشنگ ملک گفته که من رحمت ام از خدای بر نیکان و مصلحان و خشم خدایم بر بدان و مفسدان منش قهرم با نوش لطف در آمیخته است و زهر هیبتم با شکر رحمت تالیف شده **فرد**

تریاق و زهر (زہر مہرہ ۱۲) هر دو مرا در خزانه هست	آن را بدوستان و هم این را بدشمنان

حکما گفته اند که مدار ادوار عالم به سیاست ست و او را بشحنگی جهان کون و فساد نامزد کرده اند اگر ضبط سیاست نباشد مهمات جهان بر نسق نماند و اگر قانون تادیب (ادب دینا ۱۲) و تعذیب (عذاب کرنا ۱۲) نبود کارهای روی به تباهی نهد **قطعه**

از سیاست نظام یابد ملک	بی سیاست خلل پذیر بود
نسق کارهای عالم را	از سیاست ناگزیر بود

اگرچہ عروس لا ملک الا بالعدل[1] دلپذیر بست اما او را از پیرایۂ لا عدل الا بالسیاسۃ[2] چارہ نیست
ہر پادشاہ کہ از مقتضائے آفۃ الریاسۃ ضعف السیاسۃ[3] بے خبر بود بتہ و دی ارکان
مملکتش تزلزل پذیرد[۱۲ جنبش] و اساس سلطنتش خلل یابد چہ زینت ملک و ملت و مصلحت
دین و دولت در سیاست ست قطعہ

تیغ سیاست ست کہ رخسارہ ملک را	سازد جہان فروز و درخشان چو آفتاب
معماری سیاست اگر نے مدد کند	گردد جہان ز سیل جفا و ستم خراب

بے قاعدہ شریعت ہیچ حق در مرکز خود قرار نگیرد و بے ضابطہ سیاست کار شرع
و دین انتظام نہ پذیرد پس سیاست ملوک مقوی[۱۲ قوت دینے والی] شرع باشد و اجرائے احکام شرع
رواج ملک قطعہ

سر سبزی نہال سعادت بباغ دہر	بے چشمہ سار شرع مطہر طمع مدار
لیکن زلال چشمہ دین کے شود روان	بے سایہ سیاست شاہان کامگار

وفی نفس الامر مدار ملت بدوست و قرار مملکت از وست اگر تیغ سیاست
سلاطین نبودے[۱۲ درحقیقت] در عالم خاک آب خوش کسے نخوردے و حدیث آمدہ کہ اگر پادشاہ نبودے
آدمیان بعضے بعضے را بخوردندے یعنی ہلاک و نابود ساختندے مملکت را
جز بسیاست ضبط نتوان کرد و فتنہ را جز سکون آرام نتوان داد آوردہ
اند کہ یکے از خلفا بہ منبر برآمد تیغ کشیدہ و مصحف بر دست گرفتہ پس
در اثنائے خطبہ گفت اے مردمان نیکو شمار از این لبس ست یعنی مصحف

[1] نہیں ہی ملک مگر ساتھ عدل کے ۱۲ [2] نہیں ہی عدل مگر ساتھ سیاست کے ۱۲ [3] آفت ریاست کی سستی سیاست کی ہو ۱۲

دیدان شماجز بدین روا است نشوند یعنی شمشیر **قطعه**

سیاست آتشی باشد که آن را	ز بهر پاسگالان بر فروزند
چو ایشان میفروزند آتش ظلم	همان بهتر که ایشان را بسوزند

آورده اند که طمغاج خان پادشاهی بوده است بزرگ معمار سیاستش عرصهٔ مملکت را معمور [آباد ۱۲] ساخته و شمشیر هیبتش بنیاد بیداد و ستمگاری از شهر و ولایت بر انداخته **قطعه**

تاخت از بیم قهر او فتنه	زان سو نیستی بصد فرسنگ
رفت از صیقل سیاست او	زنگ ظلم از رخ جهان و دو رنگ

روزی یکی از رنود و اوباش گلدسته بخدمت او آورد سلطان از دست بستد و گفت از کجا آورده گفت از گلزارها [مردم بیگانه ۱۲] برچیده ام گفت گلزارها ملک تو بوده گفت نه گفت از مالکش خریده گفت نه چرا که درین شهر گل نخرند و بسیار بی قیمت است سلطان تامل فرموده گفت هر که بی دستوری کسی در باغ او رود و گل بچیند میتواند نیز که بی اذن او میوه باز کند و ازین عملها صورتهای دیگر نیز متصور است حکم کرد تا دستش ببرند اکابر بسی شفاعت کردند تا یک انگشتش ببریدند [جدا ۱۲] و طمغاج خان پیوسته رندان و بیباکان را میکشتی روزی این جماعت بر در دروازهٔ شهر نوشتند که ما آن گیاهیم که هر چند سر زنند بیشتر شویم این خبر بسلطان رسید تا در پهلوی آن خط نوشتند که ما نیز باغبانیم منتظر ایستاده که هر چند سر بر آرند بدرویم [illegible] **فرد**

هر خار که سر بر زند از گلشن ملک	فی الحال سرش به تیغ بر باید داشت

گویند که هرمز بن نوشیروان عدل خود را با سیاست اقتران داده بود و لطف خود را

با قهر الضمام فرموده نیکان را بنواختی و بدان را رسوا ساختی **بیت**

زده سیاست او بر راه کاروان ستم	کشیده مرحمتش خوان عدل در عالم

وقتی رکابدار او در باغی رفت و یک خوشه انگور بی اجازت باغبان باز کرد باغبان عنان اسپ او را بگرفت و گفت بهلای او بده نالانید و شاه هرمز از دست تو تظلم کنم غلام چیزی بوی میداد و او راضی نمیشد القصه هزار دینار باو داد و از هیبت سیاست هرمز و حکما گفته اند سلطنت بمثابه نهال ست و سیاست بمنزله آب پس لازم ست بیخ درخت سلطنت را بآب سیاست تازه داشتن تا ثمرهٔ امن و امان حاصل آید **نظم**

خوش آن شهریاری که از روی دانش	تامل کند در کتاب سیاست
سر تیغ او گلشن سلطنت را	تر و تازه دارد بآب سیاست

و بباید دانست که سیاست بموقع آنست که درباره جمعی واقع شود که استحقاق آن داشته باشند و آن گروهی اند آزار پیشه و بداندیشه که چون مار و کژدم ضرر ایشان بخاص و عام و خرد و بزرگ می رسد یکی از سلاطین حکیمی را پرسید که از آدمیان مستحق سیاست کیانند گفت هیچ آدمی استحقاق سیاست ندارد بلی سیاست به سباع و هوام باید کرد یعنی درندگان و گزندگان (جانوران درنده مراد) (جانوران گزنده) پادشاه گفت معنی این سخن را روشن گردان گفت ای ملک از مخلوقات جمعی اند که خیر محض اند و محض خیر و از ایشان همه نفع رسد و ضررے و ایشان مانند ملائکه اند و بعضی دیگر اند که ایشان محض شر اند و شر محض چون گرگ و پلنگ و مار و کژدم و از ایشان همه ضرر رسد و نفعی نی پس از آدمیان هر که بخوی و خصلت فرشتگان ست افضل نوع انسان ست و هر که بطبع

وسیرت سباع وہوام باشد بد ترین درندگان وگزندگان ست و مستحق سیاست ایشانست نہ آدمیان **مثنوی**

سیاست پسندیدہ باشد بسے	ولیکن نگویم کہ با ہر کسے
بجو ر مردم آزار راخوان و مال	کہ ازمرد بد کندہ بہ پرّ و بال

آوردہ اند کہ در عہد نوشیروان ظالمے ضعیفے را طپانچہ زد واو پیش نوشیروان آمدہ تظلم نمود نوشیروان فرمود تا ظالم را بسیاست گاہ برند وگردن بزنند یکے از خواص گفت عجب داشتم از عدل ملک کہ آدمی را باین قدر جنایت بیجان ساخت نوشیروان گفت غلط کردی من آدمی را نکشتم بلکہ سگ وگرگ را بیجان کردم مار و کژدم را ہلاک گردانیدم **بیت**

کسے کو پیشہ کرد آزار مردم	بمعنی بدترست از مار و کژدم

آوردہ اند کہ خسرو پرویز از بزرگے پرسید کہ از طبقات خلق لائق سیاست کیست گفت اے ملک خلائق پنج طبقہ اند اوّل آنہا کہ در ذات خود نیک اند واز ایشان ہمہ نیکی بخلق میرسد ایشان را تقویت باید کرد وبا ایشان صحبت باید داشت دوّم جمعیکہ بخود نیک اند اما اثر نیکی ایشان بکس نمیرسد ایشان را عزیز باید داشت و بر خیر حریص باید کرد سوّم گروہے کہ میانہ حال باشند یعنی از ایشان نہ خیر بمردم رسد ونہ شر یعنی در ذات خود نہ خیر باشند ونہ شر ایشان را راہ خیر باید نمود واز شر تحذیر باید فرمود چہارم طائفہ کہ ایشان بد باشند اما بکسے بدی نرسانند ایشان را خوار باید داشت تا ترک بدی کنند پنجم فرقہ کہ ہم بد باشند و ہم بدی ایشان بمردم رسد

ایشان را سیاست باید کرد بوعدهٔ دوعید و تهدید اگر بازنیس جنس و آخر کار قتل **فرد**

آتشی را که خلق ازو سوزند	جز بکشتن علاج نتوان کرد

ویکی دیگر از فوائد سیاست تسکین فتنه است چه مردم فتانان شورانگیز چون بینند کہ آتش سیاست تیز ست در گوشہ گریزند و اگر اندک وهنی (سستی[۱۲]) در کار سیاست مشاہدہ رود هزار فتنه (فتنه انگیز[۱۲]) بہ پا کنند و از هر جہتے شورشے بظہور رسانند **نظم**

اگر سلطان نفرماید سیاست	زند هر ناکسے لاف ریاست
بلا بر هم زند روئے زمین را	نہ دولت را بقا باشد نہ دین را
چہ مردم ضبط در کشور نہ بینند	بجز فتنہ رہ دیگر نہ بینند

و هم درین باب گفته اند **قطعه**

اگر نہ هیبت شمشیر پادشاه بود	چہ شورها کہ بیکدم زشہر بر خیزد
کسیکہ دست چپ از دست راست (نشناسد)	هزار فتنہ چو دستش دهد برانگیزد

باب سی و سوم در تیقظ و خبرت

تیقظ بیداری باشد در کار مملکت و خبرت آگاهی باشد از حال رعیت و از ملوک عادل معهود و متعارف (پہچانا ہوا[۱۲]) ست کہ مستخبران (خبر دینے والے[۱۲]) معتمد نصب فرمایند و متفحصان (تلاش کرنیوالے[۱۲]) امین را بر گمارند بہ پنہانی تا تجسس و تفحص حالات مملکت و مہمات رعیت نمودہ بموقف (ٹھہرنے جگہ[۱۲]) اخبار و اعلام (آگاہ کرنا[۱۲]) رسانند و بعد از اطلاع بر آن سعی نمایند تا ہر خللے کہ در بنیاد معدلت ظاہر شدہ باشد مرمت یابد و اصلاح پذیرد پیش از انکہ دست تدارک بدامن تلافی آن نرسد **بیت**

با دل توان کرد اصلاح کار		ازان پیش کز کف رود اختیار	

وبسیار بوده که سلاطین در شب بلباس مجهول می گشته اند و تفحص احوال رعیت و مملکت میکرده چه بسیاری اخبار باشد که مقربان درگاه سلطنت نشوند واگر بسمع ایشان رسد بجهت مصلحت خود یا ملاحظهٔ وقت و زمان بپادشاه نگویند یا نتوانند گفت واز حضرت داؤد علی نبینا و علیه السلام منقول ست که شبها جامه بدل کردی و در شهر و بازار بگشتی بصورت مردم غریب بر آمده واز هر کس خبرے پرسیدی و گفتی که داؤد با شما چه نوع معامله میکند و نوکران و کارکنان او بچه وجه سلوک می نمایند پس اگر جائے دیدی که خللے پدید آمده بتلافی آن مشغول گشتی واز سلطان محمود غازی مثل این صورتها منقول ست که شبها بیرون آمده بتجسس احوال مردم مشغول گشتی وچون درین صورت که پادشاه خود بیرون آید و متفحص گردد امکان خطر ست بزرگان وزیر کان دستورے نهاده اند که سلطان باید که منهی امین معتمد دولت خواه بے غرض پاک اعتقاد بلند همت تعیین نماید بر وجهے که کس بران وقوف نیابد و مرسوم او بدل خواه او مقرر سازد تا اگر کسے بر احوال او واقف شود او را نتوانند که بزر فریب دهد و چنان باید که هر وقت که خواهد پیش تواند رفت شاید خبرے باشد که توقف بر نتابد وچون حال برین منوال بود هر آینه سلطان بر جزئی و کلی صاحب وقوف گردد و بعده ارکان دولت واعیان ولایت برین صورت که پادشاه بر احوال هر یک مطلع ست اطلاع یابند بے شبهه معاش ایشان بر وجهے باشد که باید و عملهائے ناشائسته از ایشان در وجود نیاید نظم

(حاشیه: ہمارے نبی پر اور ان پر سلام ہو ۱۲؛ عاقلان ۱۲؛ خبر دینے والا ۱۲؛ تنخواہ ۱۲؛ تاب نہ لائے ۱۲؛ طرح ۱۲؛ خبر ۱۲؛ زندگانی ۱۲)

چو نیکو متاعے ست کار آگہی | کزین نقد عالم مبادا تہی
ز عالم کسے سر بر آرد بلند | کہ در کار عالم بود ہوشمند

آوردہ اند کہ در خوارزم پادشاہے عادل بود نقش اَلتَّعظِیمُ لِاَمرِ اللہِ بر صفحہ خاطر نگاشتہ و رایت اَلشَّفقَۃُ عَلٰی خَلقِ اللہِ درمیان مرحمت افراشتہ **قطعہ**

ز عدل او شدہ باز سفید جفت کلنگ | ز امن او شدہ شیر شرزہ رفیق شغال
نہ آن فتد کہ بہ دور ہوا بران چنگل | نہ این دراز کند در زمین بدو چنگال

و در زمان او کسے را زہرہ نبود کہ بہ آشکارا عملے ناپسندیدہ از فسق و فجور توانستی کرد مگر یکے
(یعنے قوت ۱۲)
بود از امرا و اعیان دولت او کہ حقوق خدمت قدیمی داشت و بہ در بارگاہ باختیار
(نے بجانا ۱۲)
او کسے نبود خود را بصورت صلاح بسلطان نمودی و در خفیہ بخمر و زمر و انواع فسق
مشغول بودے و کسے را زہرہ آن نداشت کہ از وے شکایت کند سلطان برین
حال وقوف یافتہ نخواست کہ بمجاہرہ درین باب سخن گوید چہ اظہار این نوع کلمات از
(آشکارا ۱۲)
اکابر رفع حجاب احتشام کند و آن مہابت سلطنت را مضرت رسد پس روزے از
(بزرگی و ترس ۱۲)
روزہا آن امیر را طلبید و فرمود کہ مرا مرغے می باید کہ منقار او سرخ باشد و
سر و پاے و بال او سیاہ و باقی سفید و جز تو کسے این نوع مرغ را پیدا نتواند کرد امیر
(یازدہ ۱۲)
گفت کہ بطلب آن اشتغال نمایم و بہر وجہ کہ توانم پیدا سازم اما مرا سہ روز مہلت
باید داد سلطان مہلت داد امیر بہ جستجوے مرغ مشغول گشت در شہر و نواحی
(اطراف ۱۲)
چنین مرغے بدست نیامد امیر بعد از سہ روز بپایۂ سریر بازآمدہ مراسم اعتذار
(عذر کرنا ۱۲)
را تمہید داد کہ اے ملک جہان مدار کہ مقدور داشتم جد و جہد نمودم
(آرائش ۱۲) (کوشش ۱۲)

و در تفحص چنین مرغی سعی کردم پیدا نشد اشارت حضرت اعلی بهرچه صادر شود در عوض آن تا مقدور مهیا گردانم سلطان فرمود که مطلوب من مثل این مرغیست و من اختیار شهر و ولایت بدست تو داده ام و تو از تحصیل این مقدار چیز عاجزی چگونه است بر سه روز دیگر مهلت دادم و این نوبت بی چنین مرغی باز نیائی دیگر باره امیر برفت و بعد از سه روز دست تهی باز آمد سلطان فرمود که تو از شهر چنین بیخبر داری که چهار مرغ بدین شکل و هیات در یک خانه است و پیدا نمیتوانی که دیده و دسر چهار سوی شهر و بازار شرقی گذر کن چون بدر فلان مسجد رسی محله ایست بر دست راست در آن محله کوچه ایست بدین نشان در پیش آن کوچه خانه ایست در پیش جانب غرب بدان خانه در آئی دو صفه که در طرف جنوب است توجه کن بر دست چپ آن صفه خانه ایست و درون آن خانه خانه ی خرد ست در آن خانه بگشای در آن جا قفسی بینی نمد در بران پوشیده و در آن قفس چهار مرغیست بدان نوع که من گفته ام آنرا بیار امیر ازین سخن حیران شده از نزد سلطان بیرون آمد و بدستوری که ملک نشان داده بود برفت و قفس را با آن مرغان حاضر گردانید ملک فرمود که اهل حکومت را باید که از شهر و ولایت خود چنین باخبر باشند که من هستم امیر که این سخن بشنید با خود اندیشه کرد که پادشاهی که از بازار و کوچه و از خانه شهر چنین باخبرست امکان میدارد که بر اعمال پنهانی من هم وقوف داشته باشد من بعد معاش خود را تغییر میباید داد و پس از معاصی توبه کرد و براه راست باز آمد و ازین حکایت معلوم میشود که اطلاع سلاطین بر احوال مردم فوائد بسیار دارد

مثنوی

چنین گفت مرد سخن آفرین	ز اخبار شاهان ایران زمین
که هرمز بهنگام نزع روان	بخسرو چنین گفت کای نوجوان
جهانی بذات تو وابسته اند	بفرمان و حکم تو پابسته اند
بغفلت مکن خواب بیدار باش	ز احوال گیتی خبردار باش
چو در عهدهٔ تست عالم تمام	مشو غافل از کار خود والسلام

و در وقت غفلت به تعیین صاحب خبرانست تا به احوال هر ولایت اطلاع یابد منصور خلیفه گفتی که من بچهار کس محتاجم اوّل عاملی که مال رعیت بمن دهد و مال من برعیت نگذارد دوم شحنه که داد مظلوم از ظالم بستاند (یعنی تحصیلدار ۱۲) و حکم بی طمع و غرض کند (کوتوال ۱۲) پس آهی سرد برکشید و گفت ای دریغ از چهارم پرسیدند که آن کیست گفت آن شخصی که صورت احوال ایشان را چنانچه هست بمن باز نماید والحق اگر پادشاه را چنین کسان بدست افتند پس صلاح در میان خلق پدید آید آورده اند که اردشیر بابک از بسکه تفحص حال گماشتگان و نزدیکان خود کردی کار بجائی رسیده بود که هر روز با امرا و وزرا و عمال و سایر ملازمان گفتی که دوش حال تو برین منوال بود که چه خوردی و کجا خفتی و با که سخن کردی و چه گفتی مردم ازین سخن تعجب می نمودند و میگفتند وی را فرشتگان خبر میرسانند و آن نبود الا با علام صاحب خبران (خبر دہندہ ۱۲)

رباعی

صاحب خبران امین شاهان باشند	مقبول دل جهان پناهان باشند
هم بر جگر ستمگاران نیش زنند	هم مرهم زخم دادخواهان باشند

و اگر بی اعلام صاحب خبر مهمی بموقف عرض رسد شرط آگاهی آنست که زود

حکم نفرمایند چه بزرگان گفته اند که حکم پادشاه بمنزلهٔ قضا و تقدیر می ماند که چون از عالم مشیت عزم عالم بشریت کند را منع آن بهیچ وجه میسر نشود و احتراز و اجتناب از ان در حیز امکان نگنجد

(ارادهٔ الٰہی ۱۲ — یکسوئی پرہیزگاری ۱۲)

بیت

چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے	یقین که باز نه گردد بهیچ تدبیرے

پس شرط والیان خطهٔ سلطنت و حامیان حوزهٔ مملکت آنست که در امور مصالح جمهور بے حجتے قاطع و دلیلے ساطع و بے بینهٔ روشن و برهانے واضح هیچ حکم با مضا نرسانند و بے تامل و امعان و تدبر و ایقان پروانگی ندهند که خردمندان فرموده اند **قطعه**

(نگہبانان ۱۲ — یقینی ۱۲ — اجرا ۱۲)

نباشد پسندیدهٔ شرع و عقل	که به بینه شاه فرمان دهد
که هم چون مضائے قضا حکم او	گهے جان ستاند گهے جان دهد

و شرط دیگر آنست که از روئے گمان بیگناهان را بورطهٔ مضیق ضرر و معرض خطر نیفگند که بیشتر گمانها بے دیان و بزه باز گردد چنانچه حق سبحانه فرموده که اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اگر کسے مجرد گمان بے تحقیق و ایقان در مهمے حکم فرماید و آن گمان خطا بیرون آید خود را در محل سخط و مظهر غضب آفریدگار ساخته باشد نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ **قطعه**

مکن کس را باندک ظن باطل	عقوبت تا پشیمانی نیارد
که چون شک از یقین گردد هویدا	پشیمان گردی و سودے ندارد

آورده اند که در روزگار قباد شهریار شخصے بویرانهٔ در آمد شخصے را دید افتاده چون نیک در نگریست سرش بریده بودند و کارد بر سینه اش نهاده آن کس از

۱ البتہ بعضے گمان گناہ ہیں ۱۲ ۲ پناہ چاہتے ہیں ہم ساتھ خدا کے پاس سے ۱۲

غایت تحیر مبهوت و مدهوش بماند مشعر اسنے قوت استادن و نے جراءت رفتن در
همین حال یکے از ملازمان حاکم آن ولایت برسید آن صورت مشاهده کرد فی الحال
او را دست و گردن بسته و کارد پر خون از گردنش آویخته بدر خانهٔ حاکم آورد و
واقعه را تقریر کرد حاکم بانگ برزد که این کس را چرا کشتی گفت ایها الملک من
بدین ویرانه رسیدم و او را کشته دیده متحیر و متعجب گشتم در اثنائے آن حال این کس مرا
گرفته نزد شما آورد و من نه از مقتول خبر دارم و نه از قاتل حاکم گفت کمال عجب آنست
که تو او را کشته و بدین سخنان میخواهی که از دست من برهی آن بیچاره گفت اے
ملک با من بگمان خود کار مکن که حق میفرماید[۱] إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا گمان بجائے
یقین نمی نشیند حاکم گوش بسخن وے نکرد فرمود تا بردارش کشند در محلیکه رسن در گردن
او کرده میخواستند که بردارش کشند و ندا میزدند که وے در فلان ویرانه کسے را کشته است
جوانے از نظارگیان پیش آمد و گفت اے جلاد چندان صبر کن که تا من پیش ملک بروم و
صورت حال باز نمایم تعجیل منمائے که این شخص بیگناه است و خون بیگناه ریختن عمل تباه کند جلاد
توقف کرد او پیش ملک برود گفت ایها الملک خونیکه دران ویرانه واقع شده من
کرده ام آن کس دشمن من بود من فرصتے یافتم او را بکشتم و این جوان که او را سیاست
فرموده از این حال بیخبر ست ملک تامل بسیار فرمود و نذر کرد که دیگر بمجرد گمان حکم
نه کند پس آن جوان را محبوس ساخته صورت حال به پادشاه قباد عرض کردند وے از
علمائے زمان پرسید گفتند او را نباید کشت زیرا که اگر یکے را کشته سبب

---

[۱] البتہ گمان بے نیاز نہیں کرتا حق سے کچھ ۱۲

حیات دیگرے شدہ است پس تنہا آں جوان را طلبید و صورت حال از وے پرسید و خلعت دادہ آزاد کرد فرمود تا در وصایائے وے نوشتند کہ بر پادشاہان لازم ست کہ خون مردمان بمجرد وہم و گمان نریزند **قطعہ**

سیاستے بگمان رسم معدلت بنود	کہ تا یقین نشود خون کس نشاید ریخت
بہر دیارے کہ حکم از رہ گمان باشد	بزود زود بباید ازان دیار گریخت

آوردہ اند کہ یکے از ملوک ہار عام دادہ بود و در بر وے وضیع و شریف کشادہ اکابر و اصاغر کہینہ ۱۲ بزرگ ۱۲ بڑے چھوٹے ۱۲ ہدیہا رہمایونش تبرک می جستند و دیدہ و گوہر تاج و فروغ افسرش منور می ساختند **بیت**

دیدن روئے سلاطین دیدہ روشن میکند	از ہمہ تیر بلا گویا کہ جوشن می کنند

پیرے از میان قوم سخن آغاز کرد و گفت ہر کہ بہ لقائے ملوک مستعد گردد ہدیہ نفیس و ملاقات ۱۲ سعادت پانیوالا ۱۲ تحفہ عزیز ہا باید گذرانید و دست امکان من بذخیرہ کہ از جنس زر و نقرہ باشد نمیرسد اما از جواہر حکمت درے شاہوار دارم میخواہم کہ درین مجلس نثار کنم پادشاہ فرمود کہ بضاعت پونجی ۱۲ سخن در روزبازار لطف و کرم ما از جملہ بضاعتہا رائج تر ست بیار تا چہ داری پیر فرمود کہ اے ملک میان شک و یقین از چہار انگشت بیش نیست ہر چہ بچشم بینند بہ یقین حق بود آنچہ بگوش شنودہ شود در حقیقت و بطلان او شک و گمان مدخل دارد و شاید کہ باطل بودہ باشد نہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ و چون فرمان شاہ ہر چہ فرماید نافذ ست پس در آنچہ حکم شود باید کہ از روے یقین رجوع گیرد نہ از راہ گمان کہ اگر ناگاہ آن گمان مرتفع شود و یقین نوعے دیگر روے نماید سبب بدنامی دنیا و وبال آخرت ست ملک او را تحسین فرمود و این سخن بقبول تلقی نمود **نظم**

پیش آنا ۱۲

ہر حکم کہ از سرِ یقین ست	آرائش ملک و زیب زین ست
حکمے کہ بنائش بر گمان ست	آشوب دل و زیانِ جان ست

از حکیمے پرسیدند کہ سبب غفلت بعضے از ملوک چیست گفت سہ چیز ست کہ پادشاہ را از مملکت و رعیت بیخبر میگردانداوّل شہوت و متابعت ہوائے نفس کہ ہر کہ بہوائے نفس و آرزوئے دے در ماند پروائے ہیچکس نہ فرماید و ہیچ چیز ندارد بیت

ہر کہ از سودائے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد

مشہور ست کہ شخصے اسکندر را گفت تو پادشاہی و بغایت بزرگی زنانِ بسیار در عقد خود در آور تا فرزندان بسیار شوند و از تو یادگار ماند گفت یادگار من عدل ست و نیکنامی ذشت باشد کہ کسے بر مردان غالب آمدہ باشد بہ آخر زبون زنان گردد فرد

برائے یکدمہ شہوت کہ خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست

دوم از اسباب غفلت حرص باشد بر جمع مال و نہادن گنج و ہیچ صفتے مر ملوک را نا پسندیدہ تر از حرص مال جمع کردن نیست زیرا کہ حریص در جمع مال پروائے حرام و حلال نکند و غم ملک و رعیت نخورد بلکہ نخواہد کہ غیر او را مال و منالے بود ہمہ خود را خواہد و با این ہمہ ہنوز سیر نشود بیت

کاسہ چشم حریصان پر نہ شد	تا صدف قانع نہ شد پُر در نہ شد

آوردہ اند کہ زاہدے سلطانے را وصیّت میکرد کہ اے ملک حالا رعیت تو توانگر و تو پادشاہ توانگرانی پس اگر مال از رعیت بسیار بستانی محتاج شوند

و آن زمان تو پادشاہ محتاجان باشی حکیم فردوسی فرمودہ **مثنوی**

اگر پادشہ رائے گنج آورد	دل زیر دستان بر نج آورد
چو ناکام باید دشمن سپرد	پس آن گنج را رنج باید شمرد

پادشاہے را گفتند مال از رعیت بستان و در خزانہ نہ گفت خزانہ بہ از رعیت نیست ہر گاہ بخواہم مال خود از ان خزانہ بر میدارم سوم از انہا کہ عفلت آرد شراب خوردن ست و بملاہی و ملاعب میل کردن و پادشاہ باید کہ از مستی بپرہیز د زیرا کہ چون مست شود از ملک و مال بے خبر گردد (کھیل کود ۱۲) ملازمان بجہت آنکہ او را غافل یافتہ اند ہر چہ خواہند با ہر کہ خواہند بکنند **بیت**

بیخبر آن مرد کہ چیزے چشید	کش قلم بے خبری در کشید

و بسیار باشد کہ در مستی صورتے چند وجود گیرد و خللے چند وقوع یابد کہ در ہشیاری تدارک و تلافی آن نتوان کرد **قطعہ**

مست بودن نیست داب و پیشہ ارباب ملک	شاہ را در سلطنت آئین ہشیاری خوش ست
شاہ باشد پاسبان ملک مستی خواب خوش	پاسبان را خواب لائق نیست و بیداری خوش ست

و الحمد للہ الملک التواب[1] کہ این شاہزادہ کامیاب دارائے ممالک آرائے فریدون و بخت سکندر تخت خورشید طلعت جمشید صولت (بدبدبہ ۱۲) **قطعہ**

ابو المحسن آن خسرو نامدار (نام بادشاہ ۱۲)	کہ نازد بدو مسند سروری (بادشاہی)
چو در معدلت ثانی سنجر ست	بدو داد حق مملکت سنجری

[1] اور سب تعریف خدائے پادشاہ توبہ قبول کرنے والے کو سزاوار ہے ۱۲

برمقتضائے فرمان لازم الاذعان تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ تَوبۃً نصُوحاً قدم درعالم توبہ نہادہ وباب استغفار بمفتاح وَاستَغفِر لِذَنبِکَ کشادہ مضمون وَاَنِیبُوا اِلیٰ رَبِّکُم را بالقبول تلقی نمودہ مانند لالہ سیراب ساغر شراب برسنگ زدہ وچون سوسن آزاد بدہ زبان کلمۂ استغفر اللہ خوان زبان آغاز کردہ وچہرہ مبارکش کہ افروختہ جام مدام بود سیمائے متعبدان گرفتہ وبروعدۂ وَسَقٰہُم رَبُّہُم شَرَاباً طَہُوراً از ارتکاب شراب فجور کہ فی الحقیقۃ شراب غرور است درگذشتہ این زمان درمجلس ہمایون بجائے گلبانگ مے خواران صدائے دعائے دینداران ست ووعظ ہائے ہوئے مستان نغمۂ تکبیر وتہلیل خدا پرستان فرد

بجائے نغمۂ نے صوت دلکش حفاظ	حافظ	بجائے جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

حقسبحانہ بہ برکت توبہ وانابت آنحضرت را بروزگار کافۂ انام واصل داراد ومیمنت این حالت بایام دولت خجستہ فرجام الیشان متواصل باد بالنبی وآلہ الامجاد

باب سی وچہارم درفراست

وآن شرط کلی باشد درحکومت وبراہل اخذ یا لہ واجب ست کہ بعین بصیرت درشوائق ولواحق ہرحادثہ کہ واقع شود نظر کنند اگر آن واقعہ بغایت روشن وہویدا باشد بدانچہ مقتضائے شرع وعدل ست بدلان حکم فرمایند واگر سرآن نیک ظاہر نیست بنور فراست درگ آن بایدکرد واعتماد برقول ناقلان نباید نمود وبزرگان گفتہ اند

ـــــــــــــــــــــــ

۱ توبہ کرو خدا کی طرف توبہ خالص ۱۲ ۲ بخشائش مانگ اپنے گناہ کی ۱۲ ۳ رجوع کرو اپنے رب کی طرف ۱۲ ۴ آمرزش چاہتا ہوں خدا سے ۱۲ ۵ اور پلائی انہیں ان کے رب نے شراب پاک ۱۲ ۶ اللہ اکبر کہنا ۱۲ ۷ لا الٰہ الا اللہ کہنا ۱۲ ۸ نبی اور ان کی اولاد بزرگی کی برکت سے ۱۲ ۹ اگلی چیزیں ۱۲ ۱۰ پچھلی چیزیں ۱۲

زیب حکومت بزیور فراست ست در خبر آمده که دو ضعیفہ بمکہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام رفتند و بر کودکے دعوے میکردند بریک میگفت این از آن من ست و ہر دو از اثبات عاجز بودند حضرت سلیمان فرمود تا آن طفل را بشمشیر دو نیمہ کنند و ہر ضعیفہ را نیمے بدہند چون شمشیر برکشیدند یکے از آن دو ضعیفہ بیقرار شد و بگریست و گفت من از حق خود گذشتم او را مکشید و دران ضعیفہ دیگر ہیچ اثر پدید نیامده بود سلیمان فرمود تا طفل را بدان زن دادند کہ بکشتن او راضی نشد چہ فراست اقتضاے آن میکند کہ آن زن مادر وے بوده بجہت شفقتے[خواہش ۱۲] کہ از و ظاہر شد و فراست نوریست کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بہ بندۂ مومن عطا فرموده چنانچہ مضمون این حدیث کہ اتقوا[۱] فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ برین معنی دلالت میکند و معنی حدیث آنست کہ بہ بپرہیز از فراست مومن کہ او بنور خداے ہر چیزے می نگرد پس ہیچ بر وے پوشیده نماند و مفسران درین آیت کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ توسم را بہ تفرس فرود آورده اند و فراست دو نوع ست فراست شرعی و فراست حکمی[حکمت والی ۱۲] فراست شرعی عبارت ست از آنکہ بواسطہ تزکیۂ نفس[پاک کرنا ۱۲] و تصفیہ[صاف کرنا ۱۲] قلب حجاب قلب از عین بصیرت مرتفع شود تا مومن بنور یقین بینا گردد و در ہر کہ نگرد بفراست حقیقی بر احوال او اطلاع یابد

بیت

بلکہ گر از دور نامت بشنوند	بر ہمہ حالات تو واقف شوند

و در اخبار آمده کہ امام شافعی و امام محمد رحمہما اللہ در پیش حرم کعبہ نشستہ بودند

[۱] ڈرو مومن کی فراست سے کہ بیشک وہ دیکھتا ہے نور خدا سے ۱۲ بیشک البتہ اس میں نشانیاں ہیں ڈھونڈھنے والوں کو ۱۲

مردے از درِ مسجد در آمد امام شافعی فرمود کہ این مرد درودگری نماید امام محمد گفت آہنگر
بہ نظر من در می آید پس او را طلبیدند و از حرفہ او پرسیدند گفت من قبل ازین آہنگری (بڑھئی کا)
میکردم و حالا درودگری میکنم و ازینجا صحت فراست این دو بزرگ معلوم
می شود قطعہ

ہر دل کہ منظرِ نظرِ کبریا بود	پیوستہ جلوہ گاہ کمال فراست ست
گو آئینہ بہ صیقل تجرید پاک ساز (سنی بعد)	آنرا کہ آرزوے جمال فراست ست

آوردہ اند کہ خواجۂ بزرگوار قطب الاخیار خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ روزے در
معرفت سخن میگفت کہ ناگاہ جوانے بہ مجلس شریف ایشان در آمد بصورت زاہدان
خرقہ در بر و سجادہ بر دوش در گوشہ نشست و بعد از زمانے سر بر آورد و برخاست
و گفت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ
یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ سرِ این حدیث چیست حضرت خواجہ فرمود کہ سرِ این حدیث
آنست کہ زنّار ببری و ایمان آری جوان گفت نعوذ باللہ کہ مرا زنّار باشد خواجہ (پناہ چاہتے ہیں ہم خدا سے ۱۲)
بخادم اشارت فرمود تا خرقہ از سرِ آن جوان برکشید و زنّارے در زیرِ آن
پدید آمد بیت

ضمیرے کہ آن روشن ست از غبار	شود نقش غیبے درو آشکار

جوان فی الحال زنّار ببرید و ایمان آورد حضرت خواجہ فرمودند کہ اے یاران بیائید تا بہ
موافقت این نو عہد کہ زنّار ظاہر برید زنّارہاے باطن را قطع کنیم خروش از مجلسیان
بر آمد و در قدم خواجہ افتادہ تجدید توبہ کردند مثنوی

توبه باشد چون پشیمان آمدن	به در حق نو مسلمان آمدن
عام را توبه ز کار بد بود	خاص را توبه ز دید خود بود
گفت پیرے کاملے در ره پیشواست	توبه کن از هر چه آن غیر خداست

قسم دوم که فراست حکمیست و آن چنان باشد که حکما به تجربه آن را دریافته اند و دلیلهاے آن را از شکل و هیئت مشاهده کرده و اغلب آن راست آمده و حکما در زمان نوشیروان جهت وے در فراست رساله ساخته بودند پیوسته آن را مطالعه کردی و از روے فراست حکم فرمودی آورده اند که روزے مردے کوتاه بالا به مجلس مظالم نوشیروان در آمد و تظلم نمود که مردے بر ستم رسیده ام نوشیروان گفت دروغ میگوئی جهت [فریاد] آنکه در علم فراست گفته اند که هر که کوتاه قامت بود ذخیرهٔ حیله و مکر باشد پس این مرد بیداد گر است نه ستم یافته پس تفحص کردند آنچنان بود **بیت**

فراست دیدهٔ دل بر کشاید	هر آن حالے که باشد وا نماید

در تواریخ مذکور است که نوبت دیگر هم مردے کوتاه قامت در پیش نوشیروان داد خواهی کرد و گفت کسے بر من ستم کرده است نوشیروان فرمود که کسے بر مردم کوتاه بالا ستم نتواند کرد بلکه او ستم کند و تو کوتاه قدے گفت اے شاه آن کس که بر من ستم کرده است از من کوتاه تر است نوشیروان تبسم فرمود و داد او بداد حضرت مرشد همدانی میر سید علی همدانی قدس سره در کتاب ذخیرة الملوک فصلے از اقوال اهل حکمت در باب دلائل فراست آورده بخاطر فاتر رسید که تمام آن بهمان عبارت درین اوراق مثبت گردد تا حضرت سلاطین را دستور العمل باشد و این

کتاب نیز از برکت امام حقانی و علی ثانی زیب و زینتے یابد فرد	
دستهٔ گل چو به گیا بندند	زیور دیگرش بیفزاید

بدانکه حکما در مقالات خود گفته اند لون بیاض مفرط یا کبودی و سبزی چشم دلیل ست بر سخت روئی و بی شرمی و خیانت و فسق و ضعف عقل و رکاکت رائے و اگر با این علامات باریک رخ باشد و کوسج و تیز نظر و پهن پیشانی و بر سر موئے بسیار دارد حکما میگویند که حذر کردن از چنین کس لازم تر ست که از مار و افعی بد تر ست دلائل موئے حکما گفته اند که موئے درشت میگون معتدل لون نشان شجاعت و صحت دماغ ست و موئے نرم نشان بد دلی و زن رندگی باشد و برودت دماغ علت کم فهمی ست و بسیاری موئے بر کتفها و اذن نشان جرأت و حماقت ست و بسیاری موئے بر سینه و شکم نشان وحشت طبع و کند فهمی و میل بجور ست زردی موئے نشان حماقت ست و تسلط و زود خشم گرفتن موئے سیاه نشان عقل و ادراک بود و دوست داشتن عدل موئے متوسط میان سرخی و سیاهی نشان اعتدال صفات بود دلائل پیشانی حکما گفته اند که پیشانی فراخ که بروے خطوط یعنی چین و شکنج نباشد نشان خصومت و بلاهت و شغف و لاف و گزاف بود پیشانی باریک و نحیف نشان فرومایگی و بخیل ست و عاجزی بود و پیشانی متوسط که بروے غضون باشد نشان صدق محبت و فهم و علم و هشیاری و تدبیر بود دلائل گوش گوش بزرگ نشان جهل ست لیکن صاحب آن را قوت حفظ باشد و تند خوے بود در بعضے اوقات و گوش خرد نشان احمقی و دزدی بود و گوش معتدل نشان

اعتدال احوال بود دلائل ابروے ابروے بزرگ بسیار موے نشان درشتی بود در سخن
ابروے کشیده تا نزدیک صدغ نشان لاف و تکبر و ابروے سیاه متوسط کوتاهی
و درازی نشان فهم و دیانت باشد دلائل چشم بدترین چشمها ازرق [نیلا ۱۲] ست چشم کلان نیز نظر
نشان حسودی و خائنی و بیحیائی و کاهلی بود و جمودت چشم [یعنی سکون ۱۲] و قلت حرکت آن نشان نادانی
و کند فهمی بود و سرعت حرکت چشم و تیزی نظر نشان حیله و مکر و دزدی باشد سرخی
چشم نشان شجاعت و دلیری بود نقطهاے زرد بر گرد حدقه [سیاہی چشم ۱۲] نشان فتنه و شر انگیختن
باشد و چون چشم متوسط بود میان بزرگی و خردی و سیاهی و سرخی نشان فهم
و هوشیاری و راستی و دیانت باشد دلائل بینی باریک بینی نشان مداهنه [چرب زبانی ۱۲] و ملایمت
و لینت [نرمی ۱۲] باشد بینی کج نشان شجاعت بود بینی پهن [چوڑی ۱۲] نشان شهوت و دوستی بود
فراخی سوراخ بینی نشان غضب باشد سطبری [گندگی ۱۲] میان بینی تا پهنائی سر بینی نشان
بسیار سخنی و دروغگوئی بود بینی متوسط در سطبری [گندگی ۱۲] و باریکی و درازی و پهنائی نشان فهم
و عقل بود دلائل لب و دهن دهن فراخ نشان راے صواب و شجاعت ست
و سطبری لب نشان حماقت و اعتدال لب با سرخی نشان راے با صواب بود
دلائل دندان دندانهاے کج و ناهموار نشان مکر و حیله و خیانت بود دندانهاے کشاده
و هموار نشان عدالت و امانت و تدبیر بود دلائل رخساره رخساره پر گوشت منتفخ نشان
جهل و درشت خوئی بود و نزاری و زردی رخساره بے علت نشان خبث [بدی ۱۲] باطن و قبح
سیرت بود و توسط این معنی نشان اعتدال بود دلائل آواز آواز بلند و سطبر [خصلت ۱۲] نشان
شجاعت بود آواز باریک نشان بدگمانی و توهم آواز معتدل نشان حسن

ناک کی ۱۲ — آہستگی ۱۲

کفایت و تدبیر بود و بینی در آوانه نشان حماقت و کبر و کم فهمی باشد دلائل سخن و وقار

در سخن نشان خوبیست و حرکت دست بوقت سخن گفتن نشان زیرکی و تدبیر بود

دلائل گردن گردن کوتاه نشان مکر و خبث بود گردن دراز و باریک نشان بیدلی

و حماقت بود گردن سطبر نشان جهل و پرخوردن بود گردن متوسط نشان صدق و

نامردی ۱۲

عدل و تدبیر بود دلائل سینه و شکم شکم بزرگ نشان جهل و خساست و حمق و جبن و

فتنه بود لطافت شکم و سینه در اعتدال نشان حسن رای و صفای عقل بود دلائل کتف

و پشت عرض کتفین و پشت نشان شجاعت و خفت عقل بود نزاری کتفین نشان قبح

ہردو شانہ ۱۲

سیرت بود و سوء مذهب دلائل کف انگشتان کف انگشتان و رانه نشان زیرکی

باشد در صفت پا و علامت تدبیر کار پا دلائل ساق غلیظ ساق نشان نادانی و سخت

موٹاپائی ۱۲

روئی باشد و اعتدال آن نشان اعتدال حال بود ازین مقدار علامات فراست حکیم

عاقل را در تفرس احوال خلق کفایت بود تا اینجا سخن صاحب ذخیره است و درین

باب نکته دانستنی ست و آن چنان باشد که اوصافی که حکما بدین دلائل ذکر کرده اند

برای عوام الناس و کسانی ست که در تبدیل اخلاق نکوشیده باشند و از

صفات طبعی و بهیمی نگذشته بمرتبه انسانیت نرسیده و اگر کسی اخلاق و اوصاف

ورزش روزانی ۱۲

خود را بسبب ریاضت و تلقین مشائخ یا تربیت و تقویت علما و اطلاع بر اخبار

محنت ۱۲

و آثار تدارک بصلاح آورده باشد با وجود دلائل شر حکم بر شرارت او نتوان کرد چنانچه

در اخبار یونانیان آمده است که حکیم الهی افلاطون بر بالای کوهی مسکن داشت

در آن کوه راه سوای یک راه بیش نبود و بر سر آن راه نقاشی نشانده بود و مقرر

فرموده که هر گاه کسے خواهد که به صحبت من آید اول صورت او را بکش و نزد من آر

تا از دلائل هیئت او بر احوال او تفرس کنم اگر دانم که لائق مجالست من ست بتعلیم

و الّا ملتفت وے نشوم (تنگ دل ۱۲) پس هر که آرزوئے ملازمت حکیم بودے آن مصور صورت او را

کشیده نزد حکیم می برد او در آن صورت تامل کرده او را می طلبید یا نادیده باز میگردانید

روزے یکے از اکابر بیامد صورت او را به حکیم عرضه کردند فرمود که این کس لائق

صحبت من نیست همین که این خبر بوے رسید پیغام نزد حکیم فرستاد که آنچه از اخلاق

من بحسب فراست فهم کرده اید چنان بوده اما من بریاضت همه را علاج کرده ام

و تبدیل داده پس حکیم او را طلبیده به صحبت خود معزز گردانید پس بکلی بنائے کار

بر دلائل فراست نباید نهاد و بذهن و ذکائے (تیزی طبع ۱۲) خود نیز تصرفات باید فرمود به فیض الهام (دل میں ڈالنا ۱۲)

الٰهی که ارباب الدول ملهمون (دعوت مند الہام کیے گئے ہیں ۱۲) مستظهر باید بود **قطعه**

بر دل پاک اهل دولت و دین	فیض الهام میرسد ز خدائے
در ره حق غلط نه خواهد کرد	هر که انور او ست راه نمائے

باب سی و پنجم در کتمان (چھپانا ۱۲) اسرار

یکے از آداب ملک داری پوشیدن اسرار ست و در افشائے امور ملکی خطرهائے بیشمار ست در اخبار آمده است که حضرت رسالت پناهی صلے الله علیه وسلم در بعضے سفرهائے خود را توریه فرمودے یعنی پوشیده داشتے بران وجه که لفظے بزبان گوهر فشان راندے که ذهن مستمع بطرفے از اطراف (چھپانا ۱۲) رفتے و آنحضرت بجانب دیگر توجه نمودے که ما الف سخن

نے بودے واکابر سلف برین وجہ سلوک مے نمودہ اند خصوصاً در محاربات **مثنوی**

چنین باید آئین کردار تو	کہ کس را نیابد بر اسرار تو
سکندر کہ با شرقیان حرب داشت	در خیمہ گویند در غرب داشت
درین کار کس با تو انباز نیست	بجز تو ترا محرم راز نیست
مگر جز تو دانند کہ رائے تو چیست	بر آن رائی و دانش بباید گریست

و سخنے مشہور ست اُسْتُرْ ذَہَابَکَ وَ ذِہَابَکَ وَ مَذْہَبَکَ یعنی سہ چیز خود را پوشیدہ باید داشت اوّل مال خود را مستور باید داشت کہ اہل طمع بیشمارند دوم سفر را یعنی از مقصد و راہ خود کسے را خبر نباید کرد کہ دشمنان در کارند سوم دین و معتقد خود را با کس در میان نباید آورد کہ غمازان و حسودان بسیارند بلکہ ہر سرے کہ داری مخفی بہتر ست زیرا کہ محرم اسرار دو عالم کمتر ست **مثنوی**

مگو سر خود با کسے در میان	کہ محرم نہ بینی ز اہل جہان
بگشتم در اطراف عالم بسے	ندیدم ز یاران محرم کسے

حکما فرمودہ اند کہ مافی الضمیر آدمی از دو بیرون نیست یا نشان نعمت ست یا بیان محنت و این ہر دو پنہان داشتنی ست اگر مواہب نعمت ست نہان باید تا چشم حسودان بران کار نکند و از آفت اہل طمع ایمن ماند و اگر نوائب محنت ست ہم مخفی باید داشت تا دوستان را سبب ملال نشود و دشمنان را موجب شماتت نگردد درین معنی گفتہ اند **قطعہ**

تا توانی سر خود با کس مگوے	زانکہ آن سر شادی آرد یا ملال

گر غمی باشد شود دلها ملول	در بود شادی رسد عین الکمال
پس درون خلوت اسرار خویش	هیچکس را ره مده در هیچ حال

یکے از حکیمے پرسید که اگر مرا سرے در خاطر غلیان کند باکه گویم که آن را نیک نگاه دارد و فاش نکند جواب داد که هر گاه سرے که ترا باآن کار ست خود نگاه نتوانی داشت و ظاهر کنی کسے را که آن در کار نیست چه نگاه دارد و نگوید **بیت**

چون تو نتوانی کشیدن بار خود	یار اگر نه کشد مرنج از یار خود

آورده اند که سکندر سرے از سرار خود با یکے در میان آورده بود و در محافظت آن مبالغه کرده ناگاه آن سر از دے سر بر زد و بگوش اسکندر رسید اسکندر با حکیم بلیناس گفت عقوبت کسے که سر کسے فاش کند چیست حکیم گفت روشن تر ازین بفرمائے اسکندر فرمود که من با فلان کس سرے در میان نهادم و او افشاے آن کرده و من از و رنجیده ام و میخواهم که او را بسزا رجزائے او رسانم حکیم گفت اے ملک از و مرنج و او را عقوبت مکن که سر خود را خود افشا کرده باآنکه سر تو ترا اهم بود بار آن نتوانستی کشید اگر دیگرے تحمل آن بار نکند بعید نباشد **قطعه**

سر خود را هم تو محرم بشو که محرم یافت نیست	همدم خود باش خود زیراکه همدم یافت نیست
دوستی یکرنگ ویکدل جستم از پیر خرد	گفت بگذر کانچه میخواهی بعالم یافت نیست

باب سی و ششم در اغتنام فرصت و طلب نیکنامی

بر مرایاے ضمائر خورشید مآثر اهل فطنت و اصحاب خبرت ظاهر و واضح ست که عمر

عزیزیکه چون برق در گذارست و اوقات زندگانی چون موج بحار ناپائدار هر ساعتی که میگذرد جوهر بے بدل ست غنیمت آن بباید شناخت و هر فرصتے که مرور میکند غنیمتے بے عوض ست آن را ضائع نتوان ساخت فرد

دریاہا ۱۲

دمیکه میگذرد زان نشان مجوے دگر	چه اکه ایلچی عمر بے نشان گذرد

از زندگانی انچه رفت باز آوردن آن از حیز امکان دورست و انچه مانده آن نیز در پردۂ غیب مخفی و مستور میان ماضی و مستقبل وقتیست که آن را حال گویند عمر خویش آن وقت را میباید دانست و کار خود را دران حال میباید کرد قطعه

گذشته آینده ۱۲

فرصت غنیمت ست غنیمت شمار وقت	زان پیش کو برون رود از دست ناگهان
دل بر زمانه کے نهد آن کس که عاقل ست	دانا بعمر خود نه کند تکیه بر جهان

پس درچنین روزگارے گذرندهٔ اوقاتے ناپائنده صاحب دولت کسی ست که باظهار آثار مکرمت و اجراے انهار مرحمت نام نیک و ذکر جمیل یادگار گذارد که حیات ثانیه عبارت ست از نیکنامی قطعه

نشان ۱۲

اے طالب خلود و بقا و دوام عمر	باقی بذکر خیر بود نام آدمی
زیچ ست قدر و حشمت و مال و منال و جاه	چون عاقبت فناست سرانجام آدمی
هرچند فکر میکنم از هرچه در جهان	نام نکوست حاصل ایام آدمی

همیشگی ۱۲

آورده اند که بزرگے را در مجلس پادشاهی تعریف بسیار کردند و از فصاحت و بلاغت و فضائل و معالی او بسے شرح دادند بمرتبه که شوق پادشاه بلقاے او از سرحد بیان تجاوز کرده باحضار او مثالے عالی ارزانی فرمود آن عزیز که به مجلس عالی

حاضر کرده فرمان ۱۲

درآمد بعد از ادای سلام گفت که پادشاه را بهزار سال بقا باد پادشاه گفت اول سخن محال گفتی و این از فضل تو عجیب بود و از مثل تو کسے غریب نمود او جواب داد که حیات مردم نه همین در بقاے بدنست همه کس داند که نهایت بقائے آدمی بهزار سال نرسد اماچون نام نکو بعد از وفات حیاتے دیگرست غرض من آن بود که رقم نیکنامی آن حضرت بهزار سال بر صحیفهٔ روزگار باقی ماند **قطعه**

(از زندگی ۱۲)

کسے کو شد بنام نیک مشهور	پس از مرگش بزرگان زنده دانند
ولے آن را که بد فعل ست و بدنام	اگرچه زنده باشد مرده خوانند

واز همین مقوله است این بیت **بیت**

سعدیا مرد نکو نام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش بنکوئی نبرند

یکے از بزرگان در رسالهٔ خود آورده که ایوان نوشیروان وطاق کسری اگرچه رفعتے وارد و در اطراف عالم بلند آوازه است اما استعجاب نه در علو کنگره است و نه در حسن غرفه و پنجره چه خشتے چند بر هم نهادن و درے چند در هم کشادن چندان کارے نیست نظاره گاه عقل آنست که در زاویهٔ تنگ آن پیرزن تامل کنند که در گوشهٔ ایوان شاهی واقع شده بود و خبر آن چنانست که وقتیکه ایوان کسری تمام شده و عمارت کاخ و منظره اش سمت اتمام یافت نوشیروان جمعے از حکما و نظاره را گفت نظر کنید که درین عمارت هیچ عیبے و خللے هست تا بتدارک آن امر کنم ایشان بعد از نظر در اطراف و جوانب آن بعرض رسانیدند که اے ملک این عمارتی ست که دست ارتفاعش کمربند جوزا میکشاید و شرفهٔ رفیعش پاے شرف بر سر ایوان کیوان می نهد **قطعه**

(بلندی ۱۲) (جهرکاه) (نام برج ۱۲) (کنگره ۱۲) (زحل ستاره ۱۲)

چنین بنائے ہمایون فلک ندید بچشم	چنین عمارت عالی جہان ندارد یاد
نخست بارگہ اقبال باز کرد درش	درے ز خلد برو ئے جہانیان بکشاد

ہیچ خللے در ارکان این ایوان و ہیچ زللے [لغزش۱۲] در اطراف آن نیست الا آنکہ در گوشہ ایوان خانہ ایست مختصر و کلبہ ایست محقر دودے از روزن آن ویرانہ بر می آید و دیوار آنرا سیاہ و تیرہ میسازد اگر این صورت بر طرف شود بغایت مناسب ست و چنین چشم زخمے [عاجز۱۲] ازین ایوان دفع کردن لازم و واجب نوشیروان گفت کہ این خانہ ملک پیر زنی ست عمر گذراندہ و آفتاب زندگانی ش بسر حد غروب رسیدہ من در وقتیکہ اساس این ایوان می نہادم و معماران طرح آن میکشیدند این خانہ مانع بود ازانکہ سطح پیش ایوان ہموار باشد کسے پیش پیر زن فرستادم کہ این کلبہ را بہر بہاے کہ خواہی بفروش تا زر بدہم یا منزلے خوش تر ازین برائے تو مہیا سازم پیر زن پیغام فرستاد کہ اے ملک من درین خانہ منزل شدہ ام و بدین کلبہ متانس [انس پذیر بود۱۲] گشتہ من عالم را در ملک تو میتوانم دید و تو این آشیانہ محقر و ویرانہ مختصر برین گدائے بینوا نمیتوانی دید من ازین سخن متاثر [اثر قبول کرنے والا۱۲] شدہ دیگر ہیچ نگفتم تا وقتیکہ ایوان تمام شد ہر زمان دودے از روزن او بیرون می آمد و دیوار ہارا تیرہ و داغہا را تیرہ میساخت پیغام دادم کہ این دود چرا میکنی گفت برائے خود چیزے می پزم ہیچ نگفتم تا شب در آمد خوانے آراستہ با مرغے بریان برائے او فرستادم و گفتم کہ اے مادر ہر شب خوانے بانواع اطعمہ برائے تو بفرستم تو درین کلبہ تنگ آتش مفروز کہ از دود آن ایوان ما سیاہ شود جواب فرستاد کہ در عالم چندین گرسنہ و فاقہ زدہ با چشم گریان و دل بریان باشند و من مرغ بریان خورم کے روا بود از آفریدگار خود می ترسم کہ

بعد از ہفتاد سال کہ جو ینہ و کشکینہ حلال خوردہ باشم الحال مرغ و لوزینہ حرام خورم این کلبہ مرا

بر قرار بگذار کہ زینت ایوان عدالت تست امرا چون بینند کہ تو از کمال عدالت روا نمیداری

کہ کلبہ تاریک من از من بستانی دیگران نیز دست تصرف با ملاک رعایا دراز نکنند و دیگر

آنکہ ایوان تو دیر سال نخواہد ماند و قصہ خانہ من مدتہا بر صفحات اوراق روزگار مرقوم

و مسطور خواہد بود من این سخن را از وی پسندیدم و بہمسائیگی او راضی شدم آوردہ اند

کہ پیرزن گاوے لاغر داشت ہر صباح از خانہ بیرون کردے و بصحرا بردے

و شبانگاہ از صحرا باز آوردے و درین دو وقت آن گاؤ بر روے فرشہائے ملون

کہ در پیش دیوان ترکیب و ترتیب یافتہ بود میگذشت روزے یکے از ندما گفت

اے پیرزن این حرکت مکن کہ ناموس ملک را می شکنی اساس ہیبت سلطنت را خراب

میکنی عجوزہ جواب داد کہ ناموس ملک بظلم می شکند نہ بعدل و بنائے سطوت پادشاہی

بجہل خراب می شود نہ بعقل آنچہ میکنم برائے نیکنامی پادشاہ میکنم و خوب فرجامی

او می طلبم والحق راست گفتہ زیرا کہ ازین صورت ہزار سال گذشتہ و

حکایت کلبہ پیرزن و ایوان نوشیروان ہنوز در دفترہا مثبت ست و بر

زبانہا جاری **فرد**

جزائے حسن عمل بد کہ روزگار ہنوز		خراب مے نکند کارگاہ کسری را

در کلمات منوچہر آمدہ کہ دنیا اعتماد را نشاید عاقل آنست کہ بر اقبال عاری دل ننہد

و بداند کہ ہر کرا خدائے پادشاہی داد حق آن نعمت بر وے فرض گشت و حق آن چنان ست

کہ میان مصالح معاش و معاد جمع کند تا در دنیا نیکنام باشد و در عقبیٰ خجستہ فرجام **بیند**

با فتوت ہمنشیں شو با مروت یار باش	وانگہے از تاج و تخت خویش برخوردار باش

آوردہ اند کہ کیقباد مملکت خود را بقوت رائے ثاقب (روشن ۱۲) منضبط کرد و نفسہائے نیکو نہاد (نیکبان ۱۲) و از مآثر او یکے آن بود کہ شاعران و مداحان را دوست داشتی و گفتی نام بدو چیز باقی میماند یکے بمدح و دیگرے بعمارت **قطعہ**

گر نبودے نظم فردوسی چہ دانستے کسے	بزم کیکاؤس و رزم رستم و اسفندیار
گشت از نظم نظامی نام بہرامے بلند	شد ز شعر انوری اوصاف سنجر آشکار

آوردہ اند کہ سلطان محمود باغے ساخت چون روضۂ رضوان دلکشا و مانند فردوس (دوری پژمردگی سے ۱۲) برین بہجت افزا از نزہت و صفا چون بوستان بہشت تازہ و خرم و از غایت (تر و تازگی ۱۲) طراوت و نزہت رشک گلستان ارم **نظم**

بسے گل شگفتہ بہ اطراف باغ	برافروختہ ہر یکے چون چراغ
ریاحین و میوہ بہ اطراف جوے	صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے
درختش ز طوبے دلاویز تر	گیاہش ز سوسن زبان تیز تر

و پدر خود ناصر الدین سبکتگین را ضیافتے کرد کہ خوان سالار فلک بزمے بدان زیبائی ندیدہ بود و گوش زمان سماطے بدان آرائش نشنیدہ طعامہائے لذیذ کہ از موائد (دستار خوان ۱۲) خلد برین نشان میداد حاضر کرد و شربتہائے خوشگوار کہ از حلاوت ذوق شراب طہور حکایت کردے بنظر آورد **مثنوی**

اباہائے نوشین عنبر سرشت	خبر داد از خوردہائے بہشت
ز شیرغان (شیرین ۱۲) شربہ تو گوئی بساط	برآوردہ پر مرغ دار از نشاط

ز بو نہ نہال زحلوائے تر	بتنگ آید ز تنگہائے شکر (جھٹ داند ۱۲)

پس از فراغت طعام پسر از پدر پرسید کہ این باغ در نظر انور چہ نوع می نماید ناصر الدولہ گفت جان پدر این باغ سلیم زیبا در و منہ بغایت دلکشاست اما از ارکان دولت و ملازمان حضرت ما ہر کس خواہد مثل این باغ میتواند ساخت پادشاہان را باید کہ باغ چنان سازند کہ دیگری را مثل آن ساختن میسّر نشود و میوہ ہای آن در ہیچ بوستان بدست نیاید سلطان فرمود کہ آن قسم باغ کدام خواہد بود جواب داد کہ آن نہال تربیت و احسان در بوستان دلہائے فضلا و حکما و شعرا نشاندن تا ثمرہ حاصل کنی کہ سردی زمستان و گرمی تابستان دران تصرف نتوان کرد نظامی عروضی گفتہ است

نظم

عمارتہائے عالی ساخت محمود	کہ ہر یک ہمسر چرخ برین بود
نہ بینی زان ہمہ یک خشت برپائے	ثنائے عنصری ماندست برجائے

و ہم برین نمط قطعہ مشہورست **بیت**

نوشیروان عمارت باغی خیال داشت	وز ہر نوع بدل خود اندیشہ برگماشت
بوزرجمہر گفت کہ اے شاہ کامران	باغی چنان نشان کہ نیابد گزند زیان
آب و زمین مملکت اکنون بدست تست	باغی بساز از لب جوئبار آن
بیخے نشان کہ دولت باقیت بر دہد (پھل ۱۲)	کین باغ عمر گاہ بہارست و گہ خزان

باب سی وہفتم در رعایت حقوق

ادائے حقوق بر دست ہمت کافہ بربستہ گو ما ارباب دولت و اصحاب قدرت مخلوقات ۱۲

خصوصاً لازم ست چه این معنی بر طہارت ذات ولطافت صفات وعلو نسب وسمو حسب وے لیلے ظاہر وحجتے باہر ست وبعد از اداے حق نعمت الٰہی اداے حقوق شفقت والدین باید نمود کہ حق سبحانہ تعالیٰ رضاے خود را برضاے ایشان باز بستہ چنانچہ درحدیث قدسی ہست کہ مَنْ رَضِیَ عَنْهُ وَالِدَاهُ فَاَنَا عَنْهُ رَاضٍ یعنی ہر کہ پدر و مادر ازو خوشنود باشد. پس من ہم ازو خوشنود باشم واحسان کردن بالیشان بعبادت خود قرین ساختہ است کہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وحکم کردہ پروردگار تو کہ نہ پرستید مگر اورا ونیکوئی کنید با پدر ومادر ومقرر ست کہ خوشنودی پدر ہم در دنیا موجب دولت ست وہم در آخرت سبب نجات وسعادت مثنوی

جوہر مرز پرویز خوشنود بود	چو شیرویہ تعظیم خود ونکرد
بسے دولت وحشمتش رو نمود	ازو باد نکبت برآورد گرد

آوردہ اند کہ مالک دینار رحمۃ اللہ سالے بحج رفتہ بود چون مردم از عرفات باز گشتند شبانہ مالک درخواب دید کہ دو فرشتہ از آسمان فرود آمدہ یکے از ان دیگرے را پرسید کہ امسال حج کہ پذیرفتہ شد جواب داد کہ حج ہمہ حاجیان بدرجہ قبول رسید الا حج احمد بن محمد بلخی کہ این ہمہ راہ آمدہ ومشقت سفر اختیار کردہ و اورا از قبول حج محروم ساختہ اند بیت

بیچارہ کسے کو شود از کوے تو محروم	پس نیست ورا جاے دگر در ہمہ بوم

ل جس سے راضی ہوں اس کے ماں باپ تو میں اس سے خوش ہوں ۱۲ ؎ اور حکم کیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۱۲

مالک بیدار شد و ازان اندیشه تا روز خواب نکرد علی الصباح برفت و قافلهٔ خراسان
را پیدا کرد و در میان قافله میگردید و احمد بلخی را می طلبید ناگاه بخیمهٔ بزرگ رسید
دید که من خیمه برانداخته اند و جوانے زیبا روئے پلاسے پوشیده است و بند برپائے
و غلے برگردن نهاده چون چشمش بر مالک افتاد سلام کرد و گفت اے مالک آن
جوابیکه در خواب دیدی که حج او قبول فکرده اند منم و این پلاس و غل و بند نشانه
محرومی من ست مالک گوید متحیر شدم و گفتم الله اکبر ترا چنین ضمیر روشن و دل صافی
ست ہیچ ندانسته که این محرومی تو چراست گفت آرے جهت آنکه پدر از من ناخشنود
ست گفتم پدر تو کجاست گفت درین قافله است گفتم کسے با من بفرست تا نزد
پدرت روم شاید که بشفاعت او را از تو خوشنود گردانم کسے با من فرستاد تا
نزدیک وے رسیدم دیدم سائبانے زده فرشهاے ملوکانه انداخته و پیرے خوش
محاوره بر کرسی نشسته و مردم بسیار در پیش وے صف کشیده فرا پیش رفتم و سلام کردم
جواب داد گفتم اے شیخ ترا ہیچ پسرے هست گفت آرے ناخلف که من از روے
راضی نیم گفتم اے پیر میدانی که امروز نه وقت آنست که کسے آزار کسے در دل نگاه دارد
امروز روز بخشیدن مظالم ست محل کردن خصمان نشاید که تو فرزند خود را العذاب
مبتلا سازی من مالک دینارم و دوش چنین بخواب دیده ام و نزد تو آمده خداد
رسول را بشفاعت آورده ام تا از سر گناه وے درگذری و او را بحل کنی پیر چون این
سخن بشنید برخاست و گفت اے شیخ نیت نداشتم که هرگز ازوے خوشنود شوم
اکنون تو مرد عزیز آمدی و شفیع بزرگ آوردی قبول کردم و از سر گناه او

ورگذشتم ودلم با او خوش شد مالک گوید پیر را دعا وثنا گفتم وروی بخیمه جوان آوردم تا او را بشارت دهم جوان را دیدم غل از گردن برداشته وبند از پای برگرفته ولباس از عبه بیرون کرده وجامهٔ پاکیزه پوشیده از خیمه بیرون آمد چون چشمش بر من افتاد گفت اے مالک جزاک الله خیر اًخدا ترا جزاے خیر دهاد که میان من وپدر صلح افگندی و ببرکت خوشنودی پدر رنج ما را نیز رقم قبول برکشیدند **مثنوی**

آنکه تنت پارهٔ از جان اوست	قطرهٔ از چشمهٔ حیوان اوست
خدمت او کن که بجاے رسی	برگ دہشش تا بنواے رسی

ودعا وخشنودی مادر زیاده از پدر نتیجه مے دهد وزود تر اثر میکند ودر حدیث آمده که اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ بهشت در زیر قدمهاے مادران شماست یعنی هرکه ایشان را خدمت کند وحق گزاری وشفقتهاے ایشان بجاے آرد به بهشت رسد **بیت**

جنت که رضاے مادران ست	اندر ته پاے مادران ست

ودیگر حقوق ذوی القربیٰ رعایت باید کرد وصلهٔ رحم بجاے باید آورد وآن از جملهٔ واجبات اسلام ست وصلهٔ رحم عمر بیفزاید وروزی را فراخ کرداند ودر احادیث قدسیه هست که من رحمانم واشتقاق رحم از اسم من ست هرکه آن را پیوند کند من او را برحمت خود واصل گردانم وهرکه آن را ببرد از رحمت خویش منقطع سازم آورده اند که حق سبحانه وحی کرد بموسے علی نبینا وعلیه السلام که با قرابتهاے خود نکوئی کن موسیٰ علیه السلام گفت الٰهی چه کنم که موافق رضاے تو باشد خطاب رسید که احسان نماے با ایشان اگر غائب اند بسلام ودعا واگر حاضر اند با نفقه

بنفقه و عطا و با توانگران بزیارت و ثنا بیت

برخویش گشاده کن ره وصلت خویش	تا از همه بیش باشی و از همه پیش

و دیگر حق استاد و معلم ست هر که حق استاد و معلم بداند و حرمت ایشان بجای آرد در دنیا و عقبے برخوردار گردد گفته اند حرمت استاد سیرت او دست او تاد جمعے از اولیا باشند که قیام عالم ببرکت وجود ایشان باز بسته است نظم

فراموش مکن حق استاد و علم	که بر همت اوست بنیاد علم
اگر دولت مهر استاد نیست	بدست امید تو جز باد نیست
مر استاد را هر که محکوم شد	بسے بر نیاید که مخدوم شد

دیگر حق آنها که قرب و جوار ثابت دارند یعنی منازل ایشان در حوالی قصر و باغ و درگاه و بارگاه واقع شده و در حدیث آمده که هر که بخدائے و روز قیامت ایمان دارد گو همسایه خود را گرامی دارد گرامی داشتن همسایه آنست که بدان مقدار که مقدور باشد نفع بدو رسانند و مضرت خود و ضرر دیگران از و باز دارند و اگر درویش و بینوا بود پیوسته از احوال وے استفسار نماید آورده اند که درویشے در همسائیگی توانگرے خانه داشت روزے نکو دے از خانه توانگر بخانه درویش آمد دید که آن درویش با عیال و اطفال خود طعام میخورد آن کودک را بلائے الیتاد و میل طعام داشت کسے او را امر و پیش نکرده نگریان گریان باز گشت و بخانه خود باز آمد پدر و مادر از گریه او متألم شدند و سبب پرسیدند گفت بخانه همسایه رفتم ایشان طعام میخوردند و مرا ندادند پدرش فرمود تا طعامهاے گوناگون حاضر کردند و چنانچه طریقه کودکان بکه خو

می باشد میگریست و می گفت که مرا ازان طعام که در خانهٔ همسایه میپزند میباید داد پدر
درماند و بار بخانهٔ همسایه آمد و او را بیرون طلبید و گفت ای درویش چرا باید که
از تو بما سبب رنج رسد درویش گفت حاشا که از من رنجی بشما رسد توانگر گفت رنجی ازین
بدتر چه باشد که پسر من بخانهٔ تو آید و تو با کسان خود طعام خوری و او را نهی تا گریه
کنان باز گردد و حالا هیچ چیز آرام نگیرد و طعام شما می طلبد درویش زمانی سر در پیش
افگند و گفت ای خواجه در ضمن این سر لیست از من بپرس که پرده من

قطعه
در بیاره علیشود

ای که مرکب تازنده سواری هشدار	که خر خارکش سوخته در آب و گل است
آتش از خانهٔ همسایه درویش مخواه	کانچه بر روزن او میگذرد دود دل است

خواجه مبالغه کرد که سر خود را بازگوی گفت بدانکه آن طعام که میخوردیم بر ما حلال بود و بر
پسر شما حرام نخواستیم که طعام حرام بداده باشیم خواجه گفت سبحان الله طعامی هست در شرع
که بر یکی حلال باشد و بر دیگری حرام درویش گفت که در قرآن نخوانده که فَمَنِ اضْطُرَّ
فِي مَخْمَصَةٍ هر که درمانده به بیچارگی و تنگدستی مردار بروحلال است و بر آنکه درمانده
نباشد حرام بدانکه سه روز بود که عیال و اطفال من طعام نخورده بودند و به هیچ نوع
بیچاره آن نمیتوانستم کرد امروز در فلان ویرانه دراز گوشی مرده دیدم تا پاره‌ای گوشت
از وی ببریدم و آوردم و طعامی بختیم و میخوردیم که کودک شما در آمد صورت حالی
این بود که بسمع شما رسید

بیت

ترا شب بعیش و طرب می رود	چه دانی که بر ما چه شب می رود

خواجہ کہ این سخن بشنید بسیار بگریست وگفت وا ویلاہ اگر حضرت خداوند تعالیٰ

روز قیامت با من عتاب کند کہ در ہمسائگی تو چنین صورتے بود و تو از حال ہمسایہ

بیخبر بودے چہ جواب دہم پس دست درویش بگرفت و بخانہ خود آورد و از نقد و متاع

کہ داشت یک نیمہ بوے داد شبانہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در واقعہ

دید کہ او را میگوید اے خواجہ بدان شفقت کہ با ہمسایہ کردی گناہانت آمرزیدہ

شد و در حال تو مکرمت پدید آمد و فردا در بہشت ہمنشین من خواہی بود **شعر**

دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	با پیمبر در جنان ہمسایہ بینی خویش را

و چون دار السلطنت سر پادشاہ بمنزلہ خانہ ایست پس ہر بینوا و محتاجیکہ در آن

شہر باشد ایشان را حق جوار ثابت ست و سلطان را از حال ایشان با خبر بودن

واجب و این خبر مشہور ست کہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام در

سالہاے قحط بوقت آنکہ در مصر پادشاہ بود ہر روز ضعیف تر و نزار تر شدے

صاحب این حال از وے پرسیدند جواب نداد بعد از انکہ بسیار الحاح کردند

گفت مرضے دارم شمائی حکما گفتند شما مرض را تقریر فرمائید تا بمعالجہ مشغول شویم

گفت ہفت سال ست کہ بر مسند پادشاہی متمکن شدہ ام و زمام اختیار

رعایاے مصر بدست تصرف من باز دادہ اند و درین مدت نفس من در آرزوے

آنست کہ او را از نان جو سیر کردانم و نکردہ ام گفتند این مشقت چہ امیکنی

گفت موافقت محتاجان وگرسنگان میکنم و می ترسم کہ یک کس شبے در

ولایت مصر گرسنہ باشد و من آن شب سیر باشم مرا بقیامت

گرفتارے بود شیخ العام در قحط بخارا فرموده اند رباعی

اے کرده شکم سیر ز انواع طعام	یاد آر از ان گرسنۂ بے آرام
تو شب ہمہ شب بخواب و او ناله کنان	خود گو که چنین روا بود در اسلام

گویند ملک صالح از ملوک شام شبہا با یک غلام بیرون آمدے و در مساجد و مقابر و مزارات بگشتی و احوال ہر کس تفحص نمودے شبے در زمستان میگشت بمسجدے رسید درویشے را دید که از برہنگی میلرزید و میگفت الہی پادشاہان دنیا النعمت ترا سرمایه حظوظ نفس و ہوا ساخته اند و از احوال ضعیفان و محتاجان غافل شده اگر ایشان خوشیہا۱۲ فردائے قیامت در بہشت خواہند بود بعزت و جلال تو که قسم۱۲ من قدم در بہشت نخواہم نہاد ملک صالح این سخن را استماع فرموده بمسجد در آمد و جامه با بدره زر پیش درویش نہاده بگریست و گفت شنیده ام که درویشان با پادشاہان بہشت خواہند بود امروز که ما پادشاه ہم با شما از در صلح در آئیم فردا شما پادشاه باشید در خصومت بر ما بکشائید و نظر حمایت از ما باز مگیرید مثنوی

من امروز که دم در صلح باز	تو فردا بروئیم مکن در فراز
من آنکس نیم کز غرور حشم	ز بیچارگان روئے در ہم کشم
تو ہم با من از سر بنه خوئے زشت	که ناسازگاری رود در بہشت موافقت

دیگر رعایت حقوق مہمانان لازم ست چه مہمان ہدیه باشد از نزدیک خدائے و در حدیث آمده که ہر که بخدائے ایمان دارد و روز قیامت نیز گو مہمان را گرامی دارد تحفه۱۲ و اکرام مہمان آنست که او را عزیز دارند و با او نوعے سلوک نمایند که سبب آبروے بزرگی۱۲

وے شود و ہرچہ تواند از تکلفات بہ نسبت وے بجائے آرند قطعہ

چون مشرف شوی بمہمانی	ہرچہ داری فدائے مہمان کن
در رہِ مردمی و دلداری	ہرچہ دلخواہ او بود آن کن

حکما گفتہ اند در مہمان منگر کہ کیست در کرم خود نگر کہ مقتضی چیست و این حکایت مشہور ست کہ طلحۃ الطلحات[1] را واقعہ افتاد کہ تنہا بہ قبیلہ بنی قیس نزول کرد سید قبیلہ مالک بن عوف بود او را نشناخت و بہ بزرگی و شرف او اطلاع نیافت در مہمانداری و اکرام او تقصیر واقع شد طلحہ آن جام زہر مذلت را تجرع[2] کرد و آن بار گران را بقوت کرم جبلی و عز حسب و نسب تحمل نمود چون از آن قبیلہ رحلت کرد مالک را معلوم شد کہ مہمان چہ کس بودہ بغایت شرمندہ شد و از وے اعتذار بوے رقعہ نوشت و از عقب فرستاد مضمونش آنکہ شما را نشناختم و طریق خدمتگاری بر وجہے کہ لائق خدام باشد مہیا نساختم این زمان دل از این معاملہ ریش ست و سر از این خجالت در پیش فرد

چگونہ سر ز خجالت بر آورم از پیش	کہ خدمتے بسزا بر نیامد از دستم

توقع آن دارم کہ از تقصیرے کہ واقع شدہ امر اعتذار داری و چون شیوۂ کرم تو مقتضی قبول عذر خواہان ست این خطا از من در گذاری بیت

اگر در خدمتت تقصیر دارم	بہ فضل کاملت امید دارم

طلحہ جواب نوشت کہ آنچہ بمن توقع کردہ از قبول عذر ... مکن کہ مروت من

۱؎ طلحۃ الطلحات لقب طلحہ بن عبد اللہ بن خلف خزاعی ۲؎ گھونٹ گھونٹ پینا ۳؎ پیاکش ۴؎ عذر کرنا

اقتضاے آن میکند کہ ہزار چندین گناہ را بیک عذر خواہی در گذرانم بیت

چون پرتو عذر از افق روئے نمود	ناپدید شدہ چو سایہ ہر جرم کہ بود

اما آن سخن کہ نہ انشناختم سخنے نامستقیم ست و از شیوہ کرم دور چیست آنکہ در مہمانی رسوم اعزاز و اکرام باشراف و اعاظم مخصوص داشتن قضیہ مروت و شیمۂ اہل فتوت نیست شرط میزبانی آنست کہ چون آفتاب بر ہمہ کس یکسان تابیدہ مانند باران بر ہمہ جا بیک طریقہ بارد اگر مہمان مردے بزرگ ست حق بزرگی او بجائے آوردہ باشند و اگر فرومایہ بود احسان و اکرام خود ظاہر کردہ چہ تقصیر در خدمت بزرگان موجب ندامت و واسطہ خجالت ست و تفضیل در بارہ نامستحق سبب بدنامی و پشیمانی نیست و در ہمین معنی گفتہ اند قطعہ

میہمان را عزیز باید داشت	از رہ مردے و جوانمردی
گر بزرگ ست و لائق خدمت	خود حق او بجائے آوردی
ور بود سفلہ کس نخواہد گفت	کہ چرا ہاوے بن کرم کردی

جمعے بزرگان بودہ اند کہ در بارہ خصم خود رعایت مہمانداری نمودہ اند چنانچہ در تواریخ مسطور است کہ در کرمان ملکے بود بغایت سخی و مہماندار پیوستہ در مہمان خانہ او کشادہ بود و خوان احسان او برائے خاص و عام نہادہ ہر کہ بشہر او آمدے بہ سفرہ کرم او نان خوردے و تا در آن شہر بودے وظیفہ چاشت و راتبہ شام از ضیافت خانۂ وے بہ وے دادندے وقتے عضد الدولہ لشکر کشیدہ بقصد تسخیر ولایت کرد ملک طاقت مقاومت نداشت بحصار در آمد ہر روز لشکر عضد الدولہ بدر

حصار آمدندے وجنگ سخت کردندے وہر شب ملک کرمان آن مقدار طعام
کہ لشکر عضد را کفایت بودے فرستادے عضد پیغام داد کہ روز حرب کردن و
شب نان دادن چہ معنی دارد جواب فرستاد کہ جنگ کردن اظہار مردیست و نان
دادن وظیفۂ مردمی ایشان اگرچہ دشمن اند اما عزیب لشکر و ولایت من اند از مروت
نباشد کہ ایشان در منزل من نان خود خورند عضد الدولہ بگریست وگفت کسے را
را کہ چنین مروت ہا باشد باوے حرب کردن از بے مروتی ست لشکر باز گردانید
و تعریض وے بار ثانی نکرد فرد

مردمی کن بجائے دشمن و دوست	کز مروت زیان نکرد کسے

و شرطے دیگر از مہمان داری آنست کہ اگر از مہمان جریمہ صادر شود یا قبل ازین خطائے
واقع گشتہ باشد چون از خوان احسان او نوالہ تناول نماید از سر آن گناہ در گذرد
چنانچہ منقول ست کہ سی صد اسیر از دشمنان معن بن زائدہ نزدیک او آوردند او
خواست کہ بسیاست ایشان حکم فرماید کودکے از میان اسیران برخاست و
گفت اے امیر بخدائے سوگند بر تو کہ مرا آب دہی وتشنہ نکشی معن فرمود تا جام آب
بدست آن کودک دادند دیگر گفت اے امیر قوم من نیز تشنہ اند اگر من آب خورم
و ایشان نخورند از مروت دور باشد واگر آب نخورم تشنہ مانم البتہ چون سیاست
خواہی کرد ہمہ را آب دہ بفرمود تا ہمہ را آب دادند چون ہمہ آب آشامیدند
کودک برخاست وگفت اے امیر با ہمہ مہمان تو شدیم و اکرام ضیف واجب
ست و مہمان را کشتن رسم اہل کرم نیست معن از فصاحت وے متعجب شد

و هم اسیران را آزاد کرد و هم بدین نوع حکایتے آورده اند که یکے از امراء مبلغے مال در

مقدار ۱۲

ذمهٔ کسے داشت و آن کس در اداے آن مماطلت می نمود و او را به محصل سپرد که آن مال

درنگ ۱۲ یعنے سرهنگ ۱۲

ازوے بستاند محصل او را بخانه خود برده تشدد می نمود و آن کس تبضرع هر چه تمامتر التماس

سختی ۱۲

کرد که مرا نشانه امیر بر که سخنے واجب العرض دارم بخدمت وے تقریر کنم

محصل را بر وے رحم آمده او را بخانهٔ امیر آورد قضارا آنوقت خوان کشیده بودند

محصل بر سر خوان نشست و آن مرد را نیز با خود بر سر خوان نشانید چون طعام خورده

شد امیر را چشم بر آن کس افتاد محصل را گفت چون این مرد مهمان ما شد و از خوان ما نان

تناول نمود الحال او را رنجانیدن از مروت نباشد من آن مال بوے بخشیدم

بگذارند تا برود

قطعه

اندر آئین میهمان داری	حرمت میهمان بها باید داشت
بر لب جوئبار مهمانی	جز نهال کرم نشاید کاشت

دیگر رعایت حق سائلان از لوازم است اگر بتعریف خواهد یا بتصریح و حرمان ایشان

بقول حق سبحانه که اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ[۱] منهی عنه است و در حدیث آمده که لِلسَّائِلِ

حَقٌّ وَّ لَوْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ[۲] هر سائل را حقیست و اگرچه بر اسپے سوار باشد و این مبالغه

برائے آنست که تا حق سوال ضائع نشود و در کلمات عیسوی سلام الله[۳] علی

مصدرها آمده که هر که سائلے را نا امید گرداند یک هفته فرشتگان رحمت

در منزل وے نه روند و سلطان ابراهیم ادهم قدس سره در

۱؎ لیکن سائل کو مت جھڑک ۱۲ ۲؎ سائل کیواسطے حق ہی اگرچہ گھوڑے پر آئے ۱۲ ۳؎ سلام الله کا اسکے صادر کرنیوالے

زمان سلطنت خود میفرمود که نیکو دوستانند این سائلان که بدرهای خانه ما
می آیند که هیچ دار باید که بما دهید تا برای شما برداریم و بسرای آخرت بهیم و
آنجا ده برابر آن تسلیم شما شود **قطعه**

گرت شادی هر دو کون آرزوست	باحسان دل سائلان شاد کن
در آزادیت باید از هر بلا	فقیری ز بند غم آزاد کن

دیگر حق درخواست شفیعان رعایت باید کرد چه مقرر ست که شفاعت سوالیست
بزبان تضرع والبته شفیع یکی از اشراف و اعیان خواهد بود پس احترام کلام این نوع مردم
فرمودن در حق ایشان که در بار عفو تجاوز از گناه مجرمان گویند شنودن عادت اهل سعادت
باشد آورده اند که یکی از اکابر در باب مجرمی نزد معتضد خلیفه شفاعت کرد
معتضد گفت این کس را گناه عظیم ست آن عزیز گفت من هم گناه
عظیم را درخواست میکنم چه از سر گناهان خرده بی شفاعت میتوان گذشت خلیفه
را خوش آمد و شفاعت او را قبول کرد و آن مجرم را ببخشید و فرمود که اگر کسی شفاعت
کند برین نوع باید کرد **بیت**

آن را که چنین شفیع باشد	قدرش همه جا رفیع باشد

در نگارستان آورده که خداوندان تجارت را عفو کردن از خطاهای زیر دستان نشان
رفعت قدرست و علامت همت بلند و سخن شفیع بهانه ایست که سبب ظهور
مرحمت ایشان گردد آورده اند که یکی را بخیانتی موسوم کردند قصهٔ او را در محکمه
والی ولایت بعرض رسانیدند مجلس او اشارت فرمود و مدتی مدید ذکر آن

محبوس از صفحات ضمائر محو شد هیچکس ازو یاد نکرد بزرگی دران روزگار بمسند حق
گذاری بشرط وفاداری مخصوص بود و با محبوس محبتی داشت بوالی رقعه نوشت مضمون
آنکه درگذشتن از زلات مجرمان و هفوات اقدام ایشان از وظیفهٔ مراحم اہل اختیار
لغزشها ۱۲ جمع ہفوت گناه ۱۲
و عواطف ارباب اقتدار است و آن فقیر محبوس در زمانه ایست که بمحنت گرفتار گشته و
مہربانیاں ۱۲
نزدیک بهلاکت رسیده و مترصد آنم که کرم عمیم آن جناب در خلاص گرفتاران بهانه جوئیست
اگر دامن عصمت آن زن از لوث این جریمه پاک است بخلاص و نجات او اشارت
آلودگی ۱۲
عالی ارزانی باید داشت و اگر غبار گناهی بر جیب طهارت او نشسته
گریبان ۱۲
است بآب عفو و کرم بباید شست و اگر غیر ازین دو معنی صورتی دیگر هست
گناه او را بشفیعان باید بخشید قطعه

بجود شامل و انعام عام بر همه کس	تراست فضل چو خورشید و فیض چون باران
منه در آتش اندیشه بیگناهان را	بآب عفو بشو نامهٔ گنهکاران
وگر جز این دو صفت هست حالتی دیگر	بود برای چنین کس شفاعت یاران

چون رقعه بوالی رسید و بر آن لطف مقالت و حسن شفاعت اطلاع یافت در
کلام ۱۲
جواب نوشت که بیت

آن را که ز روی لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی

بوساطت شفاعت آن عزیز مشفق و شفیق صادق که از ریاض کلماتش روائح مهر و
روشنیاں ۱۲ خوشبوئیں ۱۲
وفا مهب است و از مقالاتش لوامع صدق و صفا درخشیده از سر جرم کرده و ناکرده
بدلہ لینا ۱۲ طرف ۱۲
او درگذشتیم و عنان انتقام از صوب گناه او معطوف ساخته

از مهلکه حبس آزاد کردیم بیت

بفرمانت توان از جان گذشتن	زجرم کس چه انتوان گذشتن

مقررست که شفاعت را در اجرای حدود شرعی مدخلے نیست بلکہ شفاعت در آن باب از اہل ایمان در امانت در باب دین و دیانت نیاید و در قرآن مجید آمده که وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللهِ باید که در حدود الٰہی شفقت و مہربانی شما را در نیابد و در سیاست طمغاج خانی مذکورست که جوانے را بہ تہمت دزدی گرفتہ نزد وے آوردند بغایت صاحب جمال آراستہ بزیب خط و خال ابداع ربانی بہ صیقل صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ آئینہ رویش را جلا داده و مصور صنع الٰہی صفحہ رویش را القلم زیبا رقم لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ چہرہ کشائی کرده بیت

ہر چہ بر صفحۂ اندیشہ کشد کلک خیال	شکل مطبوع تو زیبا تر از آن ساختہ اند

پادشاه فرمود تا بر سر چہار سوے شہر دست او ببرند ارکان دولت و اعیان حضرت یکبار عمامہا از سر بر گرفتند که اے ملک از سر گناه این جوان در گذر و سیاست او را بشفاعت ملازمان دیرینہ موقوف فرمائے ملک فرمود که مرا درین مہم مدخلے نیست خدائے تعالیٰ فرمود که دست دزد ببریده گفتند اے ملک چنان دستے که او دارد ببریدن حیف ست و ما را بران دست رحم می آید گفت شما را بر دست نازک وے رحم نباید گر لیست در دل پر خون صاحب کالا نظر باید کرد تا این غم

ـ اور ان نے تم کو ان دونوں پر مہربانی دین خدا میں سے نقشہ کھینچا تمہارا پھر اچھی صورتیں بنائیں تمہاری ۱۲ ؎۳ ہم نے پیدا کیا ہم نے انسان کو اچھی صورت میں ۱۲ ؎ سورۂ ان ۱۳ وشکار ہا ۱۲

بر دل شما سہل گردد دیگر رعایت حق کسے ست کہ اندک آشنائی داشتہ باشد۔ یا رونے خدمت رینہ کردہ و اگرچہ این وسیلہ بغایت اندک ست اما نظر کرم آن را بزرگ بسیاز و نا خرد[۱۲] بدان بہانہ فقیرے را بنوازد آوردہ اند کہ شخصے خانہ شخصے بکرایہ ستاندہ بود روزے چند آنجا بسر بردہ ناگاہ ازان خانہ بیرون رفت و ازان شہر سفر کردہ بولایت دیگر افتادہ و آنجا بمنصب وزارت رسید۔ آن فقیر کہ خانہ بدو بکرایہ دادہ بود برخاست و روئے بخدمت او نہادہ چون بدان شہر رسید۔ از گرد راہ روی ببارگاہ وزیر آورد نا مرتبہ[۱۲] پرسیدہ خواست کہ ببارگاہ در آید حاجبے ایستادہ بود گفت چہ کسے و بچہ جرأت بدین گستاخی میبارد حاجب پرسید کہ چہ آشنائی داری باوے گفت وقتے دربان[۱۲] خانہ بکرایہ بدو دادہ بودم حالا آمدہ ام تا نظرے در کار من کند و مرا از حضیض مذلت بذروۂ عزت و حرمت برآرد حاجب بخندید و گفت اے بیچارہ تو مرد نادان بودہ پستی[۱۲] این سہل وسیلہ ایست کہ خانہ بکرایہ دادہ بودم این را حقے تصور کردہ و آمدہ کہ حق گزاری بلندی[۱۲] این را رعایتے یابی برو سر خویش گیر دستے دیگر در پیش آر۔ قضارا وزیر از پس پردہ این گفت و شنید استماع می نمود حاجب را طلبید و گفت باکہ سخن میگفتی گفت مردے آمدہ کہ من آشنائے وزیرم وقتے خانہ بکرایہ بدو دادہ ام و اورا ملامت میکردم کہ این سخن مگوے و بچنین سہل وسیلہ قرب وزیر مجوے و توقع التفات و انعام مدار وزیر گفت غلط کردی برو و اورا بیار کہ آشنائے قدیم من ست و حقوق خدمت دارد حاجب برفت و اورا در آورد وزیر اورا تعظیم بسیار کرد و نوازش بے شمار بجائے آورد و احوال عیال

۴ بارگاہ در می آئی۔ گفت آشنائے وزیرم مرا آشنائی برین

واطفال پسر سید و برائے ہریک تحفہ و تبرکے بزرگانہ ترتیب داد و
اورا دوستکام و بامرادے تمام بمنزل و مقام بازگرانید
اے بکام دوست کام ۱۲

مثنوی

آوردہ از مہر و وفا سینہ را	سہل مدان صحبت دیرینہ را
روئے مگردان ز رفیقان خویش	یاد کن از خدمت یاران پیش

آوردہ اند کہ روزے عبداللہ طاہر بارعام دادہ بود وار باب حاجات مرادات خود عرض میکردند و با حصول مراد مراجعت می نمودند شخصے درآمد کہ اے امیر مرا بر تو ہم حق نعمت ست و ہم حق خدمت توقع دارم کہ ہر دو حق را رعایت کنی و مرا از درکہ خمول بدرجہ قبول رسانی عبداللہ طاہر گفت حق نعمت کدام ست گفت فلان روز در بغداد
گمنامی و بیقدری ۱۲
با کوکبۂ دولت بردر خانہ من گذر میکردی من بدر خانۂ خود آب مردم تا گرد بر جامہ
لشکر یعنی منزل ۱۲
تو بنہ نشیند نعمت آن آبست کہ برائے تو بر خاک ریختہ ام و حق آن می خواہم

بیت

کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش مکن در ہیچ بابے

عبداللہ پرسید کہ حق خدمت کدام ست گفت در آن محل کہ سوار میشدی من بدو یدم و بازوئے تراگرفتم تا سوار شدی امیر گفت راست میگوئی ہر دو حق تو ثابت ست پس اورا تربیت تمام داد
پرورش ۱۲

نظم

بزرگانے کہ اہل اقتدار اند	ہمہ مسکین نواز و حق گذار اند
ز جام جاہ بیہوشی نہ نیکو ست	ز ہمراہان فراموشی نہ نیکوست

بصورت ناشناسی ناسپاسی ست	اساس مکرمت بر حق شناسی ست

دیگر رعایت حق کرم بر ذمہ اہل ہمم از قبیل فرائض ست یعنی کرم خود کرم دیگرے و این صورت چنان باشد کہ شخصے خواہد کہ با ایشان در اظہار حقے کہ ندارد حیلہ پیش برد واز مہلکہ خلاص یابد ایشان آن را دانند و بروے وے نیاورند و رعایت حق کرم کردہ چنان فرمایند کہ آن فریب ہا در السنہ اند و آن عذر ورا نشناختہ و این غایت کرم و نہایت مروت ست آوردہ اند کہ یکے را بتہمتے نزد زیاد بصری آوردند و زیاد بقتل او اشارت فرمود جلاد تیغ بر کشید و خواست کہ چشم او را ببندد بیچارہ دریائے بلا را دید در شور آمدہ و نہنگ اجل دہن باز کردہ تضرع و زاری آغاز کرد مفید نیفتاد توبہ و استغفار اعتصام نمود سود نداشت گفت اے امیر میان ما و شما حرمت جوار ست و قرب مزار ہمسائگی را در شرع مروت و مذہب فتوت اعتبار تمام ست اگر در رعایت من تقصیرے رود عیب جویان زبان طعن دراز کنند و خردہ گیران در اعتراض بکشایند کہ امیر حق ہمسائگی نگاہ نداشت و ہمسایگان را پامال جفا کردہ امیر فکر فرماید کہ خون چون من ضعیفے ریختن و خود را نشانۂ تیر ملامت کردن از ہمچو توئی کہ در گلشن اخلاق تو خارے آزار نہ رستہ و بر دامن اوصاف تو غبار ستم ننشستہ است بادر بغ و بعید ست **قطعہ**

عذر[1]

[طلب آمرزش ۱۲ / جنگ زدن ۱۲ / ہمسایگی ۱۲ / بادر ۱۲ / دگر ۱۲]

چہ غم گر صد چو من نابود گردد	مرا سہل ست از جان دست شستن
ترا گر آستین آلودہ گردد	چہ خواہی گفت پیش نکتہ گیران

زیادہ در فکر دور و دراز افتاد و بیک اندیشہ را باطراف و جوانب فرستاد ہیچ

وجہ پے ببر کوئی آشنائی نبرد گفت بیان کن تا ہمسائگی در کدام محلہ بودہ وحق جوار در کدام و بیار ثابت شدہ گفت خانہ پدر من در بصرہ با خانہ امیر ہم آستانہ بودہ و پدرم بیشتر وقت با ملازمان امیر ہمداستان بودہ زیاد گفت بپدر تو را چہ نام بود گفت اے امیر از ہول جان نام خود را فراموش کردہ ام چہ جائے نام پدر سبحت زیاد بخندید و آن بیچارہ را بخشید **فرد**

لئیم نیم گنہ با ہزار عذر نہ بخشید	بیک لطیفہ کریمان ہزار جرم بہ بخشند

دیگر رعایت حقوق رعایا بعدل و احسان ست وحقوق اولاد و امراء و وزراء و ملازمان و سپاہیان و خادمان در باب آخر سمت نقش گزارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالیٰ

باب سی و ہشتم در صحبت اخیار

مصاحبت نیکان و مجالست دانایان کیمیائے سعادت ابدیست و راہ نمائے دولت سرمدی دائمی **مثنوی**

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر سرخوشیان
نار خندان باغ را خندان کند	صحبت مردانت از مردان کند
سنگ گر خارا و گر مرمر بود	چون بصاحبدل رسد گوہر شود

ملوک فارس را قاعدہ آن بود کہ ہرگز صحبت ایشان از حکما و فضلا خالی نبودے و ہیچ حکم بے مشورت ایشان نکردندے و ازین جہت کہ بنائے سلطنت بر عدالت و راستی نہادہ بودند مملکت ایشان چہار ہزار سال و کسریٰ و رکشید و سلطان سنجر

حامی رحمۃ اللہ علیہ حکیم عمر خیام را با خود بر تخت لنشاندی و خلفائے عباسی با آنکہ خود
دانشمند بودند ہمہ حل و عقد کار ایشان مبنی بر کلام اہل علم و ورع بود و در خلافت
نامۂ الٰہی مذکورست کہ پادشاہ کسے را توان گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم
او بروفق حکمت بود پس لازم ست خدا وند قدرت کاملہ را متصف شدن
بحکمت بالغہ واین اتصاف برین وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و تصرف درین
جہان بیاموزد و بروجہ آموختہ بکار برد و برین تقدیر او را بمصاحبت و مخالطت
علما و فضلا و حکما و مرفائیل بباید نمود و از جاہلان و غافلان دباد خویان احتراز
باید فرمود **نظم**

ہم نشینے کو لطیف و کامل ست	راحت روح ست و آرام دل ست
وانکہ نادانی و غفلت وصف اوست	صحبتش مانند زہر قاتل ست

یونانیان را رسم آن بودہ کہ حاکم ایشان کسے باشد کہ علم و حکمت او از ہمہ علما و فضلائے
زمان بیشتر بود یا کسیکہ منظور نظر و محکوم حکم رہے علیم و حکیم باشد تا از صحبت
او انوار فضیلت بر صفحات حال او لایح گردد کہ صحبت را اثر عظیم ست در خبر آمدہ
کہ ہمنشین نیک مثل عطار ست کہ اگرچہ از عطر خود چیزے بتو ندہد بارے از رائحہ او بہرہ
مند گردی و مثل قرین بد مانند کورۂ آہنگر ست کہ اگر باآتش آن نسوزی اما از دود و بخار
آن متاذی شوی **مثنوی**

درگذار از کورۂ آہنگران	کاتش و دودے رسد از ہر کران
رو بر عطار کہ پہلوے او	جامہ معطر میشود از بوئے او

واز جملہ اہل علم وحکمت کہ پادشاہ را از ایشان ناگزیر ست یکے فقیہے بود عالم عالم متدین کہ احکام شرع را نیک ضبط کردہ باشد ومسائل اصل وفرع را تمام دانستہ تا بوقت فرصت در مجلس ہمایون از حلال وحرام وحدود واحکام سخن در اندازد وفرائض وآداب وسنن نماز وروزہ وغسل ووضو را بعبارت روشن مؤدی سازد تا برکت مسائل فقہ وفتوی بروزگار دولت سلطان قبول پذیرد۔ شعر

گر نباید نکتہا از فقہ وفتوی در میان	منہدم گردد اساس شرع وملت در جہان

ودیگر ناصحے امین ومرشدے صاحب یقین کہ امور اخروی را بیاد وے دہد ونصیحت دینی را از وے باز نگیرد وبعبارات کافی واشارات وافی او را از افعال شنیعہ واقوال قبیحہ باز دارد واز ارتکاب منہیات وارتکاب محرمات منع کند وناصح باید کہ در نصیحت وارشاد طریق تلطف ورعایت نماید ودر صحبت ومحفل پند ندہد بلکہ در فرصت کہ داند کہ سخن جا گیرست کہ از وے ملایمت گوید چہ درین زمان صلاح وقت در نرم گوئی وخوشخوئیست وخلفا وملوک در قدیم الایام از علما ومشائخ سخنان تلخ بشنودہ اند واز روی اخلاص قبول فرمودہ اند چنانچہ در کتب مذکورست کہ ہارون الرشید شیخ شفیق بلخی را قدس سرہ گفت مرا پندے دہ شیخ گفت اے خلیفہ خدا سرائیست کہ آنرا دوزخ خوانند وترا دربان آن سرا کردہ وسہ چیز بتو ارزانی داشتہ تا بدان خلق را از دوزخ باز داری۔ مال وشمشیر وتازیانہ پس باید کہ مال محتاجان را از فاقہ خلاص کنی۔ تا بواسطہ ضرورت متوجہ سیأت ومحرمات نشوند۔ و

و ظالمان را بشمشیر قتل کنی تا مسلمانان از شر ایشان ایمن شوند و بتازیانه فاسقان
ادب نمائی تا از فجور و فسق باز آیند اگر چنین کردی تو هم نجات یافتی و هم خلق را
نجات دادی و اگر خلاف این کردی پیش از همه بدوزخ روی و دیگران در پئے تو
هارون بگریست و دست شفیق را بوسید. **قطعه**

نصیحت کان ز روی صدق گویند	بگوش هر که آید در پذیرد
چو جان دارد حدیث صاحب دل	روان اندر دل و جان جائے گیرد

دیگر طبیبے حاذق مشفق که قانون علاج را دانسته و اغراض حکما را ذخیره
خاطر داشته در شفائے امراض و ازالۂ اعراض حاوی کلیات فن باشد و در
افاضۂ انفاس عیسوی ید بیضائی موسوی نماید. **بیت**

تازه گردد جان بیمار از دمش	روح را راحت رسد از مقدمش

تا همواره ملاحظۂ مزاج مبارک نموده قاعدۂ حفظ صحت مرعی دارد و اگر عیاذاً بالله
علامت انحراف در طبع اشرف مشاهده نماید فی الحال بتدارک آن مشغول گردد و دیگر
منجمی محقق مدقق که رموز صحائف زیج و تقویم را حل کرده باشد و مفتاح کنوز
علم هیأت و تنجیم بدست آورده در باب اختیارات و ملاحظۂ دقائق مشروطات
و محذورات آن ... اعلی رسیده. **فرد**

دوائر کرۂ مهر و نقش زیج سپهر	سحاب قلمش دُر میکند تصویر

تا در طالع مبارک سلطان نظر کند و تسیرات اوتاد و دلائل را تحقیق نموده
از هر دور و هر یک بجد و دانشۂ سعود و نحوس باخبر گردد و در وقت ظهور علامات دولت

وشوکت سلطان را براہِ شکر گذاری وسپاسداری دلالت کند تا بواسطۂ آن صفت بحکم بِالشُّکرِ تَدُومُ النِّعَمُ آن نعمت را دوام وقوامی پدید آید و در زمان مشاہدہ مالات خطرہ ومحنت اورا بر دعوات وصدقات او زیادہ ترغیب نماید تا بوسیلۂ الصدقات بمضمون اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ البَلَاءَ وَتَزِیدُ فِی العُمرِ آن بلیّت مندفع وآن محنت مرتفع گردد مثنوی

ایکہ خواہی کز بلا جان واخرے	جانِ خود را در تضرّع آوری
پس باحسان بر کشائی دست خویش	تا حجاب قصہ بر خیزد ز پیش

دیگر شاعرے شیرین زبان زیبا بیان کہ در فصاحت گوئی از میدان سخن گزاران ربودہ باشد۔ ودر بلاغت قصبُ السّبق از سخنوران زمان بردہ۔ فرد

روز بازارِ فصاحت را رواج از نظمِ او	صحن گلزار بلاغت راز شعرش رنگ وبو

تا جواہر صفات سلطان در رشتۂ نظم کشیدہ بر سر بازار اشتہار بجلوہ آردو با شعار آبدار نام ممدوح را بر صفحۂ روزگار یادگار گذارد قطعہ۔

شاعران را عزیز باید داشت	کہ ازایشان بقا پذیرد نام
شعر سلمان نگر کہ تازہ ازوست	نامِ سلطان اویس در ایّام

دیگر ندیمی تازہ روے بذلہ گوے کہ نکتہائے لطیف ورنگین محافل را بیاراید وبلطیفہ ہا شیرین ابواب انبساط بروئے حاضران مجلس بکشاید بلیت

طبع را لذت از ظرایف او	روح را بہجت از لطایف او

وبہترین جلیسے وخوشترین انیسے کتب اکابر ورسائل بزرگانست۔ ع

وَخَیرُ جَلِیسٍ فِی الزَّمَانِ کِتَابٌ

نہ ضمیر خوانندہ را از و ملالیست و نہ خاطر شنوندہ را کلالے کہ بے مرسوم و وظیفہ مصاحبت میکند و بے ناز و کرشمہ مجالست مے نماید۔ **مثنوی**[سستی ۱۲]

ہمنشینے ہ از کتاب مخواہ	کہ مصاحب بود گہ و بے گاہ
بہجت افزائے جان و دل	ہر چہ دل خواہ تست ازو حاصل
این چنین ہمدم لطیف کہ دید	کہ نہ رنجید و ہم نہ رنجانید

بزرگان گفتہ اند کہ از جمیع خلائق بعقل محتاج اند و عقل بتجربہ احتیاج دارد چہ گفتہ اند کہ تجربہ آئینہ عقل ست کہ درو صور مصالح مشاہدہ میکند و تجارب را روزگارے ممتد و عمرے دراز و فراغتی تمام بایدو چوں حکما دیدند کہ مدت بقائے عمر مستعار بادراک این معنے و فا نمیکند چارہ انگیختند۔ واز روئے مہربانی تدبیری ساختند کہ جبر[دریافتنی ۱۲] این نقصان بکند و بے مرور زمان تجربہ ہائے کلے بدست آید پس اخبار ملوک و سلاطین و احوال امرا و وزرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند و قصص و تواریخ گذشتگان را جہت حصص و حظوظ آیندگان در قید تعلق کشیدند تا اصحاب دولت و ارباب مکنت آنرا دستور العمل خود سازند و ہر یک بقدر استعداد و بمقدار ہمت خود از مطالعہ آن حکایات استفادہ و استفاضہ نمایند تا بمضمون اَلسَّعِیۡدُ مَنۡ وُعِظَ بِغَیۡرِہٖ از تجربہ دیگران فائدہ گرفتہ باشند و موعظہ دیگران پند پذیرفتہ **نظم**

حکایات و احوال شاہنشہان	روایات و اخبار کار آگہان
دل و دیدہ را روشنائی دہد	بعلم و خرد آشنائی دہد

[illegible]

زہر گونہ با بے سخن گفتہ اند	بالماس تحقیق دُر سُفتہ اند
بدوران بسے تجربہ کردہ اند	بہر کار بس رنجہا بُردہ اند
ہمان بہ کہ بر قول ایشان رویم	سخنہائے پیشینگان بشنویم
درختے کہ کِشتند در روزگار	بسے آوردم [illegible] ثمر بار
بیا تا بدان باغہا پے بریم	دمادم ازان [illegible] یم

باب سی و نہم در دفع اشرارہ

چنانچہ میل بہ صحبتِ اخیار و ابرار واجب ست اجتناب و احتراز مجالست اشرار و فجار لازم ست چہ صحبت بحسب خاصیت مؤثر میباشد پس چنانچہ از ہمنشنی نیکان فوائد کلی حصول مے پیوندد و از اختلاط با بدان نتائج نالائق ظہور میپابد صحبت نیکان سبب مزید دولت ست و مخالطتِ بدان موجبِ ملال و ندامت۔

نظم

با دولتیان نشین کہ خارے	در صحبتِ گل شود بہارے
باہر کہ نہ مقبلست منشین	کز سر کہ نہ گشت کام شیرین

اشرار دو قسم اند یکے واجب الدفع و یکے واجب المنع اما آنہا کہ دفع ایشان سبب نفع مسلمانست و صلاح کلی در نابودن ایشانست سہ گروہ اند۔ اول دزدان۔ و دفع کردنِ ایشان بذمت ہمت وُلاۃ لازم ست و وصیت سوم ہوشنگ این بود کہ اے فرزند باید کہ ارباب فسق را مالیدہ و مزجور داری۔ و شریر و مفسد را منکوب و مقہور و ضرر دزد و راہزن و شر فتان جاہ

کمن از سرِ راہ گذریان دور سازی تا راہ ہا امین گردد و تجار از اطراف و جوانب بولات تو تردد توانند کرد۔ و انواع وامتعہ و رخوت جہت خرید و فرو خت پدید آید و این معنی سبب رفاہیت خلق گردد۔ **قطعہ**

تا نکوشی بمعدلت نشوے	ہرگز از ملک و سلطنت شادان
راہ ہا را زِ دزد امین دار	گر تو خواہی ملک آبادان

حکایت۔ از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ در کتاب جواہر الامارت نقل کردہ اند کہ ایشان گفتہ اند۔ وقتے در جاہلیت بہ تجارت بدا این میرفتم۔ و چہل جامہ از برد یمانی با من بود چون بحوالی بدائین رسیدم دزدان سرِ راہ گرفتند و مرا غارت کردہ بردہا را بردند و من بصد محنت خود را بمدائین رسانیدم و بداد خواہی بدرگاہِ نوشیروان رفتم۔ چون صورت تظلم من بسمع نوشیروان رسید و بر کماہے حالات من اطلاع یافت۔ حاجبے را فرستاد تا دست من گرفتہ بوثاقی فرود آورد و گفت اینجا باش تا دزد را طلب کنند و بردہا را باز ستانند من دران وثاق مے بودم و ہر روز از مطبخ خاص خوانچہ طعام ملوکانہ مے آوردند و پیش من نہادند و من ہر روز بدرگاہ کسری میرفتم و نظارہ مراسم مملکت داری و رعیت پروری می کردم تا بعد از چہل روز بوثاق در آمدم جامہ ہائے برد را دیدم نہادہ و دست بریدہ آنجا افتادہ و کاغذ و چہل تنگہ زر سرخ دردی و بر آن کاغذ نوشتہ کہ چہل روز بالیستادی تا دزد ترا بدست آوردند و رخت تو بتو رسید این چہل تنگہ مزد چہل روز انتظار تست چون بولایت خود رسی باید کہ آیا شکایت نکنی۔

وازین حکایت معلوم میشود که ملوک رفیع المقدار را درباب دفع دزدان و راهزنان اهتمام بسیار بوده پس والی عادل باید که راهہاے مسلمانان را از خوف دزدان و راہزنان بسطوت سیاست ایمن سازد و ہر کہ در راہ ہا ایذا و آزار متعرض مسلمانی گردد او را به نکال و عقوبت عبرت دیگران گرداند۔ نظم

ببر دست دزد و سر راہزن	که ایمن شود راہ ہر مرد و زن
چو راہ گشت ایمن شود کاروان	ز بہر تجارت بہر سو روان
وزان سو بسے نفع یابند خلق	دمادم بہر سو شتابند خلق
شود شہر معمور و دہ نیز ہم	ز آئینہ دل زدود رنگ غم

دوم رنود و خونریز و اوباش فتنہ انگیز در بلاد و قریہ بخیرہ روئی و تند خوئی دست تعرض بمال و فرزند مردم دراز کنند و کسے بجہت تخفیف حال متعرض ایشان نشود و جز حاکم صاحب قدرت را بر ایشان دست نباشد پس قلع و قمع ایشان ضرورتست و در اخبار آمده که در شہر حلب رنود و اوباش بسیار شدند و مردم از ایشان تبنگ آمده نزد سلطان مصر بار خواہی کردند۔ سلطان حاکمی مصلح نام فرستاد تا بدفع رنود و اوباش اشتغال نماید مصلح بآید و بعضے ازان مفسدان را سیاست کرد آن جماعت منزجر نشدند و از کاریکہ میکردند باز نه ایستادند حال بدان رسید و بکار بدان انجامید که ملک در جامع مسجد نماز نگذارد در پیش محراب وے نوشتند که اے مصلح خود را مرنجان که ما اذان جملہ ایم که اگر یک تن را بکشی ده دیگر سر برآرند و با کشتن خود را فخر خود میدانیم

دا زان هیچ عار نداریم ۔ **نظم** ۔

عاشقیم کشته شدن اعتبار ماست	شمشیر عشق تیز ز سنگِ فرار ماست
بے زخم تیغ عشق ز عالم نیرویم	بیرون شدن ز معرکہ بیزخم عار ماست

یمکن کہ تو از کشتنِ ما بہ تنگ آئی ۔ و ما از کشتنِ خود بہ تنگ نیائیم ۔ مصلح کہ این خط بر خواند دانست کہ با ایشان از در حیلہ و تدبیر در نے باید آمد فرمود تا در زیرِ خط ایشان نوشتند کہ ما مردانگی و فرزانگی شما دانستیم یکیلی و یکجہتی شما را با یکدیگر معلوم کردیم ۔ **فرد** ۔

در جگرداری و سر بازی شما را مثل نیست	بر چنین مردانِ یکدل آفرین باد آفرین

حالا از ہر چہ رفت پشیمانیم و مقام عذر خواہی در آمدہ در صددِ تربیت و تقویت ایشانیم والسلام ۔ حضار مجلس ازین سخن متعجب شدند و او در خلاء ملا تعریف و توصیف یتیمان و رندان مشغول شد و دست از حبس و قید و قتل ایشان کوتاہ کرد میگفت و زاعیان و اشراف شہر نزدیک دے آمدہ خواستند کہ در باب اوباش سخن گویند او بر ایشان سبقت گرفتہ شود کہ اے عزیزان ما از کشتن آن جوانان پشیمانیم و بغایت حیف ست مردم دلیر و چالاک را کشتن چہ در ہر قرن ازین طایفہ اندکے پیدا میشوند و من امروز بدیشان محتاجم کہ اہل قلعہ روم باغی شدہ اند و مرا در دفع ایشان مردان کار ی می باید شما اگر میوادارید جماعتیکہ پیشوا و سران این قوم اند بنزد من آرید تا بنظر تربیت ملحوظ و از اثر تقویت محفوظ سازم **نظم**

ازین نامداران باہوش دِ ننگ	کسے را کہ بینم سزاوار جنگ

بگردون گردان رسانم سرش	دهم مرکب و جوشن و مغفرش

اکابر حلب گفتند که سردار و پیشکار ایشان پیر لیست با چهار پسر و حالا در پے کسب و کار سے رفتہ اند و از سطوت سیاست شما گوشہ گرفتہ اند مصلح بفرمود تا ایشان را طلبیدند و تعظیم بسیار و تلطف بیشمار نمودہ جامہ داری خود را بدان پیر داد و لیسا ولی بارگاہ بفر زندان او ارزانی داشت و ہمہ را خلعت دادہ بعنایت و عاطفت مستمال گردانید بعد از چند روز کہ خاطر ایشان مطمئن و دل ایشان از جانب حاکم امین شد مصلح بفرمود کہ مرا بجمعے مردان خونخوار عیار پیشہ احتیاج ست تا ایشان را تربیت کنم شما این جماعت را می شناسید ہر کرادانید کہ از دست وے کارے می آید و معہ کہ محرب را میشاید بیارید تا خلعت دہم و ایشان را بدخواہ ایشان تقویت کنم پدر و فرزندان بعنایت خوشدل و شادان بیرون آمدند و از اطراف و جوانب سی صد تیم جبار و رند خونخوار در ہم کشیدہ نزد وے آوردند فرمود کہ ایشان را فردا بیارید کہ خلعتہا مہیا شود دہم در زمان فرمود تا خیاطان را طلبیدہ سی صد جامہ بتکلف بریدند و بدوختن مشغول گشتند ملازمان درگاہ وے داعیان شہر و ولایت و رعایا ہمہ درین کار حیران کہ او را سلطان مصر بہ دفع ایشان فرستادہ و او بخلاف امر سلطانی دست ایشان را قوی میدارد

بیت

بجائے زہر شکرے چشانند	بجائے خار گلبن مے نشانند

اما چون شب در آمد سی صد مرد یگانہ فرزانہ مردانہ را مقرر کرد کہ سلاح پوشیدہ در جامہ خانہ منتظر ایستادہ باشند کہ چون رنود بد انجام این جامہ پوشیدن در آیند ہر یکے را

بقتل رسانند روز دیگر کہ آن جماعت آمدند و دست بوس کردند اشارت شدہ کہ بجامہ خانہ روند و خلعت پوشیدہ بیرون آیند و صف خدمت بر کشیدہ کمر ملازمت بر میان ہوا داری بر بندند در آمدن بجامہ خانہ ہمان بود و بقتل رسیدن ہمان پیر را با چہار پسر نیز کشتند و سرہائے آن قوم بے سر انجام را بر نیزہ کردہ گردِ شہر بگردانیدند و عرصۂ آن ولایت از شر و فساد ایشان پاک شد **بیت**

بد اندیش مردم سر افگندہ بہ	درخت بد از بیخ بر کندہ بہ

سوم ستمگاران دل آزار کہ در نیرنگی اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ[1] در ماندہ قصد مال و منال مسلمانان کنند از تہدید اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ[2] نیندیشند و نہ از عقوبت خدائے تعالیٰ ترسند و نہ از سیاست سلطان باک دارند دفع چنین کسان بر پادشاہ واجب ست تا اثر شامت او بمملکت نرسد و نتیجہ وخامت عاقبت او در آن ولایت ظہور نکند کہ خانمت ظلم وخیم ست و جزائے ظالم عذاب الیم **مثنوی**

کار ظالم ملک ویران کردن ست	عالمے را دیدہ گریان کردن ست
اے نہادہ تیر ظلم اندر کمان	بس کہ زشمشیر بلا یابے امان

امّا قسم دوم کہ واجب المنع اند طائفہ باشند بصفتہائے ناستودہ معروف و بسیرتہائے ناپسندیدہ موصوف و بہر آئینہ ملاقات و مقالات ایشان اہل دولت را زیان دارد یکے از آنہا سخن چینان اند کہ باغبارہ دروغ و راست میان جمع گرد فتنہ بر انگیزند و دوستان را با یکدیگر دشمن سازند و در حدیث آمدہ کہ

---

[1] ظلم تاریکیاں ہیں روز قیامت کی ۱۲ [2] آگاہ ہو لعنت خدا کی ہے ظالموں پر ۱۲

سخن چین در بہشت نرود و حق سبحانہ تعالےٰ در توریت با حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام گفت کہ اے موسیٰ روز قیامت مرد سخن چین را ببینی کہ بر پیشانی او نوشتہ کہ اٰئِس[۱] من رحمۃ اللہ او نا امید ست و بے بہرہ از رحمت خدا و ند خدا سخن چین را در قرآن مجید فاسق خوانده است آنجا کہ میفرماید اِنْ[۲] جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ آلخ و بزرگان گفتہ اند کہ چون کسے نزد تو خبر آرد کہ ترا فلان چنین گفت یا بجائے تو چنین کرد بر تو شش چیز واجب باشد اول آنکہ او را راست گوے ندانی کہ حق سبحانہ تعالےٰ او را فاسق گفتہ است و سخن فاسق راست نباشد دوم آنکہ او را منع کنی از نمیمہ کہ آن منکر ست و نہی منکر واجب بود سوم آنکہ او را دشمن داری از بہر آنکہ خدائے او را دشمن میدارد چنانچہ در خبر آمده کہ دشمن ترین دشمنان نزد خدائے تعالےٰ آنہا اند کہ بسخن چینی نفاق میان دوستان افگنند چہارم برادر مومن گمان بد مبری کہ بعضے گمانہا بوزر رد و بال میکشد پنجم تجسس آن خبر نکنی کہ تجسس منہی عنہ است ششم ہر چہ سخن چین گوید چنان نکنی و اصل آنست کہ سخن چین را نزد خود راه ندہی و مطلق سخن او را گوش نکنی

نظم

سخن چین را مده در نزد خود جائے	کہ در یکدم کند صد فتنہ بر پائے
سخن چین را مکن نزدیک خود رام	کہ بد گوید ترا ہم در سر انجام

آورده اند کہ یکے از خواجگان اصفہان غلامے را میخرید فروشنده گفت غلام من عیبے دارد کہ سخن چین ست خواجہ گفت سخن چین غلام چہ خواہد بود او را بجہ ید

۱ نا امید ہے رحمت خدا سے ۱۲ ۲ اگر آئے تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر ۱۲

چون روزے چند بر آمد این غلام گد بانو را گفت خواجه من ترا دوست نمی دارد و زنے دیگر
خاتون خانه ۱۲
خواست کد بانو ازین سخن متغیر و متاثر شد غلام دید که سخن او کارگر آمد و تیر تدبیر فاسد
اثر پذیر ۱۲
او به نشانه رسید گفت میخواهی که ترا دوست دارد گفت آرے میخواهم غلام گفت من طلسمے
مبدانم و افسونے جهت محبت یاد دارم چون خواجه بخسپد استره تیز بر دار و از موہاے که زیر
محاسن او ست قدرے بدست آرو بمن ده تا افسون کنم و محبت ترا در دل وے افگنم
زن برین عزیمت راسخ شد و گفت البته امروز چنین خواهم کرد پس غلام نزدیک خواجه آمد و
اراده ۱۲ مضبوط ۱۲
گفت اے خواجه حق نان و نمک در میان ست و من خبرے شنیده ام ترا آگاه میسازم
تا از خود غافل نشوی خواجه گفت آن چه خبر ست غلام گفت زن تو دوستی دارد و قصد هلاک
تو کرده است اگر خواهی که راستی سخن من بدانی چون بخانه روی خود را بخواب ساز و بنگر
که چه می بینی مرد بخانه رفت و طعام چاشت تناول نموده تکیه بگرفت و خود را بخواب
ساخته دیده ترصد بر گشاد زن پنداشت که خواجه در خواب ست استره بدست گرفته
انتظار ۱۲
بیامد و محاسن خواجه بالا گرفت تا موئے چند بتراشد خواجه دیده باز کرد و آن حال مشاهده نموده
پنداشت که زن قصد کشتن او دارد برجست و دست زن محکم بگرفت و استره از دست وے
لبت و سرش باز کرده برید اولیاے زن را خبر شد خواجه را بگرفتند و بقصاص وے بکشتند
و لبشومی آن غلام سخن چین خانمدمان آن عزیز خراب شد **نظم**

میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت هیزم کش ست
سیه چاه مرد اندرون لبسته پائے	به از فتنه بر دن ز جاے بجاے
سخن چین را نوانم حیله کردن	**قطعه** که اول تا نگویم اوچه چینیه

ولیکن مفتری را پس نیایم		که او از خود سخن مے آفریند		

دیگر غمازان اند که دیدار ایشان نادیدنی و گفتار ایشان ناشنیدنی ست **بیت**

ندیدم ز غماز سر گشته تر		نگون طالع و بخت برگشته تر		

در آثار آمده که غماز حلال زاده نباشد آورده اند که در بنی اسرائیل خشک سالی پدید آمد و آثار قحط ظاهر شد حضرت موسیٰ علےٰ نبینا و علیه السلام با اشراف بنی اسرائیل باستسقار بیرون رفتند و چهار شبانه روز دعا کردند اثر اجابت پدید نیامد موسےٰ علیه السلام بنالید که الٰہی چهار شبانه روز ست که دعا می کنم و مستجاب نمیشود خطاب آمد که اگر چهل شبانه روز دعا خواهی کرد با جابت نخواهی رسید زیرا که در قوم تو غمازی ست که بشومی او نمیگذارد که دعا بمحل اجابت رسد موسےٰ علیه السلام فرمود که خدایا با من بگوے که آن غماز کدام ست تا اورا توبه دهم ندا رسید که من غماز را دشمنم چگونه غمازی کنم تو تمام قوم خود را بگوے تا از غمازی توبه کنند او نیز دران توبه کند موسے علیه السلام بفرمود تا همه قوم توبه کردند حق تعالیٰ باران داد و سلاطین سرفراز مطلقاً گوش بسخن غماز نکرده اند و این جماعت را دشمن داشته اند در **حکایات آمده** که پادشاه بے یکے را تربیت میکرد گفت اگر میخواهی که روز بروز کار تو بالا گیرد و ساعت بساعت مرتبه تو بیفزاید و نزد من از همه ملازمان مقرب تر باشی باید که سه کار نکنی اول دروغ نگوئی که دروغگو در چشم مردم خوار و بیمقدار باشد دوم مرا در پیش من ستائش مکن که من خود را به از تو میدانم سوم سعایت منماے و از غمازی پرحذر باشی و بدی

سپاه و رعیت پیش من مگوے کہ چون من بدی ایشان بشنوم بایشان بدشوم و خبر بدی من با سپاه و رعیت چون ظاہر گردد ترسان شوند التجا بدیگرے کنند و پادشاہ دیگر طلبند و خلل ازین جہت بملک من راہ یابد

نظم

بر آید ز غماز عالم بہم	خلل را یابد بہ خیل و حشم
ز غماز گردد جہان سرنگون	کہ ناپاک جانست و تیرہ درون
چو غماز را دیدی اندر زمان	بہ تیغ سیاست ببرش زبان

آوردہ اند کہ نوشیروان روزے مجلس آراست یکے از ملازمان نوشیروان شخصے را پیش وے غمازی کرد نوشیروان گفت این سخن را تحقیق میکنم اگر راست ست ترا بسبب غمازی دشمن خواہم گرفت و اگر دروغ ست ترا بجہت آن عقوبت خواہم کرد و اگر توبہ میکنی از تو خواہم درگذرانید گفت توبہ کردم نوشیروان گفت من عفو کردم

نظم

ہر کہ غمازی کند نزدیک شاہ	ہم بنزد شاہ گردد روسیاہ
عالمے در آتش و دود آمد ازو	نے خدا نے خلق خشنود ند ازو

آوردہ اند کہ یکے از زمرۂ غمز و سعایت قصہ نوشت بمعتصم خلیفہ کہ فلان کس از معارف وفات یافتہ و ازو مالے خطیر ماندہ و یک پسر دارد طفل اگر فرمان شود تا کفاف طفل بگذارند و باقی برسم قرض بخزانہ بسپارند تا چون بزرگ شود بدو تسلیم نمایند حالا خزانہ را توفیرے و رفعتے باشد معتصم بر پشت رقعہ او نوشت لعمری گرتہ حماش انیست کہ متوفی را خدا بیامرزد و بہ مال و میراث برکت کناد و یتیم را

بہ بنیات خیر پرورش دہاد و غماز بلعنت خدا گرفتار باد **مثنوی**

مشو غماز کس نزدیک شاہان	بترس آخر ز آہِ بے گناہان
کہ آہ بے گناہان سخت گیرد	بے کس را ز تخت و بخت گیرد

و دیگر گروہ صاحب غرض اند کہ در ہر چہ کنند و گویند غرضے داشتہ باشند نہ از روئے اخلاص و ہواداری سخنے بعرض رسانند ہوشنگ ملک در وصایا فرمودہ کہ از متابعت و موافقت اصحاب اغراض دامن اغراض و احتراز در باید چید کہ صاحب غرضان از سر سوے بمعنی لاف ہوا خواہی زنند و جواہر حسنات را در رشتہ شیئات کشند و فعل جمیل و کردار نیکو در کسوت تقبیح و صورت زشت باز نمایند **نظم**

مدہ راہ صاحب غرض پیش خویش	نہ صاحب غرض میشود سینہ ریش
کہ او جملہ تزویر و مکر و فن ست	برون دوستدار و درون دشمن ست

و چون معلوم شد کہ غرض گویان بتزویرے کہ تدبیر نام کردہ اند بدی را بہ نکوئی برگذارند و خوبی را بزشتی در شمار آورند پس بے تحقیق سخن ایشان را حکم نباید فرمود و در تفحص کلام این قوم مبالغہ تمام باید نمود **مثنوی**

چو ارباب غرض لب بر کشایند	نکوئی را بزشتی ے نمائند
بکلی تا سخن روشن نگردد	کسے باید کہ پیرامن نگردد

اسکندر ساندہ ارسطو پرسید کہ ملازمت ملوک را کدام طائفہ موافق اند و کدام فرقہ و لائق حکیم فرمود کہ لائق خدمت ملوک کسے ست کہ امین باشد نہ خائن زیرا کہ امانت سبب عزت ست و خیانت موجب مذلت و اہانت و قانع باشد نہ

طامع کہ قناعت گنجے ست بیکران و طمع رنجی ست بے پایان بیت

مرد قانع بزرگوار بود	طامع البتہ خوار و زار بود

دیگر باید کہ نیکو گوے باشد نہ عیب جوئے کہ آدمی بہ نیکو گوئی بہمہ حال محبوب و مقبول و بعیب جوئی نزد ہمہ کس مردود و مخذول باشد و باید کہ کار کنندہ باشد نہ لاف زنندہ کہ مرد مصاف محترم ست و صاحب لاف و گزاف متہم و باید کہ موافق باشد نہ منافق کہ نتیجۂ وفاق مہر و دوستی ست و ثمرۂ نفاق جور و جفا و بہ طریق سنت باشد نہ بہ راہ بدعت کہ تائید سنت آدمی را بروضۂ جنان می برد و داعی بدعت رہ بہاویۂ ضلالت و شناعت می افگند باید کہ ملوک ہفت طائفہ را بہ خدمت خود راہ ندہند اول حسود را کہ در ہر حسد ہیچ تبا بے کہ علاج نمی پذیرد رنج حسود ہیچ دارو دائمی باید و گفتہ اند شعر

جنگ۱۲ دوستی و موافقت ۱۲ دورنگی ۱۲ نام دوزخ ۱۲ برائی ۱۲

حسد زچیست سوزندہ کز و آتش بجان افتد	چہ جائے جان کہ از حساد آتش در جہان افتد

و غائلہ حسد از جملہ مفاسد عادیہ ست از انجہت کہ نفس حسود بغایت خبیث ست و اوہام اصحاب نفوس خبیثہ را در زوال نعمت اثر تمام باشد ازین سبب حق سبحانہ و تعالیٰ فرمود کہ و من شر حاسد اذا حسد یعنی پناہ آرند بخدا لئے از ضرر حاسد در حدیث آمدہ کہ حسد حسنات بندہ را ہمچنان نا چیز میگرداند چنانچہ آتش ہیزم را و فی نفس الامر حسد ذلیل ترین صفت و خوار ترین خصلت ست و اصلا از دناءت ہمت و خساست طبیعت در وجود آید کہ نتائج جہل اند و از ینجاست کہ اظہار این صفت بہ نقصان عقل دلیل روشن ست نہ بینی کہ حسود ہمیشہ از راحت غیرے در مشقت باشد بیت

بدی ۱۲ منسوب بعادت ۱۲ بدی سے حسد کرنیوالے کی جب حسد کرے ۱۲ فرومائگی ۱۲ فرومائگی ۱۲ کمی ۱۲

درین غصه جان میدہد مرد کے
بهر چه که دارد وجود آن یکے

ازین نوع هر ساعتے هزار شربت زهر آلود غم و غصه بتجرع [گھونٹ پینا ۱۲] میکند و هر جا کسے پاے نشاط بر زمین نهد او دست حسرت بر سر میزند و مثلے مشهور است که کَفٰی لِلْحَسُوْدِ حَسْرَۃٌ

نظم

حسود را حسد او بس ست در عالم
که در بلا و غم و رنج دارد ش بر دم
حسود بر دگران آتشے بر افروزد
چو نیک در نگری خود در آن میان سوزد

و در باب هلاک حسود بحسد او حکایتے آورده اند که در زمان اسکندر جانورے پدید آمد به هر که چشم وے افتادی فی الحال هلاک گردیدی اسکندر چند انکه از حکما چاره جوئی کرد هیچکس چاره آن ندانست و دفع این غائله بهیچ نوع نتوانست باخر ارسطاطالیس بعد از تامل بسیار فرمود که من چاره انگیختم و تدبیرے [بڑی ۱۲] کردم که این بلا مندفع شود و این آفت از خلق منقطع گردد پس بفرمود تا آئینه ساختند بمقدار آنکه آدمی در پس آن مخفی تواند بود و گردونی ترتیب داده آئینه بر پیش گردون بست و خود در پس آئینه بر گردون نشست. گردون [گاڑی ۱۲] را روے بدان موضع کرد که آن جانور بود جانور چون بوے آدمی شنید بدان طرف متوجه شد و نظرش بر آئینه افتاد و صورت خود را دید و چون نزدیک گردون رسید بیفتاد و بمرد و اسکندر را ازان حال آگاه کردند. متعجب شد و از حکیم پرسید که درین کار چه حکمت بود گفت اے ملک جانورے را بعد چندین سال در عالم از قدرت الٰهی بواسطه بخارات متعفنه که در زیر زمین محتبس بود و حالا بر روے زمین پیدا شده و در چشم او زهر [بربلو ۱۲] قاتل ست که نظر بر هر چه فگند فی الحال

هلاک شود من آئینه پیش وے بردم تا چون نظر وے بر آئینه افتد عکس آن بوے راسع شود و اثر آن در وے سرایت کند و بمیرد اسکندر حکیم را دعا گفت و این حکایت بعینه حال حسود ست که شر حسد او هم بوے باز گردد و بدو راجع شود چنانچه بعربی آورده النَّارُ تَأْكُلُ نَفْسَهَا اِنْ لَمْ تَجِدْ حَطَبًا تَأْكُلُهُ یعنی آتش که هیزم نیابد خود را میخورد تا هیچ نماند دوم از آنها که بسزاوار خدمت ملوک نیستند کسانے اند که بخیل و ممسک باشند چه بخیل مردود خلق و مبغوض ایشان ست چنانچه سخا پوشنده عیبهاست و بخل پوشنده هنرهاست و گفته اند

نظم

مرد هر چند نه هنر گو شد	بخل آن جمله را فرو پوشد
از لئیمان تیره دل بگریز	وز کریمان پاک جان آویز

در جامع الاحکام آورده اند که سلاطین مردم بخیل را ملازم خود نسازند که از ایشان بخجالت رسد چنانچه منقول ست که عمرو بن لیث وکیلے داشت مردے بخیل بود و تنے میوه هارا سرا بسر دعمرو گفت میوه هرکجا بیابد بخرید و خرج کنید روزے عمرو جشنے ساخته بود و محفلے آراسته دران محفل رسولان که از اطراف و جوانب رسیده بودند همه جمع آمدند و مجموع اسباب ضیافت مرتب و مهیا بود جز میوه که بسیار اندکے بنظر آمد عمرو وکیل خود را گفت میوه بسیار بیار او اندکے بنظر آورد عمرو را این حرکت بد آمد گفت برو میوه بیار گفت میوه متعفن و پوسیده مانده است اگر گوئی بیاورم عمرو بغایت منفعل شد او را از وکالت عزل کرد بارها میگفت که آن ممسک مرا انفعالی داد که هرگز تدارک آن نمی توانم کرد

بیت

نزدیک اکابر ہنر ور	عیبے بنود ز بخل بدتر

سوم ازان جماعت کہ لائق ملازمت نیستند مردم دون ہمت سفلہ باشند وچون
ہمت سلاطین عالی پایہ پس مردم دون وسفلہ در خدمت ایشان نشاید وسفلہ از
ممسک وبخیل بدتر باشد زیراکہ بخیل آن باشد کہ کرم ندارد باکسے اما از مال خود بہرہ
دارد وممسک آنست کہ خود نخورد وباکسے کرم نکند وسفلہ نہ خود خورد ونہ بکسے کرم کند
ونخواہد کہ کسے باکسے کرم کند آوردہ اند کہ بادشاہ بے بود بغایت جوانمرد وبخشندہ
روزی بایکے از نزدیکان خود فرمود کہ مرا آرزوست کہ صد ہزار درم بیکے ببخشم تو
چہ میگوئی گفت این مقدار مال بسیارست این مبلغ بصد کس بس ست گفت اگر
نصف ازین عطا کنم چون باشد گفت ہنوز بسیارست گفت ثلثے توان بخشید گفت
ہنوز بسیارست گفت در ربع چہ میگوئی گفت ہنوز رمے در کثرت دارد القصہ
بر عشر قرار داد کہ صد ہزار درم باشد گفت اگرچہ بسیارست مگر بیک کس میباید
داد بادشاہ فرمود کہ اے بیدولت من میخواستم کہ این مبلغ بتو ارزانی کنم خود را محروم
ساختی ومرا از سخاوت بازداشتی آن مرد بتضرع در آمد کہ اے ملک من خطا کردم
سلطان از کرم خود نگذرد سلطان فرمود تو سفلہ نہ لائق عقوبت نہ قابل عطیت ہم خود
را زیان دادی وہم مرا زیان من آنست کہ اگر آنقدر مال بتو بخشیدمے در سخاوت
علم شدمے تا انقراض ادوار صیت کرم ومروت من باقی ماندے و زیان تو
انیست کہ ازچندین مال محروم شدے اکنون صد ہزار درم کہ بخش خود بران قرار
دادے بستان ودیگر در مجلس ما چنین سفلگی مکن نظم

سفله نخواهد دگرے را بکام	خس نگذارد مگسے را بجام
سفله سیه رو بود و بد نهاد	خاک سیه بر سر هر سفله باد

چهارم از آن غیبت گرانند که ذکر هر کس در میان آید خواهند که از مساوی آن چیزے باز گویند که اگر آن بیان واقع ست غیبت باشد و اگر غیر واقع ست هم بهتان باشد و هم غیبت و در خبر آمده که عقوبت غیبت از زنا سخت تر ست حق سبحانه و تعالیٰ در قرآن مجید فرموده باید که بعضے از شما بعضے را غیبت نکنند آیا دوست دارد کسے که گوشت برادر مرده خود را خورد و این غایت تهدید ست و ازین جا معلوم میشود که غیبت گویان مانند مردار خوار باشند و هر که رائحهٔ انسانیت دارد از مرده بپرهیزد و از مردار بگریزد

بیت

از غیبت مردمان بپرهیز	وز زهر عیب جوئے بگریز

آورده اند کیکے از پیغمبران غیر مرسل بود چیزها در خواب بدو مے نمودند و ندامی شنید ند شبے در خواب دید که چون بامداد برخیزی در فلان صحرا گذر کن نخستین چیزے که ترا پیش آید بخور و دوم چیزے که بینی پنهان کن و سوم چیزے که در پیش آید نگاهدار و چهارم را نا امید مگردان و پنجم چیزے که در نظر در آید از و بگریز چون بامداد شد برخاست و بدان صحرا که مامور بود روان شد اول چیزے که پیش آمد کوهے بلند بزرگ سیاه رنگ بود آن پیغمبر متحیر شد که این لقمه را چگونه توان خورد اما چون حکم خدا دند ست از ان چاره ندارم بطرف کوه روانه شد که کوه را بخورد و چون نزدیک رسید دید که کوهے بدان عظمت لقمه خردے شده بود آن را

بہ داشت و بخورد شیرین تر از انگبین و خوشبو تر از مشک شکر خدائے تعالیٰ بجاے
آورد و از آنجا پیش رفت طشتے دید زرین براہ افگندہ گفت مرا امر کردہ اند کہ این را
پنہان دار پس زیر زمین حفرہ کند و پنہان کرد و خاک بسیار بہ بالائے او ریخت و
بگذاشت و برفت ہنوز دو قدم نرفتہ بود کہ دید آن طشت بروئے زمین ست دیگر
بارہ بیامد و حفرہ دورتر کند و پنہان ساخت ہنوز فارغ نشدہ بود کہ دیگر آن طشت
بر روئے زمین دید سوم بار در اخفائے آن مبالغہ زیادہ نمود باز ظاہر گردید پیغمبر با خود
گفت مرا گفتہ بودند کہ پنہان کن من کار خود کردم و آنچہ فرمودہ بودند بجائے آوردم
از آنجا در گذشت مرغے دید کہ از بازے ہراسان شدہ بشتاب می پرد گفت
یا نبی اللہ مرا نگاہدار کہ دشمن در قفائے من ست پیغمبر او را در گریبان خود پنہان
کرد فی الحال باز خشم آلود و گرسنہ بہ سید گفت یا نبی اللہ امروز ہمہ روز در طلب
این صید بودم صید من پناہ بتو آوردہ من بغایت گرسنہ ام مرا نا امید مکن
از روزی من پیغمبر با خود گفت بمن گفتہ اند کہ این را نگاہدار و دیگرے را نا امید مگذار
اکنون چہ کنم کارد برکشید و قدرے گوشت از ران خود بہ برید و لبوئے باز انداخت
باز گوشت را برداشت و مرغ را بگذاشت آن پیغمبر پیشتر شد مردارے دید
افتادہ و گندہ شدہ ازوے بگریخت اما چون شب در آمد پیغمبر مناجات کرد
الٰہی آنچہ فرمودی بجاے آوردم حکمت اینہا مرا معلوم گردان ندا رسید کہ آن کوہ
عظیم کہ دیدی و یک لقمہ شد و بخوردی آن خشم ست اول عظیم نماید و چون بخوردی
شیرین تر از ہمہ شیرینیہا ست دوم آن طشت زرین کہ ہر چند پنہان

مہلکہ دی آشکار شد خیرست ہر چند کسے خواہد کہ نیکی را مخفی بدارد البتہ ظاہر میشود و آن سوم را معنی آنست کہ ہر کہ پناہ بتو آرد و در پناہ گیری و ہر کس ترا امین کند خیانت در امانت روا نداری معنی چہارم آنست کہ چون کسے از تو چیزے طلبد جہد کن تا حاجت او برآری و اگر دانی پنجم آن مرد آرہ گیند ۰ کہ دیدی غیبت بود زینہار از غیبت بگریزی کہ غیبت کردار نیک را باطل گرداند **نظم**

مران غیبت ہیچ کس بر زبان	کہ طاعت از غیبت فتد در زیان
بہر غیبتے طاعتے کم شود	ز غیبت گری کار برہم شود

و صحبت ملوک باید کہ از لوث غیبت و گر دہ بہتان گوئی پاک باشد چنانچہ گفتن غیبت حرام ست و شنیدن آن نیز روا نیست کہ عذاب غیبت شنونده برابر ست با عذاب غیبت کننده **بیت**

گوش و زبان در رہ غیبت منہ	از بد کس گوش و زبان پاک بہ

و قبل از این نکتہ در باب غیبت گفتہ بودم پنجم از کسانیکہ سزاوار درگاہ ملوک نباشند مردم ناحق شناس و غدار ناسپاس اند کہ حقوق ولی نعمت را نشناسند و شکر منعم را بکفران مبدل سازند و ہمیشہ این جماعت منکوب و مقہور باشند و از دلہاے آشنا و بیگانہ دور نہ بخت ایشان بیدار باشد نہ دولت ایشان پائدار **قطعہ**

کسے کو میکند نعمت فراموش	از و کردن فراموشی صواب ست
از آن کو حق نمیداند بپرہیز	کہ روح از صحبت او در عذاب ست

نقل ست کہ معتضد خلیفہ کہ بہر تیغ زبان کہ در شکر گذاری کند ماشد و اورا بزبان

تیغ تیز سزا باید داد

نظم

حق نان و نمک تبہ کردن	بشکند مرد اسمہ دگردن
با ولی نعمت از بدون آید	گر سپہر ست اسہ نگون آید
حق شناسی بزرگوار کند	ناسپاسی ز پائے در فگند

ششم دروغ گویانند کہ کذب پیش ہیچکس پسندیدہ نیست و مرد دروغگوے نزد سلاطین بے آبرو باشد در کتاب اخلاق رکنے آوردہ کہ در مجلس فضیل وزیر در میان دو ندیم او کہ یکے نصیر نام داشت و دیگے ثاقب مباسطتے واقع شد قدم مزاح و مطائبہ بر بساط انبساط نہادند کار از مخاطبہ بملاعبہ انجامید و مہم از ملاعبہ بمصارعہ رسید چنانچہ بعدمہ دست نصیر عمامہ از سر ثاقب جدا گشت ثاقب بغایت متغیر شدہ اثر غضب بر رخسارہ وے پدید آمد وزیر گفت از چہ چیز خشم گرفتی میان ندما ازینہا بسیار واقع می شود ثاقب گفت چگونہ در غضب نباشم کہ آبروئے من در مجلس چون توئی ریختہ شد فضیل گفت کار بر خود آسان گیر و این واقعہ را بر دل خود سہل کن کہ آبروے تو در پیش من آن روز ریختہ شد کہ گفتی استر من مرا در یک شب از مرو بہ نیشاپور رسانید و درین باب گفتہ اند

نظم

میفروز ہرگز چراغ دروغ	چراغ دروغ ست لیس بیفروغ
تو از کذب تعظیم و حرمت مجوے	گزان آبرو میشود آب جوے

و ہفتم مردمان بسیار گوے پریشان سخن نیز لائق خدمت نیستند زیرا کہ ہر کہ بسیار

نہ سہ سطور در اخلاق رکنے نیز ہست | بد گمان | کنتی

کلام کند او را قدرے نماند و در خبرے آمده که در سخن بسیار غلط و سقط بسیار بود و بزرجمہر گفته است که چون مرد بسیار گفتن حریص بود متیقن باید شد بجنون او یعنی بیقین بداند که دیوانه است و در مثل آمده که المکثار مہذار بسیار گوے بیہوده گوے باشد منقول ست که حواریان مر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیه الصلوٰة را میگفتند که مرا پندے ده که بدان کار کنیم و به بهشت برسیم فرمود که هرگز سخن نگوئید گفتند این صورت میسر نمیشود گفت هرگه که سخن گوئید جز خیر مگوئید و بسیار گفتن دل را تاریک میکند. **مثنوی**

ابلہے ار صرفه در می کنی	حرفه گفتار کن ار میسکنی
چند از پاسِ درم افتی بر یخ	پاس سخن دار که این ست گنج
گفتن بے فائده ترک حیاست (کم دانست)	قول موجه صفت انبیاست
هرچه به هنگام نه گوید کسے	خامشی از گفت نکوتر بسے
نے همه گفتار انسان خوش ست	هرچه پسندیده بود آن خوش ست

آورده اند که سه بادشاه در مجلس نوشیروان حاضر شدند قیصر روم خاقان چین و راے هند نوشیروان فرمود که بسے قرنها باید که تا چنین مجمعے دست دهد بیائید تا هر یک سخنے بگوئیم که سخن پادشاهان پادشاه سخنان میباشد و دریغ بود که این اجتماع بتفریق انجامد و از ما اثرے بر صفحهٔ روزگار یادگار نماند **فرد**

درین سراۓ کهن جوۓ کن بجوشت سخنے	که بهتر از سخن خوب یادگاری نیست

ایشان اشارت بکسری کردند که اول شما افتتاح کلام فرمائید نوشیروان از درج فکر جوهر آبدار و گوهر شاهوار بر طبق بیان نهاده (شروع) گفت هرگز به سخن ناگفته پشیمان

نموده ام و به بعضی سخنان که گفته شده بسیار ندامت خورده ام قیصر روم در خزانه خیال نظر فرموده و این نقد تمام عیار نثار مجلس شهریار نمود که آنچه نگفتم توانستم که بگویم و آنچه گفتم بهیچ وجه قادر نبودم یعنی هر تیر سخن که از شست بیان جدا نشده است قدرت آن دارم که هرگاه که خواهم بهدف رسانم اما چون از تقریر برون شد باز نتوانم گردانید نمامان چین نافه سر مهر بیان بگشاده و برائحه این شمامه مشام حضار مجلس سلطنت را معطر ساخت که چون سخن نگویم او زیر دست من ست و من بر و غالبم و چون گفته شد من زیر دست اویم داد زبر دست من ست او بر وچیره نتوانم شد یعنی تا عروس سخن در پس پرده فکر نشسته مشاطه مشیت را اختیار باقی ست اگر خواهد بر سریر نطق جلوه دهد و اگر خواهد در نقاب عدمش بدارد اما چون از پس حجاب بیرون آمد و پرده از جمال برداشت دیگرش بخلوت خانه خفا نتوان فرستاد و رای کهنه از ریاض گفتار خود این گل خوشبو این ریحان دلجو چیده به نزهت گاه فصاحت آورد که هر کلمه که در گفت می آید یا بر نهج صواب ست یا در معرض خطاست اگر صواب ست قائل در عهده آن سخن میماند تا از عهده بیرون تواند آید یا نه و اگر خطاست هیچ فائده ندارد پس در هر دو خامشی اولی ست **قطعه**

به پیرے رسیدم در اقصاے یونان	بدو گفتم اے آنکه با عقل و هوشی
نمردم چه بهتر بهر حال گفته	خموشی خموشی خموشی خموشی

و حکماے متاخرین گفته اند خموشی به از سخن بد ست و سخن نیک به از خاموشی ست **قطعه**

نظر کردم بچشم عقل و دانش	ندیدم به ز خاموشی خصالی
نگویم لب به بند و دیده بر دوز	ولیکن هر مقامی را مقالی

باب چهلم در تربیت خدم و حشم

واین باب مشتمل بر دو قسم است قسم اول در تربیت ملوک مر متعلقان و ملازمان را قسم
دوم آدابیکه ملازمان سلاطین را رعایت باید فرمود اما قسم اول آنکه حکما گفته اند سلاطین
را از ارکان دولت و اعیان حضرت و سائر ملازمان و متعلقان گزیر نیست از برای
آنکه هر کس که بعضی از ممالک عرصه زمین در عرصهٔ تسخیر وی باشد و جمعی از آدمیان
در قید تصرف او باشند مر او را ضرورت است که نظر در جزئیات و کلیات مملکت
خود بر قانون احتیاط بلند و از روی یقین بفور امور رعایا و زیر دستان برسد
و حال هر یک از اعیان و اوساط مملکت خود کما حقه بداند و در تحقیق این امور
دو گوش و دو چشم کفایت نیست ملک را گوش بسیار و چشم بیشمار در کار است پس باید
که جمعی مردم دانا و هوشمند نیک سرشت و بی طمع بلند همت ملازم وی باشند تا
او را مالک گوشها و چشمهای همه باشند تا بگوش همه اخبار ممالک بشنود و بدیدهٔ مجموع در
حقائق مهمات نظر کند و بهر آئینه این جمع را که در استماع اخبار متنوع و مشاهده اطوار
گوناگون بمثابه سمع و بصر اند رعایت کلی باید کرد تا از کار خود باز نمانند و پیوسته بایصال
اخبار و عرض کردن احوال مشغول باشند که هیچ چیز ملک را زیان کارتر ازین نیست
که اخبار اطراف ولایت و صورت حال رعیت از سلطان منقطع گردد

و در کتاب سراج الملوک آورده اند که نوشیروان از موبدان[1] پرسید که زوال ملک در چه چیز ست گفت در سه چیز اول در پوشیدن خبرها از پادشاه دوم تربیت مردم فرومایه سوم در ظلم عمال نوشیروان گفت بچه دلیل این سخن میگوئی جواب داد که چون خبر ولایت و رعیت از سلطان انقطاع یابد و اهل دست و دشمن فارغ و غافل باشند هر کس هرچه خواهد کند و چون او را خبر ست آثار فتنه از هر گوشه سر بر زند و مملکت در سر این فتنه رود دیگر مردم دون و اراذل چون تربیت یابند از دنائت همت جمع مال حریص باشند و بهر کس طمع کنند و مدار اکابر و اشراف نشناسند و حرمت مردم بزرگ فرو گذارند و دلهای خلائق بسبب این اخلاق رنجیده شود لاجرم همت‌ها بر گمارند تا از مربی[2] خلاص روی نماید و ازینجا گفته اند زوال الدولة بارتقاع السفلة چون سفله را ترقی دست دهد دولت روی بتنزل نهد که گفته اند مثنوی

فرمائیگی[2] — تربیت کرنے والا[2]

گر سفله بجاه دست یابد	بازار ملک شکست یابد
دونان نه سزای جاه باشند	بل در خور بند و چاه باشند

و دیگر چون عمال بر رعیت ستم کنند نیتهای ایشان با پادشاه بد شود و از زراعت و امارت طول و متنفر گردند و مداخل سلطان کم گردد و علوفه بلشکر کم رسد و چون لشکری علوفه نیابد سر از خدمت تابد و اگر دشمن پدید آید یار و مددگار اندک بود بدین جهت ملک از دست برود و درین باب گفته اند نظم

کھانا[2]

[1] موبد بضم اول و کسر بائے ابجد در فتح آن در فتح اول و بائے ابجد حکیم و دانشمند و صاحب تیغ آتش پرستان از بهار اوستہ جاتا رہنا دولت کا بیے کمینوں کے مراتب بلند ہونے میں یعنی اگر کمینہ دخیل امور سلطنت ہو جاتے ہیں تو زوال سلطنت شروع ہو جاتا ہے ۱۲

ظلم عامل جہان خراب کند	دل مظلوم را کباب کند
اندر آرد بکار ملک شکست	دامن عافیت رود از دست

نوشیروان موبد را ثنا گفت و فرمود تا این کلمات را بآب زر نوشتند و دیگر گفتہ اند

کہ قصر سلطنت را چہار قائمہ است کہ اگر یکے نباشد مہمات ملکی منتشے نگردد اول امیرے جاری[۱۲]

کہ اطراف مملکت را محافظت کند و شر دشمنان را از شاہ و رعیت باز دارد دوم وزیرے

کہ موئنات سلطان و ملازمان وے را انتظام دہد و مال از جائیگاہ بستاند و بجائیگاہ خرج

کند سوم حاکمے کہ از قبل سلطان تفحّص احوال خلق نماید و داد ضعیف از قوی بستاند

و اہل فسق و فجور را مخذول و مقہور دارد چہارم صاحب خبرے امین کہ پیوستہ اخبار

شہر و ولایت و حالات اعیان و رعیت بحضرت سلطان عرض نماید و فی الجملہ جمعے کہ

سلطان را از ایشان چارہ نیست یا ارباب سیف اند چون امرا و ایلچیان و سپاہیان

و مانند آن یا اصحاب قلم اند چون وزرا و مستوفیان و دبیران عمال و تربیت مجموع

اینہا از روئے اجمال آنست کہ ہمہ را بچشم شفقت و عین عاطفت بنیند و آنچہ ہر

ہر یک را ضرورت بود بدان محتاج باشند از ایشان باز ندارد و ہر کدام کہ از عہدہ

مہمے کہ مفوّض بدو باشد سالم برون آید و کار خود بوجہے کہ باید و شاید بپرداز د

او را نوازش فرماید و ہر کہ در مہمے تہاون نماید و تغافل ورزد اول او را بہ نصیحت

متنبہ گرداند و اگر منزجر نگردد بہ تعنیت گوشمال دہد و ہر گز در پے اظہار معائب آگاہ[۱۲] عیوب[۱۲]

و مقابح ملازمان نباشد و بشادی ایشان اظہار بہجت و مسرت نماید و زجر پذیر[۱۲] قباحتیں[۱۲]

بمصائب و آلام ایشان اندوہ و ملال ظاہر گرداند و ہر یک را در تہ نیب

وتقویت بمرتبۂ خاص نگاہ دارد کہ کسے با او دران مرتبہ شریک نباشد تا میان ملازمان حقد و حسد پدید نگردد و اگر مہم بعضے از ایشان بنزاع و جدال انجامد بزودی دفع نماید تا مادہ خصومت قوی نگردد کہ از ایشان فسادات کلی روئے نماید و بزرگان فرمودہ اند کہ انقطاع سررشتہ مملکت وابستہ بنزاع امرا و وزرا ست **نظم**

چو یک دل نباشند اعیان شاہ	شود کار شاہ و رعیت تباہ
ز ارکان دولت نزیبد نزاع	کہ استیزہ آرد عَلَے الْاِنْقِطَاع
ستیزہ بجائے رساند سخن	کہ ویران کند خانہ ان کہن

بہمن از یکے پرسید کہ اساس تربیت ملازمان بر چہ چیز باید نہاد جواب داد کہ بر دو چیز یکے لطف و یکے قہر باید کہ ہمیشہ از قہر و لطف سلطان بر خدام ظاہر باشد بقہر بگیرد تا دلیر نشوند و بلطف در گذارد تا نا امید نگردند و در نگاہ رستان آوردہ کہ طریق حکمت در تربیت آنست کہ بنرمی و آہستگی اگر کارے میسر شود دران وقت کشیدہ و عنف نباید نمود و اگر بخشونت و سختی حاجت افتد برفق و نرمی نباید فرمود کہ جراحت را تواند بود کہ بہ نیش احتیاج بیش افتد از انکہ بمرہم **قطعہ**

ہمیشہ رہ لطف نتوان گرفت	در ابرو فکن چین بہنگام خویش
نہ بینی کہ مرہم نیاید بکار	چو گردد جراحت سزاوار نیش

حکما فرمودہ اند کہ ہر کرا سلطان خواہد کہ تربیت کند تا بارہا نقد حال وے را بر محک امتحان نزند و عیار کار وے را بتمامی نداند بدیدۂ تربیت در وے نظر نکند کہ بسیار وقت نا مستحقی را تربیت کردہ اند و چون بر اخلاق و احوال وے اطلاع

حاصل شد بالضرورۃ درہمان وقت از نظر انداختہ اند و برداشتن و زود بیفگندن سطوت سلطنت را مضرست و درین باب گفتہ اند قطعہ

ہر کرا میل تربیت داری	امتحان کردہ بایدش یک چند
اگرش ہست قابلیت آن	علم دولتش بر آر بلند
ورنہ نا قابل بود بلند مساز	تا بزودی نبایدش افگند

وچنانچہ برداشتہ را بزودی بیفگندن مناسب نیست ہمچنان بزودی خوشنود شدن ازکسیکہ بر وخشم گرفتہ اند ہم محمول بر خفت ست چہ میان خشم ورضا پایکہ مدتے بگذرد تا عزم وثبات بادشاہ ظاہر گردد آوردہ اند کہ روزے یکے از خلفا با ندیمے سخن میگفت ودر اثنائے مکالمہ از وے کلمہ شنید کہ مناسب نبود فرمود کہ او را از مجلس بیرون کردند آن بیچارہ امید از زندگانی بریدہ در گوشۂ کاشانہ نشست وبناکام شربت تلخ صبر و تحمل تجرع[۱] میکرد وبا خود میگفت بیت

دلا ز حال بد خود جزع مکن زنہار	صبور باش کہ نیکو شود بآخر کار

اما چون مدت مہاجرت دیر کشید وکارد بجان وکارد باستخوان[۲] رسید قصۂ خود را نوشتہ بیکے از محرمان خلافت داد تا بوقت فرصت بموقف عرض رسانید خلیفہ بخندید وگفت او را جندان گناہے نیست کہ موجب حرمان باشد گفت چون چنین ہست چہ شود کہ آن بیچارہ را ہم در مجلس ہمایون راہ دہند خلیفہ فرمود لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ ہر کارے بوقتے باز بستہ است وہر مہمے بزمانے موقوف ماندہ کہ تا زمان آن ۔ ۔ ۔

۱ گھونٹ گھونٹ پینا ۱۲ ۲ بے قراری کے واسطے لکھا ہے ۱۲

مهم در نیاید و وقت آن کار در نرسد جهد و کوشش فائده نده بیت

تا در نرسد وعدهٔ هر کار که هست		سودے نکند یاری هر یار که هست	

بعد از یک سال اوراطلبید و خلعت داد گفته اند که چون سلطان کسے را بزرگ گرداند بهمان نظر اول در وے بنگرد زیرا که چون مال و منال و اختیار و اقتدار یافت اورا بدرجهٔ اول باز نتوان برد و اگر خواهد که اورا خرد گرداند بتدریج و تأنی در پے آن کار باید رفت والا خللها پدید آید بیت

آهستگی ۱۲

بر آتش میاور بیکبارگی		که جان را کو شد بیچارگی	

نوشیروان از بزرجمهر پرسید لائق تربیت کیست فرمود که کسے را تربیت باید کرد که ادبے دارد یا نسبے و هر که نسبے اصل دارد بحکم کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ رجوع باصل خود میکند و در حکایت آورده اند که مرد بود ذکی نام از خاندان بزرگ با نسب عالی وادب کامل کنیزکے رومی خرید نوشابه نام لبیار بدخوے و بغایت بهانه جوے و ستیزه روے ذکی بملک یمین در نوشابه تصرف کرد پسرے از و متولد شد روزے

دست راست در قوت ۱۲

حکیمے در صحبت ذکی نشسته بود فرزند ذکی حاضر شد ذکی اورا کارے فرمود آن پسر فی الحال برخاست و روان شد چون گامے چند برفت باز گشت و در مجلس آمد نشست حاضران متعجب شدہ گفتند امتثال اول را چه سبب بود و اجتناب ثانی بچه جهت

درا بری ۱۲

روے نمود آن حکیم بخندید و گفت ذکی خواست که فرمان برد و نوشابه نگذاشت اثر هر دو جوهر ظاهر شد چنانچه در سفیدی و سیاهی ثمر نه به پدر و مادر منسوب باشد در رذالت و نجابت نیز بر همان قیاس باید کرد و درین باب حکیم

فردمایگی ۱۲

فردوسی فرموده **نظم**

درختیکه تلخست وے را سرشت	گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوئے خلدش بهنگام آب	به بیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد	همان میوهٔ تلخ بار آورد

وگفته اند نفس خبیس را پروردن آبروئے خود بردن است چه حرام است بر کسیکه از نطفه نجیبت[۱۲] در وجود آمده باشد که از دنیا انتقال کند بدی ناکرده بجائے کسیکه با وے نیکو کرده باشد **فرد**

بداصل را چگونه کسے تربیت کند	در جیب خود چگونه کسے مار پرورد

ونکتهٔ دیگر در تربیت ملازمان آنست که یک کس را دو عمل ندهد بلکه برائے هر کسے منصبے مقرر کند تا همه ملازمان امیدوار باشند ودو کس را یک عمل نیز نفرماید که چون شرکت پدید آید عمل بمراد ساخته وپرداخته نگردد **قطعه**

نه یک کس تواند که سازد دو کار	که آنرا الیت ندارد باب هوش
دو کس نیز در یک عمل ضائع اند	که دیگے بشرکت نیاید بجوش

وچون از تربیت احوال فراغتے روے نمود سه نکته از تفاصیل آن مرقوم میگردد مقدم بر همه تربیت اولاد است ودر ذخیرة الملوک فرموده که فرزند امانت حق است نزد والدین ودر عرصهٔ محشر مطالبهٔ حقوق این امانت خواهد بود وچون این امانت آئینه ایست که صور جمیع نفائس وکمالات را قابل است وجوهر حقیقت او را بهرچه میل دهند مائل گردد پس بضرورت در تربیت او سعی باید فرمود تا بصفتهاے

[۱۲] کمینه

لئیم زن زاده بی اصل کم ظرف ۱۲

پسندیده متصف گردد واز خصلتهائے نکوهیده منحرف شود ادل آنکه او را بنام نیک تسمیه مقرر کند
باید کرد که اگر نامے ناموافق باشد مدت عمر ازان در کراهت خواهد بود دیگر دایهٔ او
بغایت نیک مزاج و خوشخوے و پاکیزه سرشت باید که در خبر آمده که شیر دادن طبایع را طبیعت
متغیر سازد و چون مدت رضاع تمام شود مردم پاک دین نیکو خلق را بخدمت او نامزد شیر خوردن
باید کرد تا طبیعت او باوصاف آن خادم مستانس گردد و چون طبع صبیان بلهو و انس پذیرد
لعب اکل و شرب مائل ست اورا آنها آئین اعتدال و قانون توسط رعایت باید نمود و
معلم پرهیزگار و دیندار تعیین باید فرمود تا او را تعلیم قرآن و احکام شرعی در آموزد و علمے که او را
در دین و دنیا نافع باشد از و باز ندارد و بهترین تادیبے آنست که او را از مخالطت آمیزش
جمعے که مفسد و کج طبع باشند نگاهدارد و با مردم خوش ذهن لطیف طبع مصلح مصاحب
سازند و دائم در پیش وے علما و عرفا و فضلا را مدح گویند تا محبت ایشان در دل وے
راسخ گردد و اشرار و فجار و بد معاشان را مذمت کنند تا کراهتے از ایشان در طبع استوار بد بدکار بدچلن
وے پدید آید و چون بسن تمیز رسد مردے بزرگ عالی همت صاحب تجربه را که
خدمت ملوک کرده باشد مقرر کنند تا آداب نشستن و برخاستن و رفتن و
آمدن بوے آموزد و دران کوشد که آثار ادب و حیا و علو همت و تخلق اخلاق ملوک خوگر بودن
ازوے ظاهر گردد و چون وقت در آید سپاهیان جگردار و استادان کار دیده دلیر
را امر کنند تا آئین سواری و سلاحداری و انچه سلاطین را بکار آید بوے تعلیم دهند و
چون بزرگ تر گردد بخدمت مشائخ و صحبت علما دلالت کنند تا از نظر بزرگان دین
مستفیض گردد که همت را اثر هائے کلی میباشد نظم
فیضیاب صحبت

ہر کہ ز دولت اثرے یافت ست	از دل صاحب نظرے یافت ست
ہمتِ مردان چو در آید بکار	برگ گلِ تازہ بر آید زِ خار
ہر نظرے کز رہِ صدق و صفاست	چون بحقیقت نگری کیمیاست

دیگر امرائے دولت ایشان کہ رکن اساس مملکت اند و تربیت ایشان بر انواع وجہ شایستہ کہ و ہنی بقواعد تعظیم ایشان را نیابد و دست ایشان در تصدی مہمات کلیہ ملکی و مالی قوی مطلق باشد و در جمیع امورے کہ بآن محتاج باشند ایشان را مدخل دہند تا ہیچ مہم بے رائے و تدبیر ایشان ساختہ نگردد و سخنے کہ در باب مصالح ملک و مال بموقف عرض رسد بسمع قبول اصغا نمایند و در تقویت و تمشیت مہماتے کہ متعلق بدیشان ست از امور نواحی و ایلچی و لشکریان و ملازمان شرف التفات ارزانی دارند خصوصاً در مہم ایلچی کہ او زبان سلاطین باشد و حالت سرِ پادشاہ از اطوار ایلچی او معلوم میتوان کرد پس ایلچی مردے حکیم سخنگوے نیک روے صاحب جود بزرگ ہمت باید تا آبروے فرستندہ خود نریزد و ہر کس کہ رسولے فرستد مناسب آن کس باید فرستاد چنانچہ حکیم فرمودہ **بیت**

اے رسول توانا تو انا فرست	بدانا ہم از جنس دانا فرست

آوردہ اند کہ چون مہلب خوارج را ہزیمت کرد و غنیمت بسیار بدست آورد رسولے مالک نام نزد حجاج فرستاد حجاج گفت مہلب را چون گذاشتی گفت در حالیکہ دوستان او مسرور اند و دشمنان او مقہور گفت شفقت او بر سپاہ بچہ اندازہ است گفت شفقت پدرانہ بر فرزندان گفت حال فرزندان او چون ست

گفت ہمہ خوش ان گفت کہ در رزم چون اند گفت جان را در پیش ایشان خطرے نیست

گفت در بزم چگونہ اند گفت مال را در پیش ایشان قدرے نیست گفت در عقل و فضل

چگونہ اند گفت چون دائرہ کہ سر و پائیش نتوان یافت و اول و آخرش نتوان یافت

حجاج گفت این مرد سخن را بجدِ کمال رسانیدہ مہلب را در دل او قیمتے و در چشم

ما حشمتے حاصل شدہ و از آداب رسول و عقل او استدلال کردیم بہ ادب و عقل

فرستندۂ او قطعہ

رسول ار فرستی حکیمے فرست	کہ کار تو با پادشاہ از وے درست
شنیدی کہ آن مرد دانا چہ گفت	ارسل حکیماً ولا توصہ

اما تربیت لشکریان از جملہ ضروریات ست و فائدہ ایشان چہار چیز ست اول قوت و

ہیبت پادشاہ دوم دفع دشمنان سوم ایمنی رعایا چہارم دفع دزدان و ایمنی راہا و

ایشان را چہار شرط بجا باید آورد اول آنکہ از فرمان سلطان بیرون نروند و جز

بحکم او کار نکنند دوم آنکہ با پادشاہ یک دل و یک زبان باشند سوم آنکہ با یکدیگر

نیز متفق باشند چہارم آنکہ در کارزار مردانگی و فرزانگی رعایت نمایند و سلطان را ہم

با ایشان چہار کار باید کرد اول آنکہ سلاح و مرکب ایشان مہیا سازد دوم مرتبہ

ہر یک نگاہ دارد سوم مردان کاری را تربیت نیکو کند و در میان لشکر سرفراز سازد

چہارم از لشکر دشمن غنیمت کہ بدست آید ایشان را بہرہ مند گرداند از

پادشاہ قباد منقول ست کہ موبد را گفت کہ با لشکر چگونہ معیشت کنم فرمود کہ

ہر چند وقت تفقد حال ایشان باید کرد چنانچہ خلل در ساز ایشان تفحص

حاشیہ: ہے بزرگی ... میانی ... ہے

حاشیہ: را ... نائب ... صاحب لشکر ... ۱۲

حال لبتان میکند و ہر گیا ہے کہ بکار نیاید و قوت از دیگر گیا ہہا باز می ستانند آن را می برند و در می سازد و ہر چہ از و نفع متصورست نگاہ میدارند و تربیت میکند و در میان لشکریان نیز جمعے باشند کہ از ایشان ہیچکار نیاید ایشان را علوفہ دادن ضائع است اسامی آنہا از دیوان ارزاق محو باید ساخت و بتربیت مردم کارگری[خوراک ۱۲] باید پرداخت قبادپرسید کہ علوفہ ایشان بچہ وجہ باید داد فرمود کہ بطریق اعتدال باشد چہ اگر معیشت ایشان را تنگ گیری ملول و متفرق شوند و یکبن کہ رجوع بجائے دیگر نمایند و اگر معیشت بر ایشان فراخ گردد مستغنی شوند و در ملازمت و خدمتگاری کاہلی ورزند و ہمین معنی را حکیم نظامی آوردہ **نظم**

سپہ را باندازہ دہ پایگاہ	مدہ بیشتر مال از خرج راہ
شکم بندہ را چون شکم گشت سیر	کند بیدلی گرچہ باشد دلیر
نہ سیری چنان دہ کہ گردد نا رست	نہ بگذارشان ور خورش تنگدست
سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ	ندارد حدود ولایت نگاہ

یگر وزرا کہ ایشان پیرایۂ ملک و خزانۂ مالند و اگر مہم والی مملکت بے وزیرے نمشے گشتے حضرت موسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام از خدا درخواستے کہ برائے من وزیرے[ری ۱۲] از اہل بیت من معین سازد آن برادرم ہارون ست و بدو پشت من قوی گردان پس معلوم میشود کہ وزرا سبب استحکام بنائے سلطنت و انتظام امور مملکت اند و فتنے کہ مستجمع خصال رضیہ و اخلاق ذکیہ[پاکیزہ ۱۲] باشد **بیت**

از وزیرے کہ او نکو سیر ست	ملک را زیب از دریت دگر ست

دتربیت ایشان آنست که بشرف التفات سلطان معزز و بعزّ عنایت شاہانی مشرف باشند و در چشم خاص و عام مکرم و معظم نمایند و قول ایشان را نافذے و حکم ایشان را اعتبارے باشد و کسے در مہمات مالی بے استصواب ایشان مدخل ننماید و تدبیر ایشان را در کارہائے عمدہ تمام و اصل کلی باید دانست چہ ممکن است کہ بقلم کارہا ساختہ گردد کہ بشمشیر میسر نگردد **بیت**

قلم رخت جائے تواند کشید	کہ شمشیر نتواند آنجا رسید

روزے درمیان وزیرے و امیرے در تقدیم و تاخیر منازعت افتاد امیر گفت من مدام در تیغ آبدارم و تو صاحب قلم ملک را بشمشیر توان ستاند نہ بقلم وزیر گفت کار ملک بقلم راست شود نہ بشمشیر این ماجرا بسمع سلطان رسید و ہر دو را بخدمت طلبید وزیر را گفت ہمیشہ اہل قلم خدمتگاران اہل سیف بودہ اند تو چرا اہل قلم را ترجیح بر اہل شمشیر میکنی وزیر گفت اے شہریار عالم شمشیر دشمنان را بکار آید نہ دوستان را و قلم ہم برائے نفع دوستان بکار آید و ہم برائے دفع دشمنان دیگر اصحاب سیف را ہوس ملک داری پدید آید و بر ولی نعمت خروج کنند و از اہل قلم ہرگز این حرکت صادر نشود دیگر اصحاب سیف خزانہ سلطانی را خالی میسازند و اہل قلم جمع می کنند و محل دخل عزیز تر از محل خرج باشد **قطعہ**

در خامۂ وزیر بحرمت نگر کہ آن	در جویبار ملک نہالیست بہرور
حیف بود قدح ست اگر تربیت کنند	آن شاخ را کہ میوہ او ہست معتبر

اما تربیت منقربان و ایلچیان و محرمان حکومت آنست کہ ہر یکے را بمہم خاص نامزد فرماید

وبهیچ کس منسوب بکسے باشد و بیگرے را دخل ندہد و قدر خدمت هر کس بداند و فراخور آن در بارهٔ او عاطفت نماید و ایشان را بدان مثابه دلیر نگرداند که هرچه خواهند توانند گفت و حجاب رعونت و مهابت از پیش برندارد و همه را در مقام ادب و مرتبهٔ حیا متوقف سازد و اگر کسے از ایشان بے محل سخنے گوید آن سخن را اصغا نکند و تا کسے نیک امین نباشد و چندین نبار نموده باشد معتمد نباید ساخت و سر خود را پاے درمیان نباید نهاد و چون ملازمان ملوک را به یکدیگر رشکے و غبطه می باشد سخن هیچ یک ام در بارہ یکدیگر استماع نباید فرمود و همه را به دوستی و موافقت با یکدیگر ترغیب باید کرد و از منافقت و مخالفت تحذیر باید نمود که مخالطت با یکدیگر ایشان در امور انتظام سلطانی دخلے تمام دارد چنانچه شمهٔ ازین سابقاً ذکر یافته قطعه

ملازمان سلاطین چو یک جهت باشند	همه مملکت و مال بر قرار بود
دگر نفاق نمایند و مکر و حیله کنند	اساس جمله مهمات بے مدار بود

اما چون غلامان و بندگان درم خریده مرخداوند خود را بمنزله دست پاے و سائر اعضا یند چه کسیکه بجهت غیرے از و تکفل امرے کند که باعانت دست دران حاجت افتد قائم مقام دست آن غیر بوده باشد و کسیکه سعی کند در کارے که قدم دران رنجه باید کرد مشقت قدم کفایت کرده باشد و کسیکه چشم نگاهدارد چیزے را که نظر دران صرف باید کرد و زحمتے از بصر باز داشته باشد و باقی برین قیاس پس بر وجود این جماعت شکر گذاری باید کرد و انواع رفق و مدارا و لطف مبذول داشت[۱۲] ۔

دربارهٔ ایشان بکار باید برد چه ایشان را نیز کلال و ملال و فتور و ماندگی در خدمت پیدا میشود
پس در کار فرمودن ایشان انصاف رعایت باید فرمود و چنان باید که با مور معیشت
ایشان از خورش و پوشش خللے را نیابد و اصل آنست که ایشان را بنظر خاص
مخصوص سازد کہ اقدام بر اعمالے کہ بایشان مفوض ست از روئے خوشدلی و
نشاط کنند نہ از سر کاہلی و ملال در کتب حکمت آوردہ اند کہ خواجہ نشاید کہ بہر گناہے
خادم را براندازیرا کہ بندہ وقتے شرط شفقت بجای آرد و ہواداری کند کہ خود را از
مفارقت مخدوم ایمن داند و اگر بندہ را بہر سہوے و خطائے براند خود را در خدمت
عاریتے شناسد و ہمچو راہ گذرہان دز ہیان معاش کند و نہ در ہیچ کار اندیشہ بکار برد
و نہ در ہیچ مہم شرط شفقت نگاہدارد و اصل در بندگان صفت حیا ست زیرا کہ اسست و
این از ہمہ صفتہا در کار ترست و اگر از بندہ اثر مکر و دزدی و حیلہ دریافتہ
شود زود دفع باید کرد چون یکے از بندگان بخیانتے فاحش و گناہے زشت ملوث گردد
و تبادیب و تعذیب قابل اصلاح نباشد صلاح در آن ست کہ او را بزودی نفی کند
تا دیگر بندگان بجا درت و مصاحبت او تباہ نشوند و فساد از و بدیگران
بسایگی

نعدی نکند قطعہ

صحبت مفسدان و بدفعلان	مردم نیک را تباہ کند
ہر کہ با دیگ ہمنشین گردد	جامۂ خویش را سیاہ کند

و اگر از بندگان یکے از ارباب دولت کہ ملازم سلطان باشند شکایتے از خواجہ خود نزد
سلطان آرد در چیزیکہ شرع را در آن مدخلے نبود زود منع او لازم ست چنانچہ

در سیاست سلطان محمود غزنوی آورده اند که روز آدینه سلطان بنماز می رفت غلامے در غایت حسن و جمال سر راه سلطان گرفته بود چون بموکب شاهی رسید غلام زمین را بوسه داد سلطان از روئے کرم عنان حشمت باز کشید و بزبان لطف و مرحمت پرسید که چه حاجت داری گفت شاها بنده را آنکس که از ترکستان می آورد در تمام راه می گفت ترا بخدمت سلطان می برم تا سایهٔ عنایت بر روزگار تو اندازد و من بامید این البشارت و نوبد این اشارت کربت غربت و خواری بندگی تحمل میکردم و پیوسته بمضمون این بیت

بیت

گرم هزار غم از روزگار پیش آید	چو روے شاه به بینم دلم بیاساید

خوشدل میبودم اکنون که بدین شهر آمدیم خواجه حسن مرا دید و بهزار دینار بخرید و مدتے ست که مرا در خانه پنهان میدارد و این ساعت فرصت یافتم و خود را بسر راه شاه انگندم بخت یاری و سعادت مددگاری کردتا بدولت ملازمت رسیدم و امیدے که در دل داشتم بموقف عرض رسانیدم باقی سلطان حاکم است سلطان فرمود تا غلام را ادبے بلیغ کردند و او را بکسے سپرد که این را پیش حسن ببر و بگو که هزار دینار بغلامے میتوان داد چرا صد دینار باربانی نمیدهی تا بر خانه نشیند و نگذارد که غلامے تو بے اجازت از خانه بیرون رود یکے از خواص پرسید که غلام را عجب ادبے فرمودی سلطان فرمود اگر نه آن بودے که هزار دینار حسن ضائع میشد بفرمودے تا از میانش بدو نیم زنند چه اگر غلامان را فرصت دهند هر غلامے که از خواجه برنجد همین شیوه پیش گیرد و شکایتے ناموجه بعرض رساند و سهم خواجگی و بندگی مختل و خلل پذیرد[۱۲]

مہمل بماند مثنوی

چو از خواجہ خود برنجد غلام
بہ بہتان و غیبت کشاید زبان
غلامے کز ینسان بود خوئے او

ہداو دہد شرح با خاص و عام
کہ تا خواجہ را افگند در زبان
مبینا و چشم کسے روئے او

قسم دوم ازین باب

در آداب جمیکہ بدولت سلاطین تقرب جستہ اند و سرفراز گشتہ از ارکان دولت و اعیان حضرت و خواص بارگاہ و نواب و حجاب و سائر گماشتگان و متعلقان باید دانست کہ ہر کہ در کار پادشاہ شروع کند و در مہمات سلطانی خوض نماید باید کہ سیرت او بر قانونے باشد کہ سبب نیکنامی سلطان و آبادانی مملکت بود و این معنی وقتے میسّر شود کہ رعایت چہار طرف بر خود لازم داند اول رعایت جانب حق دوم رعایت جانب پادشاہ سوم رعایت جانب خود چہارم رعایت جانب رعیت اما در رعایت جانب حق پنج شرط است اول آنکہ شکر نعمت الٰہی و فضل نامتناہی کہ در بارہ او واقع شدہ بجاے آرد تا نعمت وے زیادہ گردد

ہر نعمت از کفت بیرون کند
شکر نعمت نعمت افزون کند

شکر او بس نعمت افزون دہد
مفلسان را گنج قارون میدہد

دوم آنکہ مراسم طاعت فرو نگذارد بلکہ آن را بر خدمت پادشاہ مقدم دارد تا در ہمہ چشمہا عزیز گردد و در ہمہ دلہا مقبول بود آوردہ اند کہ ابو منصور وزیر پادشاہ طغرل

مردِ دانا و کافی بود و عادت داشتے کہ چون نمازِ بامداد گزاردے تا طلوعِ آفتاب اوراد

دخواندے بعد از آن بخدمت سلطان رفتے وقتے مہمے ضروری پیش آمد سلطان او را بہ

تعجیل پیش خود طلبید کسان پے در پے آمدند و او را سر سجادہ برنمے خاست حاسدان

مجالِ غیبت یافتند و زبان وقیعت کشادہ او را نزد سلطان بہ بدی یاد کردند کہ

بسبب غفلت منیکند و از سخن سلطان اعتبارے نمیگیرد مانند این کلمات درمیان آوردند

بمرتبہ کہ آثار تغیر در مزاج بشرۂ پادشاہ ظاہر شد اما چون خواجہ از اوراد فارغ گشت بخدمت

سلطان آمد سلطان از روے غضب بانگ بروے زد کہ چرا دیر آمدی گفت اے

ملک من بندۂ خدا ام و چاکرِ تو تا از بندگی فارغ نشوم از عہدۂ چاکری برنمیتوانم آمد

این سخن سلطان را خوش آمد و او را تحمدت بسیار گفت **نظم**

خداوند را بندگی کن کہ ہست	مدہ رشتۂ خدمت حق ز دست
بدرگاہ او بر زمین نیاز	سرِ پادشاہان گردن فراز

سوم آنکہ رضائے خدائے را بر رضائے پادشاہ تقدیم کند کہ چون حق سبحانہ تعالےٰ

از بندۂ خشنود بود خشم دیگران او را زیان ندارد و اگر عیاذاً باللہ خدائے تعالےٰ

بروے خشم گیرد خشنودی ہمہ خلق او را سود ے نرساند **فرد**

خشم دیگر کسان ضرر نہ کند	چون خداوند از تو خشنود ست

مشہور ست کہ بزرگے در مجلس یکے از خلفا بود وقت نماز تنگ شد و خلیفہ بہمے اشتغال

داشت و نماز بر خاطر او فراموش شدہ بود آن بزرگ برخاست کہ نماز گزارد یکے

گفت کہ چرا صبر نمیکنی کہ خلیفہ بنماز برخیزد گفت حکم خدائے را موقوف بحکم دیگرے

نباید داشت گفت بنشین که خلیفه بر تو غضب خواهد کرد گفت چون رضاے خدا
حاصل شود از غضب مخلوق چه باک خلیفه که این سخن بشنود آن بزرگ را بسیار بنواخت
و آن معترض را از نظر تربیت بینداخت شرط چهارم آنکه از خداے تعالیٰ بیش تر ترسد
که اله پادشاه در خبر آمده است که هر که از خداے بیش تر ترسد همه کس از وے بیش تر ترسند
پنجم آنکه بحق الہ امیدوار تر باشد که پادشاه که هرچه میدهد او میدهد امید در کرم کسے
باید بست که هیچ امیدوار از درِ رحمت او باز نگردد **بیت**

محال ست گر سر برین در نهی		که باز آیدت دست حاجت تهی	

اما رعایت جانب پادشاه را بیست و پنج شرط ست اول تذلل و تضرع و اظهار عجز و (خواری، زاری)
خدمتگاری چه ملوک را مهمات عظیم و حالتهاے بزرگ ست که بدان متفرد اند از غیر
خویش و آن بدان سبب ست که مظهر سلطنت الٰهی واقع شده اند و ازین جهت
لقب ظل الله بر ایشان اطلاق میکنند پس بآن معنی که این صورت در ایشان مختفی
ست از همه خلق استخدام و تعبد خواهند و خود را سزاوار آن شناسند و در هرچه کنند (طلب خدمت، پرستاری)
طریق استقلال و تفرد رعایت نمایند و هرچند اساس سلطنت بیشتر باشد ظهور این (یکتائی)
صفت زیادت بود و برین تقدیر استغناے ایشان طالب آنست که مردم محتاج
و مسکنت خود بر ایشان عرض کنند **بیت**

چه آورم بتو چون جمله هرچه هست تو داری		مگر شفاعت و عجز و نیاز مندی و زاری	

دوم تحمل محنت و مشقت و ریاضت کشیدن و بر مکاره صبر کردن چه خدمت ملوک بلنی (برداشتن، رنج، کوشش، مکروهات)
بر زحمت باشد و در کتب حکما مزبور ست که ملازمت سلطان حائل سر میان

مردم و آسایش و طلب راحت و لذت در خدمت ملوک از قبیل محالات باید شناخت
سوم آنکه هرچه اندیشه کند و گوید باید که دران مصلحت پادشاه را ملاحظه نماید هم از جهت
دنیا و هم از جانب آخرت و طرف آخرت را مقدم دارد و چهارم بطریق ملایمت و تلطف
ظلم را در نظر او نکوهیده سازد و عدل را بتعریف و توصیف در دل او شیرین گرداند و بر
وجهیکه مصلحت داند او را از ظلم باز دارد که اگر بظلم پادشاه راضی شود او نیز دران مظلمه شریک
باشد و در عرصه حشر که ندای اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ بر آید او را نیز با ظلمه در معرض خطاب
و عتاب در آرند در اخبار مذکور است که یحیی واسطی خطاطی بغایت زیبانویس بود و اولاد خلفا
نزد او خط مینوشتند و تعلیم میگرفتند روزی نزد وزیر به تعریف کردند که یحیی قلم را نیک می تراشد
او را طلبید و فرمود تا قلمی برای وی بتراشد یحیی قلمی با احتیاط تمام بتراشید وزیر بدان قلم توقیع
نوشت خط او بهتر از بیشتر نمود یحیی را خلعت و هزار دینار انعام فرمود یحیی خلعت پوشیده و
زر بقبضه تصرف در آورده از مجلس بیرون آمد چون بدر سرای رسید فی الحال باز گشت
و گفت ایها الوزیر یک صنعتی برین قلم فراموش کرده ام اگر اجازت باشد بجا آرم وزیر
قلم بدست وی داد یحیی قلم را بشکست و سر قلم بیفگند و زر و خلعت پیش وزیر بنهاد
وزیر فرمود و متعجب شد گفت چون بدر سرا رسیدم این آیت بگوش دلم فرو خواندند که اُحْشُرُوا
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ یعنی حشر کنید ظالمان را با شریکان و مددگاران ایشان ترسیدم
که تو بدین قلم از روی ستم چیزی برکسی نویسی من که قلم تراشیده ام دران شریک
باشم و بعتاب الهی گرفتار گردم بیت

یار ستمگار مشو ای عزیز	تا که از آن تو هم نباشی تو نیز

پنجم آنکه پادشاه را خیر دار د چنان کند که خیر او بهمه کس برسد چه بهترین انعام آنست که عام باشد چون شعاع آفتاب که بر همه جامی تابد و چون رشحات سحاب که بر همه زمینها میرسد از بزرگے پرسیدند که خیر بر چه وجه باید کرد و بهترین خیرها کدام ست فرمود خیر بر عموم باید و بهترین آن بود که بروے تازه باشد و منت ها آن همراه نباشد آورده اند که معن بن زائده کرمے عام داشت و در وقت بخشش بشاشت خندان و تازه روے بودے عزیزے را پرسیدند که آیا ابر بارنده سخی تر ست یا معن بخشنده تر جواب داد که سخاوت معن از ابر بهتر و بیشتر ست گفتند بچه دلیل گفت بآن دلیل که هر چه ابر دهد گریان دهد و هر چه معن دهد خندان دهد **قطعه**

تازه روے وانبساط و نشاط	در سخاوت عظیم معتبر ست
مرد بخشنده را بوقت سخا	تازه روئے سخاوت دگر ست

ششم تا بر کسے وثوقے تمام نداشته باشد و بارها صفات او را نیازموده باشد او را پیش پادشاه تعریف نکند و ستائش نماید تا بوقت آزمائش شرمنده نشود آورده اند که زراقے نزدیک یکے از نواب سلطان سنجر آمد گیسو باگذاشته و قدرے جامه کعبه آورده گفت من مردے ام از اهل بیت رسالت و امسال بحج رفته بودم و جهت سلطان حج گزارده ام و بر سر روضه حضرت رسالت پناه صلے الله علیه و آله و سلم برائے شاه و ارکان دولت او بحضور قافله حجاج دعا کرده ام اگر بخدمت سلطان رسانی هر آینه از تو منت دار شوم و بدین بشارت که آورده ام مرا نیز نوازش فرمائید آن نائب این صورت را تحقیق نکرده نزد سلطان آمد آن حاجی

علوی را تعریف بسیار کرد چنانکه سلطان مشتاق شده باحضار او فرمان داد چون
آن عزیز را حاضر گردانید سلطان را دست بوس کرده بر حاشیه بساط نشست سلطان
پرسید که از کجائی گفت از شهر اصفهان فرمود که کے حج کردی گفت امسال قضارا ایلچی از
نزد حاکم اصفهان در مجلس آمده بود چون نام اصفهان شنید و آنکس را دید گفت اے
شاه من این کس را می شناسم او سید نیست بلکه از لولیان آن ولایت است و بیشتر از
ایشان مے بر سر دار نند و من در همه این سال وے را در صفاهان میدیدم و در روز
عید اضحی بدرخانه من آمده بود بطلب گوشت قربانی سلطان چون این سخن بشنید
بغایت ممتاز شده روئے بآن نائب کرد و نیک بخت نامدار و حاجی بزرگوار بخدمت
ما آورده آن نائب خجل زده و انفعال یافته از مجلس بیرون رفت و بقیۃ العمر بخدمت سلطان
نیامد اگر در اول تحقیق حال او کردی و دران باب تفحص تمام بجا آوردی غبار خجالت بر چہرہ
حال او ننشستے و از نظر چنان بادشاہ محروم نگشتے **قطعہ**

مگر وقتے کہ او را نیک دانی	مگو وصف کسے نزدیک شاہان
بسے در انفعال آن بمانی	کہ گر نبود بران وصفے کہ گفتے

ہفتم ہر چہ داند کہ پادشاہ را بدان میل است از اسپ و نوکر و امتعہ و ضیاع و مستغلات
و غیر آن جہت خود نگاہ ندارد بلکہ بطریق اتحاف چنان کند کہ بنظر قبول سلطان رساند
(آب و زمین ۱۲)
ہشتم آنکہ چون پادشاہ باوے سخن گوید بدل و جان و عقل و ہوش و چشم و گوش و تمام
جوارح و اعضا متوجہ سخن وے باشد و چنان نکند کہ یک کلمہ ازو فوت شود و بہیچ
(بعضاء ۱۲)

سلہ لولی مسخرہ گوئے بیحیا بے شرم رقصندہ۔ بہار۔ شہ۔ انفعال سلہ اسم انفعال ازغلبہ کرفعلی وا وردن و خواستن ۱۲

نگرد و دل نپردازد و نظر بجانبے دیگر نیفکند و از دو بسخن با کسے مشغول نشود هرچند سخن ضروری
باشد چه سلاطین بغایت غیور باشند چون بینند که کسے توجه ایشان بجاے دیگر بنظر یا
بسخن میل کند از روے غیرت بروے خشم گیرند و اگرچه دران محل ظاهر نکنند اثر آن
بمرور ظهور کند و خطرات بران مترتب شود نهم در مجلس ملوک با کسے سرگوشی (کانا پھوسی ۱۲) نه کنند یعنی
سر نگویند که هر که بحضور او دو تن سر گویند که او نداند و نشنود و نفرموده باشد او را خیالات
بسیار روے دهد و انواع گمانها برد و اغلب ست که از ایشان کینه گیرد در صحبت سلاطین
این معنی را مبالغه بیشتر میباشد بمکین که حساد و اهل فساد خاطرنشان بادشاه کرده
باشند که فلان و فلان را با شما دل راست نیست و در هواخواهی ایشان خللے پدید آمده و در
مقام قصد میباشد چون پادشاه بیند که در مجلس بایکدیگر سر میگویند کلام صاحب
غرضان موثر می افتد و هر دو تن در معرض غضب بلکه در ورطهٔ هلاکت مے افتند

نظم

سخن پوشیده گفتن در محافل	نباشد شیوهٔ دانا و عاقل
که از طرز ادب بسیار دور ست	نشان غفلت و مکر و غرور ست

دهم باید که چون سلطان از کسے دیگر سوالے کند او سبقت (پیشی ۱۲) نکند و جواب ندهد تا آنکس
که ازو پرسید جواب گوید زیرا که جواب دادن کسے ازان سوال که بدیگرے متوجه است حمل
بر سبکساری و بے وقاری او میکنند یکے از حکیمے پرسید که اگر من در مجلس بادشاهی باشم
و او از غیر من سوال کند روا باشد که من جواب دهم گفت نے تو جواب مگو که
آن نشانهٔ استخفاف (سبکی ۱۲) است هم بسائل یعنی ندانستی که از که سوال باید کرد و هم بمسئول
یعنی استحقاق این سوال ندارد و درین باب محذورے دیگر هست که اگر

سلطان گوید که از تو نمی پرسم این را چه جواب توانی گفت و از انفعال این صورت چگونه بیرون توانی آمد اگر فرضاً از جماعتے پرسد که توانند ایشان باغی به جواب سبقت مکن که دیگران خصم تو شوند و به سخن تو عیب گیرند بلکه تا خیر کن تا دیگران گویند و عیب و هنر هر سخن بدانی پس آنچه تو دانی اگر بهتر باشد عرض کن و الا خاموش بنشین **مثنوی**

مکن خفت اندر جواب سخن	مگر در خطا و صواب سخن
اگر نقد تو بغش آمد بیار	کز ان نقد افزوده گردد عیار
وگر نادر اظهار عیبت مکوش	مر آنرا به ستر خموشی بپوش

یازدهم باید که تا سلطان چیزے نپرسد ابتدائے سخن نکند و چون پرسد جواب بقدر کفایت گوید و خاموشی کند مگر وقتے که پادشاه میل داشته باشد بآنکه سخن بیشتر و دراز تر گوید دوازدهم آنکه اگر سلطان او را بر چیزے وقوف ندهد مطلقاً تفحص آن نکند و در پے دانستن آن نرود چه او را قابلیت و محرمیت آن بودے باو گفتندے پس مبالغه در وقوف بر آن متضمن غضب سلطان ست **قطعه**

با تو سرے گر نمیگویند از نا محرمیست	هر که نا محرم بود با ستر سلطانش چه کار
چون کسے را در درون خانه رفتن راه نیست	با تملقها نمودن پیش در بانش چه کار

سیزدهم باید که در تحفه و هدیه و عطیه که نامزد وے شود استغنا ننماید از پادشاه اگرچه محقر باشد زیرا که اندک سلطان بسیار ست و استغنا نشانه خوار داشتن عنایت پادشاهی بود و هیچ عاقل این نکند که فیضے از سایه الٰهی متوجه او گردد و از خود رد کند **بیت**

ہرچہ از پیش رشتہ آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود

چہاردہم از طریق امانت قدم بیرون ننہند کہ امانت صفتے ست کہ مردم خوار را عزیز گرداند و خیانت خصلتے ست کہ مردم عزیز را خوار سازد مامون خلیفہ فرمودہ کہ من مردم امین را دوست میدارم ہرچند سفلہ باشد و باکسے کہ خائن باشد دشمنی دارم اگرچہ بزرگ زادہ و عالی نسب باشد زیرا کہ امانت علامت ایمان ست و در حدیث آمدہ کہ ایمان ندارد ہر کہ امانت ندارد و حق سبحانہ و تعالی خائن را از محبت خود بے بہرہ ساختہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ پانزدہم بدانچہ از پادشاہ بوے رسد بدو قانع و راضی باشد و زیادہ طلبی نکند و حرص ننماید کہ الحق حرمان لازم حرص ست نظم

حرص و حرمان قرین یکدگرست	حرص از جملہ خلقہا بترست
مردم از وصف حرص خوار شوند	در قناعت بزرگوار شوند

شانزدہم در حضور و غیبت سلطان بر ذکر محامد و نشر مکارم او مداومت نماید و اگر از کسے کلمہ بشنود کہ مشتمل بر ترک ادبی باشد بہ نسبت پادشاہ او را بر آن ملامت و نصیحت کند[بھیلانا ۱۲] و اگر منزجر نشود سخت گوید و جفا کند و اگر ہدین نیز ملتفط نگردد ترک مجالست و مخالطت و مصاحبت وے گیرد و با او بہیچ وجہ سخن نگوید ہفدہم کارے کہ بدو مفوض ست بر آن[بیدار و ہشیار ۱۲] [ہمیشگی ۱۲] [ابر نحس ۱۲] مداومت نماید و از مہمے کہ متکفل آنست غافل نشود و جہد کند کہ پیوستہ حاضر باشد تا ہرگاہ کہ سلطان او را طلبد فی الحال بخدمت رسد و از مواظبت بر حضور و از ملازمت دائمی کہ مؤدی بملالت باشد احتراز کند نیز دہم اعتماد بر محبت و رضائے[ہمیشگی ۱۲] سلطان نکند و بہ بسیاری خدمت خود نیز واثق نبود چہ غرور جاہ خدمت را[رسانندہ ۱۲]

له الہ خدا دوست نہیں رکھتا ہر دغاباز کفر کرنیوالے کو ۱۲

فراموش میگرداند و دیگر هیچ وجه بسلطان اظهار نکند که مرا نزدیک تو حقے ست یا سابقه
خدمتے دارم بلکه بتجدید ملازمت و تاکید دعاگوئی و لواحق فرمان برداری سوابق حقوق
را نزدیک وے تازه دارد بر وجہے که آخر آن اول را احیا کند چه سلاطین حقے را که
آخرش از اول منقطع بود فراموش کنند و از خدمت کسے منت دار نباشند چه ایشان
خود را سزاوار خدمت می شناسند و نیز وے هم محل عرض حاجات نگهدارد که عرض کردن
حاجت بر ملوک حکم نماز دارد چون نماز در وقت ادا کرده شود مقبول افتد عرض حاجت
نیز چون در محل افتد بر دا شود و ازینجا گفته اند بیت

فرامش بود نعمت پادشاه	که هنگام فرصت ندارد نگاه

و باید که چندان حاجت عرض نکند که اثر ملال بر جبین پادشاه پیدا شود لیتم و اگر سلطان
عزیز دارد باید که بر جمعیکه نزدیک او مقرب اند یا خدمت تقدیمی دارند تقدیم نجوید و
خود را از ایشان در پیش نیفگند که ازین صورت بر سفاهت و خفت و کم خردی وے استد
لال توان کرد چه شاید که پادشاه را با آن کس که بر وے تقدیم می جوید الفتے باشد
یا خدمتے بشرط کرده باشد که سلطان حق آن را ضائع نگرداند چون آن کس بدفع مطالب
تقدیم برخیزد پادشاه جانب وے گیرد و او را مغلوب سازد و او در انفعال و خجالت
بماند قطعه

به آنکس که او خاص سلطان بود	تقدم مجو گرچه باشی عزیز
اگرچه ترا عزتے شد پدید	از اعزاز او هم بر اندیش نیز

لیست و یکم باید که از ستم سلطان نه نجد و غلظت و درشتی ایشان را بدلجوئی و دل خوشی
تختی ۱۲

قبول کنند چه گفته اند عزت پادشاهی وسطوت فرمانده ہی زبان راگشاده گردانند تا با غراض
مردمان بے سببے دیراد شنام دہد پس برین تقدیر بہ اایشان مواسا باید کرد و اگر از روے
نازسے کہ لازم سلطنت ست کسے را دشنام دہند باید کہ بدعا پردازد مصرعہ دشنام
سر دعاست اینہا ء واگر درشتی کنند آنرا بملائمت حساب نماید مصرع تاویل وفا کردم
ہرچند جفا دیدم بالست و دوم آنکہ اگر در معرض سخط و غضب وعتاب سلطان افتد
البتہ با ہیچ آفریدہ شکایت نکند وعداوت وحقد در دل خود راہ ندہد و وجہ گناہ
راباخود گردانند فرد

ہرچند جفا کند شکایت نکنیم	گوئیم کہ جرم از طرف ماست ہنوز

وبعد ازان اجتہاد کند و تلطف نماید تا سببے کہ بدان ازالہ خشم توان کرد مہیا سازد
لبست وسوم اگر سلطان بریکے خشم گیرد یا نزدوے متہم شود باید کہ ازان کس تجنب نماید
و با تہمت زدہ اختلاط نہ کند تا وقتیکہ غضب سلطانی بہ نسبت ایشان ساکن گردد
وامید عاطفت ومرحمت ومہربانی پدید آید آنگاہ بروجہے لطیف اعتذار ہا باید نمود تا
رضاے ایشان حاصل آید لبست وچہارم آنکہ در پے رضاے سلطان رود وچنان سازد
کہ خوشنودی او حاصل کند و آن بچہار چیز میسر ست یکے آنکہ ہرچہ پادشاہ گوید تصدیق
کند مگر چیز یکہ مخالف شرع و دین بود دوم راے وتدبیر او را بستاید سوم محامد او را ظاہر
گرداند چہارم مساوی وقبائح او راپوشد لبست وپنجم کتمان اسرار ست واین عمدہ
ہمہ شرطہا واصل ہمہ ادبہا باشد پس باید کہ در پوشیدن رازہاے سلطان

مبالغہ بجائی آوردو طریق احتیاط درین باب آنست کہ اقوال ظاہر پادشاہ را کہ ہمہ ملازمان
بران مطلع اند بقدر توانائی پوشیدہ دارد تا بر صفت کتمان ملکہ پدید آید آنگاہ ستر
پوشیدن برو آسان شود چون سلطان بر حال این کس اطلاع یابد اگر سرے فاش
گردد تہمت برو نیفتد چہ سر مکتوم نے آنکہ کسے فاش کند از احوال ظاہر لبہر است
معلوم بلبتوان کرد و از بعضے استدلالات نیز مفہوم میشود و در اثنائے این حال کسانیکہ
دران سر محل اعتماد بودہ اند ہمہ متہم میشود و گمانہائے بد بدیشان می برند پس چون
کسے بدین صفت مشہور شد کہ محرم اسرار ست و ہیچ سرے از و ترشح نمی کند ازین
گمانہا دور میباشد اگر عیاذاً باللہ ما سکہ کسے ضعیف بود و تحمل کتمان سر نمی تواند
کرد سر او در معرض تلف ست بیت

چنین گفت آن حکیم مصلحت کوش	کہ گر سر بایدت سر را فرو پوش

آوردہ اند کہ پادشاہے بزرگوار از حکیمے عالی مقدار وصیتے طلبید حکیم فرمود کہ اے ملک
ہمہ وصیتہا درین دو کلمہ شریف مندرج ست کہ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ
یعنی فرمان خدائے را بزرگ دارد و شفقت با خلق خدا فرو نگذارد رباعی

اے تازہ جوان بشنو ازین پیر کہن	یک نکتہ کہ ہست بیگمان اصل سخن
با حق بادب باش عبادت می ورز	با خلق برفق باش و نیکی میکن

پادشاہ گفت اندر سیاست سخنے بگوے گفت در کشتن مردم سعی مکن کہ خرابی بدن انسان
آسان کارے نیست مگر در کشتن سہ کس کہ ہمہ دانایان نزاع در خواہند داشت
یکے جابرے کہ خرابی ملک تو جوید دوم عاملے کہ مال تو دزدد و سوم

علامت که سر تو آشکار کند و در حکایات آمده که نوشیروان را گفتند فلان کس سر تو آشکار
میکند فرمود که او را در خاک پنهان کنید تا آن راز پنهان بماند **قطعه**

هر که سازد سر پنهان آشکار	زیر خاک تیره پنهان بهتر ست
سر نگهداری سرت ماند بجاے	زانکه حفظ سر نگهبان سر ست

آورده اند که پادشاهے با یکے از ملازمان خود گفت که سرے با تو میگویم باید که با کسے
نگوئی گفت نگویم گفت من از برادر خود اندیشه ناکم و پیش از انکه از و قصدے
ظاهر گردد در صدد دفع او میباشم باید که پیوسته تو مرا محافظت کنی و از برادر من هر چه
دریابی خبر بمن رسانی آن کس قبول کرد و فرصتے طلبیده آن حال با برادر او گفت و آن
برادر از وے منت دار شد و گفت حقے بر من ثابت کردی که مرا خبردار ساختے
او نیز خود را محافظت میکرد قضارا برادرش وفات کرد و سلطنت بدو رسید فی الحال
که بر تخت نشست نوکر برادر را طلبید و حکم کرد که سرش بردارند گفت اے ملک
گناه من چیست گفت آنکه سر برادرم آشکار کردی با وجود آن همه انعام که در حق تو
فرموده ترا محرم اسرار خود ساخته تو سر او را نگاه نتوانستی داشت مرا بر تو هیچ اعتمادے
نماند پس او را بقتل رسانید بسبب آنکه راز نپوشید در ورطه هلاک افتاد **فرد**

بپیر میکده گفتم که چیست راه نجات	بخواست جام مے و گفت راز پوشیدن

اما در رعایت جانب خود هفت شرط مرعی باید داشت اول از جائیکه چیزے نباید ستاند
نستاند و بجائیکه نباید داد چیزے ندهد تا نه در دنیا بدنام و بے مقدار باشد و نه در آخرت
رسوا و شرمسار دوم[۲] تا تواند دفع بدی کند از همه کس و نیکی رساند بهمه سوم[۳]

بلند همت باشند که اعتبار هر کس بقدر همت اوست ع باشد بقدر همت تو اعتبار تو و هر که بصفت علو همت آراسته است هر آینه نفس نفیس خود را بطمع مال و منال دنیا که بغایت خسیس ست خود نگرداند و باندک فائده جاهی و یا مالی عرض شریف خود را بر باد ندهد که مال و جاه نماند و او در مقام خست و خواری بماند چهارم آنکه نه بر خود سخت گیرد و نه بر خلق امام حجة الاسلام فرمود که عجب بدبختی باشد که برای رضای مخلوق خود را بخشم خالق گرفتار گرداند و بجهت فراغت سلطان چندین مظلمه بر گردن خود گیرد و نفس عزیز خود را هیمهٔ آتش دوزخ سازد و بخود نپردازد

از برای رضای خلق مکن	خویش را مستحق خشم خدا
حیف کز بهر راحت دگران	تو در افتاده بر رنج و عنا

پنجم قدر اختیار بداند و قیمت اقتدار بشناسد و چنان سازد که پیش از صدمات زلزال فوات و قبل از هجوم جنود هادم اللذات[1] بیت

زان پیشتر که مرگ بناگه فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوه فنا رسد

ذکر جمیل و اثر خوب از وی یادگار بماند ششم با اختیار و جاه خود مغرور نگردد و تکیه بر عزت و احترام نکند که دهر غدار و سپهر ناسازگار بجفاجوئی و تندخوئی معروف ست اند که زمانی را عهد نامهٔ دولت کطی السجل للکتب[2] در نوردیده میشود و رقم ناامیدی بر صفحهٔ بختیاری و کامگاری کشیده میگردد نظم

مشو مغرور مال و جاه و دینار	که دنیا یادوار و چون تو بسیار
همادم بگذری و وا گذاری	بدشمن هر چه داری واسپاری

[1] ڈھانے والی لذتوں کی یعنی موت ۱۲ [2] مانند لپیٹنے سجل کے واسطے نوشتوں کے ۱۲

ہفتم بدان مقدار کہ ممکن ست با مردم نکوئی کند کہ فائدہ تقرب ملوک واختیار بر درگاہ
سلاطین آنست کہ فوائد احسان لعام وخاص رساند وخرد و بزرگ را از مائدہ جاہ خود
نوالہ فیض چشاند و یقین باید دانست کہ ہر نیکی میکند با خود میکند یکے از اکابر دین
فرمودہ کہ من در ہمہ عمر با کسے نیکی نکردہ ام ملازمے پرسید کہ علی الدوام فیض واحسان و
انعام شما عام ست و بیشتر اہل این شہر مشمول نعم و محظوظ کرم شما اند معنے این سخن کہ میفر
مانید کہ من با ہیچ کس نیکی نہ کردہ ام روشن سازید فرمود کہ راست گفتم حق سبحانہ در کلام
معجز نظام خود برین وجہ فرمودہ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اگر نیکوئی کنید نیکوئی کردہ باشید بانفسہا ے
خود پس چون خاصیت احسان راجع بالنفس من ست پس نیکوئی با خود کردہ باشم
و در جانب بدی نیز ہمچنین ست وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا و اگر بدی کنید ہم بانفسہاے
خود کنید چہ عقوبت بدی بشما باز میگردد

نظم

نکوئی کن چو اکنون میرسد دست	بدی بگذار اگرچہ قدرتت ہست
کہ نیکوئی نکوئی آوردپیش	وگر بد میکنی بد آیدت پیش

اما رعایت طرف رعیت بباید دانست کہ غرض اصلی از جاہ و دولت نہ استرضاے
پادشاہ و متعلقان اوست بلکہ مقصد اقصے رعایت عباد و عمارت بلاد ست پس
جانب رعایا مرعی داشتن اہم مہمات باشد و آن رعایت بدو شرط تواند بود اول آنکہ
در محافظت حال ایشان غایت اہتمام بجاے آورد و بامداد و اسعاد چنان سازد کہ از کار
خود باز نمانند و از جاے خود جا نشوند دوم شر ظلمہ را از ایشان مندفع سازد کہ
بزرگان گفتہ اند کہ رعیت بر مثال گوسفند است و اہل اختیار بر مثال شبان و

ما ر نیکی کرئی بھی تم نے تو بھلی اپنے لیے اور اگر برائی کی تم نے تو اپنے واسطے
ن امارت

پادشاه مالک گوسفندان همچنان که مالک اغنام را بشبان سپرده از دد و دام نگاه دارد و در چراگاه خوش ایشان را فربه کند و نتایج و ثمرهٔ آن حاصل آورد همچنین ارکان دولت باید که رعایا از چیزهای مضر نگاه دارند و آنچه صلاح دین و دنیای ایشان دران باشد به آن دارند و از منافع و مکاسب ایشان خبر به پادشاه رسانند نه آنکه از حال ایشان غافل شوند تا ظلمه هرچه خواهند با ایشان کنند

(حاشیه: گوسفندان ۱۲ — چارپایهٔ غیر درنده ۱۲)

نظم

تو چو راعی این دم غنیمت شمار	غنم را ز گرگ ستم باز دار
نباید بنزدیک دانا پسند	شبان خفته و گرگ در گوسفند

و چون کلمهٔ چند از آداب اجمالی ارکان دولت گفته شد دو سه نکته از آداب امرا و وزرا و اهل قلم و ندما نوشته میشود اما امرا باید که دوازده قاعده نگاه دارند اول فرمانبرداری حق تعالی بدان قدر که خواهد که خلق خدمت وی کنند او هم بخواهد که خدمت خدای کم از آن کند پس زشت باشد که استحقاق مخدومی خود با خلق خدا بیش از آن خواهد که استحقاق مخدومی حق با خود

بیت

گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد

دوم حفظ حقوق نعمت نگاه باید داد که حق ولی نعمت فرو نگذارد و طریق خلاف پیش نگیرد که کفران نعمت نتیجه های بد دارد و از جمله آنکه هیچکس را از ملوک بر ایشان اعتماد نماند و در همه کس بی اعتبار باشند و هیچ ناسپاس کافر نعمت بمراد نرسیده و بعاقبت به نکبت و خذلان گرفتار شده

(حاشیه: بدبختی ۱۲)

نظم

حق نعمت نگاه باید داشت	حرمت پادشاه باید داشت
هر که رو تابد از ولی نعمت	بخت از در روے تابد وددلیے

وگفتہ اند علامت مردی آنست کہ از ولی نعمت مکروہے ومضرتے رسد آنرا در مقابلہ فائدہ ومنفعتے کہ از وگرفتہ محو ونا چیز گرداند تا شکر نعمت بجا آوردہ باشد فرد

نخواہیم از سر کوئیت بصد چندین جفار فتن	کسے بہر زخمے نہ جار فتن

آوردہ اند کہ خواجہ غلامے داشت کافی وخردمند روزے آن مرد با آن غلام بہاے روفت ودر اثنائے تماشائے بہار بہ پالیزی رسید وخیارے باز کردہ بدست غلام داد غلام پوست باز کردہ برغبت تمام تناول مینمود چنانچہ خواجہ ہوس کرد مقدارے ازان طلبید تا بخورد ہمین کہ بچشید بغایت تلخ بود گفت اے غلام خیارے بدین تلخی چگونہ بنشاط میخوری گفت اے خواجہ این خیار تو بمن دادی واز دست تو بسیار چرب و شیرین خوردہ ام شرم داشتم کہ بیک لقمہ تلخ روئے ترش کنم فرد

از دست تو شربت شیرین بچشیدم	یک شربت تلخ از کشم باک نباشد

خواجہ را خوش آمد وگفت چون شکر نعمت من ادا کردی ترا در بندگی بگذارم آزادش کرد و انعام بسیار فرمود سوم از آداب امرا آنست کہ جہد نمایند کہ از جاہ تحصیل مال کنند نہ از شاہ یعنی چون قدرت دارند بخود دستی نمایند و مال بدست آرند و بمال بادشاہ طمع نہ کنند کہ مال محبوب ہر کس است وہر کیکہ طمع در محبوب کسے کند در معرض عداوت افتد وحکما گفتہ اند از سلاطین اسباب منافع باید طلبید نہ نفس منافع مثلاً علے طلب کند کہ موجب حصول اموال باشد تا ہم از سوال فارغ باشد وہم

بمنفعت رسد چہ نفع بملوک باید جست نہ از ملوک چہارم باید کہ غرض وے از ہمہ
اسباب ملبوس و جامہ زینت پادشاہ و آراستگی بارگاہ باشد نہ تجمل نفس خود چہ این نوع
بادب نزدیکتر است و بحق شناسی لائق تہ بلکہ استیفاے آن اسباب درین صورت
متصور پنجم تحاشی کند از نسبہ نمودن بہ پادشاہ در چیزیکہ او بدان متفرد باشد از منازل
و ملابس و ماکل و مراکب یا چیزیکہ لائق ملوک بود و بس چہ این معنی محمول بر ترک
پوشاکیں۱۲ کھانے۱۲ سواریاں۱۲
ادب باشد و بعلن کہ آن چیز در معرض ذہاب بود و او بسبب آن در ورطہ ہلاک
جانا۱۲
افتد ششم باید کہ بر ہر کار کہ از سلطان صادر شود کہ نہ مخالف شرع بود او را
مدح گوید و آن کار را بخوبی ستایش کند بیت

اگر شہ روز را گوید شب است این	بباید گفت اینک ماہ و پروین

و ہمہ عقلا را معلوم است کہ ہیچ کار نبود در دنیا کہ آنرا دو وجہ نباشد یکے جمیل و یکے
قبیح پس وجہ جمیل ہر کارے طلب کند و آنرا حوالہ بپادشاہ نماید و اگر انکار مصلحت
خوب۱۲ بد۱۲
نباشد اعدا از آن بہ نار ہیر حکیمانہ خاطر نشان کند ہفتم اگر سلطان رائے زند کہ مخالف
نفس او باشد یا سخنے گوید کہ مکروہ طبع او بود با او موافقت باید کرد و تذلل باید نمود
و بتحقیق باید دانست کہ او سلطان است و او کس چاکر پس چاکر باید آنرا متابعت
مراد سلطان کند نہ آنکہ از روے مساعدت و مطاوعت خود طلبید ہشتم باید کہ بجاہ و تقرب
پیروی۱۲
خود مغرور نگردد و باعزاز و اکرام پادشاہ قدم از حد خود فراتر نہ نہد در آداب ابن المقفع مذکور
است کہ اگر سلطان ترا برادر گرداند تو او را خداوندان و اگر نام فرزندے بر تو نہد تو خود
خادم شناس ہر چند او در تعظیم افزاید تو در خدمتگاری و تواضع افزاے بیت

شاه اگر لطف بے عدد راند	بنده باید که قدر خود داند

و ہاید دانست که اگر از امیرے که در غایت اختیار و نہایت اقتدار باشد صورتے صورتے وجود آید که شبیه باشد بفرمان گذاری سلطان و سیاست وے البته مکدر طبع اشرف پادشاه خواہد بود اگرچه ظاہر نکند و خاطر نگاه خواہد داشت بیت

مکن در ملک سلطان ہرچه خواہی	که شرکت بر نتابد پادشاہی

آورده اند که برادر سلطان محمود غازی غلامے را از بندگانِ درم خریده که از وے گناہے عظیم در وجود آمده بود بفرمود تا فرو کشیدند در پیش وے و چوب زدند غلام بتظلم پیش سلطان آمد سلطان در حال امر کرد تا طبل و نقاره و کوس و علم و اسباب نوبت سلطنت بتمامی بدر خانه برادرش بردند برادرش چون آن حال مشاہده نمود از غایت خوف و اضطراب بے توقف بدرگاه سلطان آمد و سر نیاز بر زمین خضوع نہاد و گفت از بنده چه گناه صادر شده و کدام جریمه واقع گشته که موجب آن باشد که اسباب سلطنت بدرخانه بنده فرستند سلطان فرمود که اگر سلطنت حق من ست تو با فرو کشیدن و چوب زدن غلام چه کار داری بایستے که آن حالت بعرض من میرسانید تا تفحص کردے و نگذاشتمے که از مالک بر مملوک حیفے رود نه از مملوک بر مالک و حق سبحانه تعالے که بندگان بمن سپرده جواب آن مرا باید گفت ﷲ الحمد بعد از آن بشفاعت بسیار گناه برادر عفو فرمود مثنوی

سیاست نشاید ز کار آگہان	که آن خاص باشد بشاہنشہان
دلیری مکن بر در شہریار	مہمات شاہان بایشان گذار

نہم چون امور سپاہیان مفوض بامر است باید کہ امیر سلطان را بران دارد کہ
پیوستہ لشکر آراستہ باشد و برائے حرب مہیا و آمادہ گشتہ چہ عالم محل حوادث ست
وکس نداند کہ حادثہ در چہ وقت زاید و فتنہ از کدام طرف آید اگر سلطان بجمع مال مشغول
گردد و رجال جمع نکند بوقت ضرورت فرو ماند چہ جمع رجال بمال میسر گردد و اطراف
ممالک برجال مسخر گردد لَا مُلْکَ اِلَّا بِالرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ اِلَّا بِالْمَالِ بیت

بہ لشکر شود ملک عالم مسخر	بہ مال است ترتیب لشکر میسر

آوردہ اند کہ یکے از سلاطین با امیرے از امرائے خود مشاورت کرد کہ من در قضیۂ مال
ولشکر متحیرم اگر مال جمع کنم لشکر متفرق شود واگر لشکر ترتیب کنم مال در دست نماند
امیر گفت مال جمع کن سلطان گفت لشکر پریشان شوند گفت اگر رجال بروند وقتیکہ
بدیشان محتاج شوی مال بر ایشان عرض کن تا باز آیند گفت برین صورت ہیچ دلیلے
داری گفت آرے درین خانہ بخالی ہیچ مگس نیست بفرمائے تا ظرفے از عسل بیارند چون
عسل حاضر شد مگس بسیار جمع آمدند گفت اینک نمود از آنچہ بگفتم ظاہر شد سلطان را
خوش آمد و او را تحسین کرد و این سخن با امیرے دیگر درمیان آورد گفت لشکر ترتیب
کن وایشان را از خود مران زیرا کہ شاید در وقتیکہ خواہی جمع شوند یا نشوند گفت برین معنے
دلیلے داری گفت دارم و امشب بعرض رسانم چون شب در آمد بفرمود تا ظرفے از
عسل آوردند یک مگس پیدا نشد گفت وقتہا کہ از کسے متنفر باشند و در تاریکی نفرت
افتاد ند ہر چند مال بر ایشان عرضہ دہند پیرامون آنکس نگردند و من درین باب حکایتے
یاد دارم ملک فرمود کہ باز گوے امیر گفت سلطانے در مصر بودہ کہ در جمع مال

پیش ہے ملک گر فوج درست اور بیش سر درگار مال سے ۱۲

میکوشید و بغور حال لشکریان تمیز سپہ ہر ملکے کہ بدست می آورد در صندوقہائی نہاد
و بجد محافظت میکرد قضارا امیر شام لشکرے جمع میمنود تا بداعیہ حرب او متوجہ مصر شود
این خبر بمصر رسید یکے از ارکان دولت سلطان مصر با وے گفت کہ امیر شام لشکر جمع
میکند تا بحرب تو آید مال میدہد و لشکر میسازد مردان تو کو و لشکر تو کجاست پادشاہ
اشارت بصندوقہا کرد و گفت مردان در ہمیانہا اند و لشکر من در صندوقہا ہر گاہ خواہم
بیرون آیند در اثنائے این حال امیر شام تاختے کرد و برو غالب آمد و صندوقہا در تصرف
آورد و گفت اگر او بدین مال مردان کارے و مبارزان کارزارے جمع کردی این تفرقہ
بدو نرسیدی بیت

مال دہی مرد بدست آیدت	ور ندہی زود شکست آیدت

دہم برائے صلاح ملک پیوستہ باید کہ منہیان و جاسوسان برگمارند تا از جوانب و اطراف
خبرہا بوے آرند و از ہر گوشہ کہ فتنہ سر بر زند تدارک آن کوشش نماید آوردہ اند (مال لانے والے)
کہ صاحب ابن عباد ملازم فخر الدولہ دیلمی بود و اکثر اوقات در شیراز نشستندے
اتفاق افتاد کہ سہ روز پیش ملک نرفت صباح چہارم بملازمت رسید فخر الدولہ
پرسید کہ سبب تخلف سہ روز چہ بود صاحب گفت پریروز منہیے ما از طرف مملکت
ختا آمد و تقریر کرد کہ خان ختا بوقت آنکہ بفراش خانہ خود میرفت (ہرکارہ) با یکے از ارکان
دولت خود بمشاورت سخنے گفت کہ سہ روز است کہ در اندیشہ ام کہ چہ گفتہ باشد
و تفحص لشکر میکردم و در دفع تعرض او چارہ ہا میساختم تا امروز صباح قاصدے
دیگر رسید کہ او تہیہ لشکرے میکرد و بیکے از اطراف مملکت خود

مبفرستاد خاطر جمع کردم و بملازمت آمدم امرا و وزرا را بنظر تفحص احوال سلاطین تا این غایت بوده باد چو دیکه ختا کجا و شیراز کجا و قبل ازین در باب منهیان و ارباب اخبار و اعلام دو سه کلمه گفته شده بود **قطعه**

چو ضبط ملک مفوض بدست جهد نمائے	که از جوانب و اطراف باخبر باشی
بہر تیغ قہر سر فتنہ جوے بر داری	بدفع تیر بلا خلق را سپر باشی

یازدهم باید که وسیله آن شود که فقیران را بسلطان رساند و واسطه آن گردد که مظلومان و دادخواهان را پیش پادشاهان در آرد تا درد دل خود پیش طبیب دار الشفاے عدالت تقریر کرده شربت شفاے مراد نوش کنند و هر امیرے که رعایا از خوف او بخدمت سلطان نتوانند رسید بر مثال آنست که جوئے آب صافی باشد و نهنگے دران آب جائے گرفته و لب تشنگان بدان آب محتاج باشند و از هیبت او گرد آن نتوانند گشت **قطعه**

چو داری اختیاری آنچنان کن	که درویشان ز تو آسوده گردند
مباش آن نوع که از دست جفایت	بزیر پائے غم فرسوده گردند

دوازدهم با زیردستان چنان زندگانی کند که خواهد که زبردستان با وی همچنان معاش کنند و در حدیث صحیح آمده ست مَنْ لَا یَرْحَمُ هر که رحم نکند بر و رحمت نکنند و کسیکه بر خلق نه بخشاید بر و نه بخشایند و در خبر آمده بخشائید بر کسیکه از شما فروتر ست تا رحم کنند بر شما کسے که از شما برتر ست **نظم**

غم زیردستان بخور زینهار	بترس از زبردستیِ روزگار

سلوک آنچنان کن بخلق جہان	آنخواہی کہ با تو کنند آنچنان

اما آداب وزرا نہ بادہ از ہمہ ارکان دولت رحیم باید زیرا کہ ہیچ کارے بر درگاہ سلاطین از وزرات صعب تر نیست چہ بر دمے حسد بسیار میبرند و حسودان او بیشتر ملازمان پادشاہ ان خصوصاً جمعے کہ در مناصب و مداخل با او مساہم و مشارک باشند لاجرم پیوستہ بچشم طمع در منصب او می بندند و دامہائے مکر و حیلہ باز کشیدہ[۱۲] مترصد آنند کہ او راہ ردامے افگنند کہ روے خلاصی نہ بیند و برین تقدیر او را ہیچ تدبیرے بہ از راستی و کم طمعی نیست باید کہ ہیچ دقیقہ در باب آداب و شرط وزارت فرو نگذارد تا انگشت بر حرف او نہند و بزرگان گفتہ اند کہ چون کسے مہم خود را بہ پاکی گذارد عیب جویان را در و مجال دخل نماند **فرد**

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکی

بہ مہر جمہر را پرسیدند کہ لائق وزارت کیست گفت آنکہ او را چہار وسہ و دو و یکے باشد گفتند بہ تفصیل بیان کن گفت یکے از چہار ہشیاری کہ سرانجام کارہا بداند دوم بیداری کہ خود را بیش از وقت در مہالک نیندازد سوم دلیری در ساختن کارہائے بزرگ چہارم جوانمردی اما آن سہ یکے آنست کہ چون از خدمتگاران خدمت نیکو بیند زود در مکافات آن او را دلنوازی نماید دوم جمعیکہ از فرمان او سرکشند گوش مالش دہد سوم حوادث روزگار را آمادہ باشد و آن دو یکے آنست کہ جانب پادشاہ را رعایت کند۔ دیگر از جانب رعیت غافل نگردد و یکے آنست کہ در ہیچ کار از حق سبحانہ فراموش نکند و در حدیث آمدہ کہ چون خدائے تعالیٰ با امیرے یعنی با کسیکہ

[۱۲] آمدنی ۱۲ ؛ شریک ۱۲

صاحب امر و خداوند فرمان باشد نیکوئی خواهد او را وزیرے راستکار و راست
گفتار دهد تا اگر نکتهٔ از قواعد معدلت فراموش کند آن وزیر بیادش دهد و اگر یادش بود
وزیر او را مددگاری نماید و اگر حق تعالیٰ بدان امیر غیر این خواهد او را وزیرے ناخوش
کردار بار دهد که اگر دقائق عدل فراموش کند بیادش ندهد و اگر بیادش بود او را بران
اعانت و امداد نکند پس وزیرے که بصفت راستی و پاکی موصوف ست مددگار سلطان
باشد در تمهید ارکان عدل **مثنوی**

چراغ افروز ملک اند آن وزیران	که رحم آرند بر حال فقیران
وزیر از جاه خود در ظلم داند	از و کے نام سلطان زنده ماند

و از شروط کلی وزارت و آداب آن نوزده نکته آورده میشود اول رعایت جانب
حق و این صورت بر همه چیزها مقدم ست زیرا که چون کسے جانب حق نگاهدارد هر آئینه
ملاحظه احوال خود خواهد نمود و از ناشایست احتراز و اجتناب خواهد فرمود دوم مساوات
نگاهدارد میان شاه و سپاه و رعیت و میل بهیچ جانب نکند تا حیفے واقع نشود و این
مشکل ترین کارے و نازک ترین عملے ست در وزارت سوم در کارے که شروع
میفرماید در عاقبت آن نیکو نظر کند و از خاتمت آن مهم بر اندیشد تا آخر پشیمانی نکشد
و پشت دست حسرت بدندان حیرت نگزد **مثنوی**

کارے که گرفته نو در پیش	از عاقبتش نکو بر اندیش
گر مصلحت ست آنچنان کن	در نیست صلاح ترک آن کن

چهارم قاعده نیکو نهد که در حدیث آمده هر که سنتے حسنه و راه نیکو نهد مر

اور است مزد آن و مزد ہر کہ عمل کند بدان و ہر کہ سنتے بد و بدعتے ناپسندیدہ بنہد بر وے باشد
وزر آن و گناہ ہر کہ عمل نماید بدان **رباعی**

اے آنکہ بکار شاہ بودی مشغول	خواہی کہ ہمیشہ باشدت عزّ و قبول
بر صفحہ روزگار رسمے بگذا	کان پیش خدا و خلق باشد مقبول

پنجم کفایت خود ظاہر گرداند در امور ملکیہ کہ کفایت وزرا در تمہید مصالح دولتہا
بیش از انست کہ تقریر پذیر باشد آوردہ اند کہ عضد الدولہ از ابو علی خصری کہ وزیر
یکے از آل بویہ بود برنجید نزدیک او رسولے فرستاد با شمشیر برہنہ گفت این را پیش او
نہ رسول ہمچناں کردہ ہیچ نہ گفت وزیر قلم پیش وے انداخت و گفت جواب تو اینست
در دے بکار عضد الدولہ آوردہ نامہا نوشت و ارکان دولت را بر وے بیرون آورد تا
او را بگر فتند و بند کردند و تمام مملکت او را ممالک شاہ خود انضمام داد **بیت**

ہمہ کار شاہان حکمت پژوہ	ز رائے وزیران پذیرد شکوہ

ششم اگر سلطانی رائی اندیشد کہ مصلحت مالی و ملکی دران نبود باید کہ بدان را مخفی
نشود لیکن در مجمع آن را پسند کند بر سر جمع نکوہش آن ننماید دوانا کہ رائے ملوک مانند
سیلے باشد کہ از سر کوہ در آید و کسیکہ بیک دفعہ خواہد کہ آن را از طرفے بطرفے گرداند
در ورطہ ہلاک افتد اما اگر باوی مساعدت نماید و بمدارا و احتیاط یک جانب او را بخاک
و خاشاک بلند گرداند بجانب دیگر کہ خواہد تواند برد ہمبرین سیاق در صرف رائے
پادشاہ از آنچہ متضمن فسادے بود طریق تلطف و تدبیر بجائے باید آورد نہ بر وجہ
امر و نہی بلکہ از روئے تضرع چہ مصلحتے کہ بر خلاف رائے او باشد بد و باید نمود

نادر را بر وخامت عاقبت آن کار تنبیه باید داد بتدریج در اوقات خلوات باید ادا برای ۱۳
بمثال و حکایات خاطرنشان او باید ساخت و بلطف و حیل آن رائے را از خاطر بیرون باید برد

نظم

توانی بنرمی و کار آگهی	که تغییر رائے سلاطین دہی
دگر از درشتی بر آری نفس	نیاید از ان رائے خود باز پس
پس آن به که اوّل مدارا کنی	بفرصت رہ چارہ پیدا کنی

ہفتم به منصب و مرتبه و تقرب ملوک بکمال اختیار مغرور نگردد که مزاج سلاطین حکم آب و آتش دارد و اعتماد را نشاید و لیقین داند که هر عملے را عزلے در عقب است و هر دولتے را نکبتے متصل هم بزرگے را گفتند چرا سرائے برائے خود نسازی گفت درین شهر دو سرا است یکے سرائے دیوان وقتیکه در عمل باشم دوم تنگ زندان آن دم که معزول باشم

فرد

چه باشد نازش و کاهش با قبال و ادباری	که تا بر هم زنی دیده نه این بینی نه آن بینی

ہشتم تا تواند احسان کند پیش از آنکه فرصت آن فوت شود

نظم

زان پیش که دست ساقی دہر	در شربت دولت افگند زہر
از سر بنه این کلاه و دستار	بنهاد ےمکن و نے بدست آر
کین سر همه ساله با کله نیست	دین روئے همیشه هیچو مه نیست

نہم در روا کردن حاجات محرومان و امیدواران سعی بلیغ نماید که کفارت ملازمت شاہان جزائے شاہ ۱۲۵ شاہانه قضائے حاجت محتاجان ست از حضرت امیر المومنین حسن رضی الله عنه

منقول ست که فرمود اگر حاجت مومنے بر آرم دوست تر دارم ازانکه ہفتاد سال باعتکاف بنشینم واز دانیال پیغمبر علیہ السلام روایت کردہ اند کہ گفت چندین سال دست در رکاب پادشاہی میزدیم تا سوار شود و غرض من آن بود کہ حاجت مردم بر آوردہ گردانم بسیار از اولیا وحکما نظر بہمین معنی داشتہ اند و خدمت سلطان اختیار فرمودہ واز شیخ کبیر قدس سرہ منقول ست کہ در یک روز ہفتاد نوبت پیش عضد الدولہ رفتہ جہت کار مسلمان وساختہ نشد و باآخر روز عضد الدولہ گفت اے شیخ عجب مردے بودہ اینہمہ آمدی وکار تو ساختہ نگشت مع ہذا باز می آئی وہنوز منفعل نشدی شیخ گفت اے ملک کار من ساختہ شد کہ نیت من رضائے خدا بود میدانم کہ خدا ازین آمد وشد من خشنود ست اما کار تو ساختہ نشد کہ در مہم مسلمان اہتمام نکردی ومحتاجان را نا امید ساختی ونداستی کہ تا اہل دولت کار کسے نسازند کار ایشان ساختہ نگردد **فرد**

کار درویش مستمند بر آر	کہ ترا نیز کارہا باشد

عضد الدولہ متنبہ شد وبسیار بگریست وکارہائے شیخ را تمام بساخت **بیت**

در ساختن کار کسان سعی نمائے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے

دہم سلطان را بر خیر دارد و چنان کند کہ خیر او بہمہ کس برسد گویند وزیر اتابک از مال پادشاہ خیر بسیار کردی اتابک مستوفی را فرمود کہ دیگر اقطاع بکسے ندہی کہ دست برم روزے دیگر درویشے از وزیر چیزے خواست مستوفی را گفت کہ فلان اشیا باقطاع او بنویس مستوفی تامل میکرد وزیر گفت چہ تامل میکند را

جاگیر[۱]

جاگیر[۲]

می نرسی که دست بسر دازین کمی ترسی که تر ابر آویزم خبر با تابک رسید وزیر را طلبید گفت مستوفی را چرا می آویختی گفت من میخواستم که طناب سراپرده دولت ترا به میخ دوام استحکام دہم او نمیگذاشت نه سزا وار به آویختن باشد اتابک بگریست ہر تبه وزیر را بلند گردانید و خلعت داد در تواریخ مذکور ست که سلطان ملک شاه را گفتند که خواجه نظام الملک ہر سال از خزانه صد ہزار دینار بعلما و صلحاء فقرا و زاویه داران و گوشه نشینان رامیدہد و شمار ا ازان نفع نیست و بدان مبلغ لشکر جرار در ہم میتوان بست سلطان این سخن را بخواجه باز گفت فرمود که بدان زر لشکر زور را ترتیب میتوان کرد که ایشان دشمنان را بشمشیرے که طولش یک ذرع ست و تیرے که زقش او سه صد گز باشد از تو دفع کنند من از برائے تو بهمان زر لشکرے ترتیب میکنم که از اول شب تا صباح بر درگاه حضرت اله بقدم صدق ایستاده اند از برائے تو زبان بدعا و دست بحاجت کشاده و شمشیر ہمت با بره میبرسانند و تیر آه از بعث آسمان میگذرانند و لشکر تو و ماہمه در پناه ایشانیم فرد

دگر مگوے که درویش در پناه کسے ست	که پادشاه جهان در پناه درویش ست

ملک شاه بگریست و گفت شاباش برائے من بیشتر ازین لشکر ترتیب فرمائے بازدہم قدر روز عمل بدانند و ازان فائده گیرند و در کار سازی و دوست نوازی کوشند و آزار و ایذا بکس نرسانند و گرنه وقتیکه آن عمل از دست رود جز حسرت و ندامت در دست نماند بیت

چون توانستی بدانستی چه شود	چون بدانستی توانستی نه بود

آوردہ اند کہ بزرگے از عمل معزول شد و جزع میکرد گفتند روا باشد کہ چون تو عزیزے در عزل جزع کند گفت من نہ از معزولی جزع میکنم چہ یقین میدانم کہ عمل بے عزل نمیباشد این فزع و اضطراب برائے آنست کہ اگر با کسے نکوئی کردہ ام میگریم کہ کاشکے نیکی زیادہ کردے و اگر از من بہ نسبت کسے بدی صادر شدہ می اندیشم کہ کاشکے بدی نکردے **فرد**

چون عاقبت جزائے بد و نیک میدہند		اے کاش نیکی از ہمہ کس بیش کردے

دوازدہم از رجوع خلق و ترددِ مردم بہ تنگ نیاید و بوقت ملاقات با ایشان گرہ بر پیشانی نزند و یقین داند کہ مردم ملازم اختیار اند ہرجا کہ این صفت ظہور کند از ملازمت خلقان چارہ نیست آوردہ اند کہ فضیل بن سہیل در زمان وزارت خود یکے را گفت کہ از آمد و شد مردم بتنگ آمدہ ام و از بسیارے گفت و شنود دیادہ خواہان ملول گشتہ گفت اے وزیر بالش اعزاز از پس پشت برگیر و مسند وزارت درہم پیچ و در عہدہ من کن کہ ہیچکس نزد تو نماند و در ہیچ مہم کسے بتو رجوع ننماید **قطعہ**

پاشش آنکس کہ اختیارش ہست	خلق بے اختیار می آیند
و گرآن اختیار رفت از دست	بدر او چہ کار می آیند

سیزدہم دوستان خالص پیدا کند کہ از نعمتہا احباب یکدل و یکجہت نیکو تر باشند و گفتہ اند دوست مخلص بہ از گنج زر خالص چہاردہم از اعمال خائن و ظالم غافل نشود و پیوستہ بہ تفحص و تجسس احوال ایشان اشتغال نماید و ظالمان آزارندہ را بر مظلومان رعایا مسلط نگذارد و چون ستم و خیانت یکے از ایشان ظاہر شود او را

بعقوبتے کہ سزاوار آن باشد عبرت دیگران گرداند در سیاست ظلمہ مطلقاً مساہلہ نکند پانزدہم ۱۵
از اعمال رشوت نگیرد کہ تا کسے رشوت از دیگرے نستاند نتواند کہ بدیگرے رشوت بدہد
و چون وزیر بر رشوت فریفتہ شد اجازت ست بر رشوت گرفتن آنکس و رشوت
دادن و ستدن حرام ست و دیگرے رشوت گیرندہ بودن از رشوت دہندہ می باشد
وزبونے مناسب وزیر نیست شانزدہم اگر بہ کبد حاسدی و مکر مفسدی یا غمز و
سعایت معاندی وفوت یا بد چنان ظاہر کند کہ او را بدل ہیچ باک نیست و نزد
سلطان خشم و کینہ از ایشان ظاہر نکند کہ موکد سخن ایشان گردد واگہ در مقام سوال و جواب
و مناظرہ و جدال افتد جواب از روے حلم و وقار گوید خفت و سکساری نکند کہ غلبہ
ہمیشہ در جانب حلم می باشد ہفدہم خود را بسلطان چنان نماید کہ باندک کلمہ و کمتر اشارتے
کہ شاہ فرماید تمامی اموال و ہمگی جہات خود را بذل خواہد کرد کہ چون چنین کند مال
او از طمع پادشاہ ایمن شود چہ آنرا از خود داند و ہمان در تصرف خود شناسد ہیژدہم کسے
را کہ عمل مسید ہد باید کہ از روے تامل و فکر بسیار دہد و تا بارہا نیازمودہ باشد برو
اعتماد نکند تا در آخر کار منفعل و شرمسار نگردد **نظم**

بعقلش بباید نخست آزمود	بقدر ہنر پایگاہش فزود
بایام تا بر نیاید بسے	نشاید رسیدن بغور کسے

نوزدہم بکارے کہ رفتن در وآسان باشد و بیرون آمدن دشوار شروع ننماید کہ
بزرگان گفتہ اند **بیت**

تو بہ مہمے کہ در آئی نخست	رخنہ بیرون شدنش کن درست

اما ارباب قلم یکے دبیران اند کہ تعلق بسلطان دارند و دیوان انشا تعلق بدیشان میدارد و ایشان را میباید کہ امین باشند بہ معتمد کافی و خوش طبع و تند فہم (کچہری نشی گری ۱۲) واز اصطلاحات باخبر از حکیم ارسطو پرسیدند کہ حاجب پادشاہ بہتر یا کاتب او حکیم فرمود کہ حاجب جزو او ست و کاتب کل او و اگر دبیر لطیف طبع افتد کفایتہائے نیکو تواند کرد۔ آوردہ اند کہ پادشاہ ایران عادتے داشت کہ در حرب ہا فوجے از خیار لشکر را جامہ سیاہ پوشانیدے چون جنگ سخت شدے بفرمودے تا سپاہداران (برگزیدگان ۱۲) پیش رفتندے و آن جنگ را بسر بردندے وقتے اتفاق افتاد کہ با پادشاہ توران کہ پنجاہ ہزار مرد داشت مصاف کشیدہ چون ہر دو لشکر در مقابلہ بایکدیگر بالیستادند شاہ ایران با بعضے خواص از اہل مصاف خود بر بلندی الیستادہ بود چون اشتداد خصم و کثرت لشکر او بدید خواست کہ آن روز حرب نکند و بدست خود بر کاغذے نوشت کہ سیاہ داران را بگوئید تا باد پس الیستند دبیر مرد عاقل بود دانست کہ اگر لشکر باز گردد خصم قوی شود و امکان دارد کہ ظفر یابند فی الحال قلم بر داشت و نقطہ در زیر سپاہداران زد نا سپاہداران شد چو خط ایشان بسپاہ داران کہ امرائے لشکر بودند رسید تصور کردند کہ سپاہ و مددے رسیدہ باعتماد تمام لشکر را پیش کردند و خود از عقب الیستادہ حملہ نمودند لشکر دشمن ازان جرأت و صولت عجب داشتہ منہزم شدند و بعد سیاہ داران حاجت برآمد دبیر (دبدبہ ۱۲) صورت حال بعرض رسانید شاہ او را (فرازہ ۱۲) بگنتو د نوازش فرمود و گفت دبیر چنین باید کہ بیک نقطہ پنجاہ ہزار مرد را ہنریمت دہد و دیگر در باب دبیران حکایتے ہست کہ پادشاہے بپادشاہے نوشتہ بود کہ پیش از انکہ تو خود را بر من زنی من خود را

بہ نوخواہم زدار کان فرو ماندند کہ در جواب این سخن چہ نویسند دبیر سلطان مرد خوش ذہن بود گفت من جوابے بنویسم کہ ہمہ شمارا پسند افتد پس بنوشت کہ من دنو شیشہ وسنگیم خواہ سنگ بر شیشہ زن و خواہ شیشہ بر سنگ ہمہ اعیان حضرت این جواب را پسندیدہ اند فرد

سخن کان از سر دانش نویسد	بنزد عاقلان مقبول باشد

دیگر عملداران ولایت که وزرا متعلق بہ وزرا میباشند و عامل بائید کہ نیک نفس و خوش خوئے باشد و از حرص و طمع بہ کران بود نوشیروان فرمود کہ عامل بائید کہ دست بستہ باشد و ہم دست کشادہ یعنی بہ نیکی دست بکشائید و از خیانت دست بندد و دیگر بائے کہ رسم بد ننہند و قانون ناموجہ وضع نکنند کہ ہم پادشاہ را بدنامی آرد و ہم خود را بنفرین خلق گرفتار کند آوردہ اند کہ وزیرے عاملے را بجائے فرستادہ بود عامل نوشت کہ اگر فلان کار بکنم زر بسیار حاصل میشود وزیر در جواب نوشت کہ بادار عوانان پیش مال بسیار کاسد ست و زبانہاے ایشان گنگ و دستہاے ایشان لنجابت کوتاہ پنج روزے کہ تو در کارے چنان مکن کہ بسبب بدنامی ما و واسطہ لعنت وخواری خود شوی و دیگر بائید کہ تصور نکند کہ اگر پادشاہ یا وزیر یا امیر از و راضی اند جانب رعیت سہل ست زیراکہ کسے راکہ چندین ہزار خلق خصم باشد چگونہ سلامت تواند بود بلے اگر رعایا خوشنود باشند طرف پادشاہ سہل ست آوردہ اند کہ یکے از خلفا شخصے والئعمل فرستاد و او برفت و چندین رسمہاے نیک برانداخت وقاعدہ ہاے بد نہاد و مال بسیار حاصل کرد چون پیش خلیفہ آمد

خلیفه از وی برنجید و مصادره با فرمود و مدتی در زندان انداخت بعد از آن فرمود تا بر سر عمل رود
بود و پانزده سال گذشته مال بسیار ده و آن عملدار متحیر شد و با شیخ دران باب مشاورت
کرد شیخ فرمود قبول کن باکے نیست اما امسال رسمهائے نیک بنه و بد عتها بر انداز
در رضائے رعیت حاصل کن و وظائف درویشان و ادرارات و اقطاعات تمام
بده و باز آئے در عهده من که هیچ آفت بتو نرسد برفت و بهمین طریق که شیخ فرموده
بود عمل کرد چون باز آمده [ده؟] دینار سال گذشته را هشت دینار بیاورد با وجود
این رافت و عاطفت از خلیفه بنسبت وے واقع شد آن عامل سبب این دو
صورت از شیخ سوال کرد که در سال گذشته کفایت بسیار کردم و مال وافر آوردم
عقوبت کشیدم و امسال مال کم آوردم و تربیت دیدم شیخ فرمود که دران نوبت
چندین هزار مردم خصم تو بودند آن نتیجه داد و درین کرت این همه مردم شفیع تو اند

چنین ثمره میدهد فرد

بدی مکن که درین کشت زار زود زوال	بداش [دهر] جهان بدروی که می کارے

اما چون ندما بدولت مجالست سلطان مشرف شده اند ایشان را در رعایت قواعد ادب
و حرمت باید کوشید و شرط ایشان آنست کہ آنچه نزدیک بادشاه مقبول و مکروه باشد
بدانند و ایثار آن کنند که مقبول سلطان ست و اگرچه مکروه نفس ایشان باشد و ندیم
سلطان باید که با خود مقرر کند که در بندگی خدائے و خدمت مخلوق هیچ چیز سود مند
تر از ترک حظ نفس خود نیست و چون این معنی نزد او محقق گردد و در هر معامله
و محاوره که میان او و سلطان افتد و خویش را دران بهره بیند ترک بهره خود

گیرد و از آن تجنب نمودہ خط خود پادشاہ را مسلّم دارد تا ثمرہ خیر دہد و آن فائدہ ہم عائد بدو شود و اگر باول استیفائے خط خود مشغول گردد کار او خالی از خللے نباشد و چون او را انبساط و گستاخی میباشد باید کہ بہیچ وجہ در ہیچ کارے حرفے با سلطان حوالہ نکند اگرچہ حق بجانب وے بود و اگر چیزے قبیح از وے در یابد ہیچ جا باز نگوید و اگر بجاور سہوے کند و باز گوید بدان اعتراف نکند اگرچہ آن خبر با سلطان رسیدہ باشد کہ از اقرار تا انکار تفاوت بسیارست و اگر میان وے و پادشاہ حالے افتد کہ قبیح آن عائد بیکے از ہر دو تواند بود جہد کند در آنکہ آن قبیح منسوب با خود گرداند برائت ساخت سلطان را از آن ظاہر کند و چون سلطان بری الساحۃ شود باید کہ حیلہا انگیزد و تدبیرہا اندیشد کہ آن قبیح از و نیز بگردد و باید کہ در خدمت ملوک چشم و دست و دل و زبان بفرمان او باشد تا سلامت ماند رباعی

پیوستہ دو گوش سوئے شہ باید داشت	فرمان در چشم برہ باید داشت
از نیکوئی زبان روان باید کرد	وز بد دل و دیدہ را نگہ باید داشت

اصمعی میگوید کہ روزے نزد خلیفہ ہارون رشید رفتم او را دیدم بر تخت نشستہ و دختر پنج سالہ تخمیناً نزدیک وے قرار گرفتہ مرا گفت دانی این دختر کیست گفتم معلوم ندارم گفت دختر پسر من ست برو و بوسہ بر فرق او زن من متحیر می ماندم و گفتم اگر بخلاف امر کنم عقوبت کند و اگر جرأت نمایم شاید غیرت او را بر آن دارد کہ مرا برنجاند پس آستین بر سر آن دختر نہادم و بر داشتم و سر آستین خود را بوسہ دادم خلیفہ را آن ادب خوش آمد گفت اگر بخلاف این میکردے از نعمت حیات محروم می ماندے

پس مراد ہزار دینار انعام کردمن شکرانہ آن را کہ از ملت ورطہ خلاصی یافتہ بودم ہمہ را صدقہ دادم و در آداب ندما آوردہ اند کہ یکے از ملوک غلامے داشت بغایت صاحب جمال **فرد**

سخے چنانکہ ز خورشید و ماہ نتوان کرد | خطے چنانکہ ز مشک سیاہ نتوان کرد

روزے ندیم خود را گفت این جوان زیبا صورتے و دلکش ہیأتے دارد گفت آرے صبیح و ملیح ست و بسیار لطیف و ظریف سلطان گفت تو او را دوست نداری گفت (گوسالہ ۱۲) لے پرسید کہ چرا گفت کسے را کہ پادشاہ دوست می دارد من کہ باشم کہ او را دوست دارم سلطان را ادب او خوش آمد و سخن او را پسندید و درجۂ او را بلند گردانید **قطعہ**

ہر کرا مایہ ادب باشد | کز بجلے رسد عجب نبود
چون ادب ہست از حسب چہ کست | جے بہتر از ادب نبود

چون این رسالہ بسر حد اطناب رسید آداب اقتضائے آن میکند کہ زیادہ ازین قدم بر بساط انبساط نہادہ نشود و بدعائے (درازی ۱۲) دوام (خواہش ۱۲) دولت روز افزون سمت اختتام یابد **فرد**

سخن نہ بر نہج اختصار رفت آن بہ | کہ ختم کنم و گر این نامہ را کہ وقت دعاست

فرد

خدایا تا فلک را سر بلندے ست | بزرگان راز حکمت ارجمندے ست

اشعۂ (جمع شعاع ۱۲) رایات آسمان فرسائے لمعات الویۂ (جمع لوا ۱۲) سپہر آسائے این شاہزادہ عالی را عالم آرائے (جلک) **مثنوی**

فروزان روئیش از فسر الہی	درخشان کوکبے از برجِ شاہی
ابوالحسن شہنشاہِ جوان بخت	کہ برخوردار بادا ز تاج واز تخت

تا انقراض ادوار لائح ولامع بادو کوکبۂ عظمت و دبدبہ حشمت و ابہت او از سپہر فتح ونصرت شارق وطالع مصرعہ این دعا از من و از خلق جہان آمین باد ٭ باتمام رسید وباختتام انجامید این رسالہ مشتمل بر اسرار حکمت و منطوی بر حقائق اطوار اہل دولت و ہم از ناب کتاب کہ مضاف باسم سامی و نام نامی آن حضرت ست تاریخ اتمامش مفہوم ومعلوم میگردد قطعہ

باخامہ گفتم ایکہ زسر ساختی قدم	در مقدم تو چشم سخن یافت روشنی
اخلاق محسنی بتمامی نوشتہ شد	تاریخ ہم نویس ز اخلاقِ محسنی ۹۰۰ھ

مجموعہ فتاویٰ کامل

(مؤلفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین مولینا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ)

یہ وہ کتاب ہے کہ علم دوست ذوق پسند حضرات سالہا سال سے جس کے منتظر ہیں۔ جس کے مطالعہ کے لئے علماء کی آنکھیں بیتاب ہیں۔ جو مسائل کا خزینہ ہے۔ تحقیقات کا خزینہ و گنجینہ لاکھوں مسائل ایسی تحقیق و تدقیق سے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ کہیں نہ ملیں گے۔ ہزارہا پیچیدہ اور ایسے معرکتہ الآرا مسائل جو مدت سے زیر بحث تھے۔ ایسے دلائل و براہین سے مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اہل علم و انصاف پر مخفی نہ رہیں گے۔ اس کتاب میں عام ضروری مسایل اردو ہیں۔ اور خاص علمی باتیں عربی میں تحریر کی گئی ہیں۔ علمائے کی رائے ہے۔ کہ جس کے پاس یہ مکمل کتاب موجود ہے۔ وہ دیگر کتب فقہ کا محتاج نہیں۔ اور جس کے مطالعہ میں یہ کتاب ہوگی۔ وہ مشہور و معروف فقیہہ بن سکتا ہے۔ تینوں حصص یکجا مجلد معہ ڈسٹ کور معیاری۔ کتابت طباعت عمدہ۔ (تین جلدوں میں) قیمت بارہ روپے۔

شرح وقایہ کامل اردو

فقہ حنفی میں شرح وقایہ کو جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ یوں تو اس کے متعدد تراجم موجود ہیں۔ لیکن ان سب سے یہ ترجمہ اردو زبان میں سلیس اور بامحاورہ ہے۔ فاضل مصنف نے کافی محنت سے کام کیا ہے۔ تاکہ ہر خاص و عام اور خصوصاً طلبا کے لئے مفید ثابت ہو۔ قیمت بارہ روپے۔

دیوان حافظ مترجم اردو

(اشاعت جدید)

دیباچہ از مولینا شبلی نعمانی ترجمہ وتراز فرخ امرتسری۔ لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کا کلام معرفت آگاہ جو صدیوں سے اقصائے عالم میں شہرت پذیر ہے مشرق اور مغرب کے شاعر و ادیب، عالم، و فاضل بڑھ بڑھ کر داد دے رہے ہیں۔ کوئی شاعر پڑھتا ہے۔ تو اس کے ساحرانہ محاسن پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ عالم پڑھتا ہے تو علمی خوبیوں پر عش عش کر اٹھتا ہے۔ فلسفی دیکھتا ہے۔ تو فلسفیانہ نقاط میں محو ہو جاتا ہے۔ صوفی پڑھتا ہے۔ تو تصوف کی موشگافیوں کا شیدا ہو جاتا ہے۔ رند مشرب ہر ایک شعر میں بادہ ناب کے مزے لیتے ہیں صحیفہ رنگین، (دیباچہ میں خواجہ صاحب کے اوصاف و محاسن پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ نالنامہ پر مبسوط بحث ہے۔ آخر میں ایک جامع فرہنگ درج ہے۔ قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ:- ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور

تصوّف

کتاب التقدیر

حضرت امام ابن قیم کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ چند نسخے باقی ہیں۔
۵ روپے

مکتوبات امام ربانی فارسی ۳ روپے
دیوان حافظ فارسی ۱½ "
مکتوبات امام ربانی
اردو مجدد الف ثانی ۱۶ روپے
انعام منظوم (۲ جلدوں میں) ۱۲ روپے
مفتاح العلوم شرح مثنوی
اردو، احصص فی حصہ ۴½ روپے
دیوان حافظ اردو (مترجم) ۱۰ "
تذکرہ غوثیہ ۵ "
رہبر کامل کتاب علی المرتضیٰ ۶ "
کشف المحجوب ۵ "
دیوان علی مترجم اردو ۳ "

بزبان پنجابی

قصیدہ بردہ ۶ آنے
مثنوی مولینا روم پنجابی ۳ روپے
مجموعہ اشعار ۲ "
زندگی بلاس ۱ "
بکی روٹی کلاں ۸ آنے
سی حرفی ہدایت اللہ ۶ "

خطبات و وعظ

جدید خطبات توحید (۱)
(۱) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
(۲) شاہ اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی۔ قیمت ہر یک ۲ روپے
خطبات جمعہ اول ۲½ روپے
خطبات جمعہ دوم ۲½ "
خطبات الحنفیہ ۴ "
خطبات دین محمدی ۴ "
خطبات علمی بلا ترجمہ ۸ آنے
" " مترجم اردو ۸ "
خطبات بدر ۴½ روپے
مجموعہ خطبات دوازدہ ماہی ۲ "

بزبان پنجابی

خطبات مسلم ۴ آنے
" دلپذیر ۲ روپے

وعظ سکھلانیوالی کتب

انیس الواعظین ۴ روپے
وعظ بے نظیر ایک روپیہ
احسن المواعظ ۲½ "
اکرام المواعظ ۱½ "
افضل المواعظ ۱½ "
تذکرۃ الواعظین ۳ "
تنبیہہ الغافلین ۱ روپیہ

بول چال!

انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ اردو
انگریزی سیکھنے کا قاعدہ ۶ آنے
نیو ماڈل انگلش ٹیچر کلاں ۱۲ "
" " " خورد ۴ "
عربی بول چال جدید اول ۱۲ آنے
" " " دوم ۱۲ "
نیو ماڈل رومن ٹیچر ۸ "

پنجابی زبان کے تحفے

ہیر وارث شاہ کلاں
مصنفہ پیراں دتہ ۴ روپے
ہیر وارث شاہ خورد
مصنفہ پیراں دتہ ۲½ "
ہیر وارث شاہ اصلی کلاں ۳ "
" " خورد ۱½ "
سیف الملوک میاں ۲ "
داستان امیر حمزہ کامل
غلام رسول ۶ "
سی حرفی فضل شاہ ۴ آنے
سسی پنوں فضل شاہ ۴ "
ہیر شاہزادی ۶ "
لیلےٰ مجنوں ۴ "
مرزا بوٹا ۱½ روپیہ
سوہنی دائم ۲ روپے
کمبل پوش دائم ۲ "
یوسف زلیخا دائم ۲ "
کلی والا ۲½ "
جنگ نامہ حامد ۱½ روپیہ
جنگ زیتون ۸ آنے
شاہ بہرام ۴ "
معراجنامہ عربی ۸ "
نور محمد نعتوں کا مجموعہ ۶ "
معراجنامہ اردو ۶ "
درسی کتب اردو

ملنے کا پتہ:- ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور (پاکستان)